دم مدار بیڑا پار

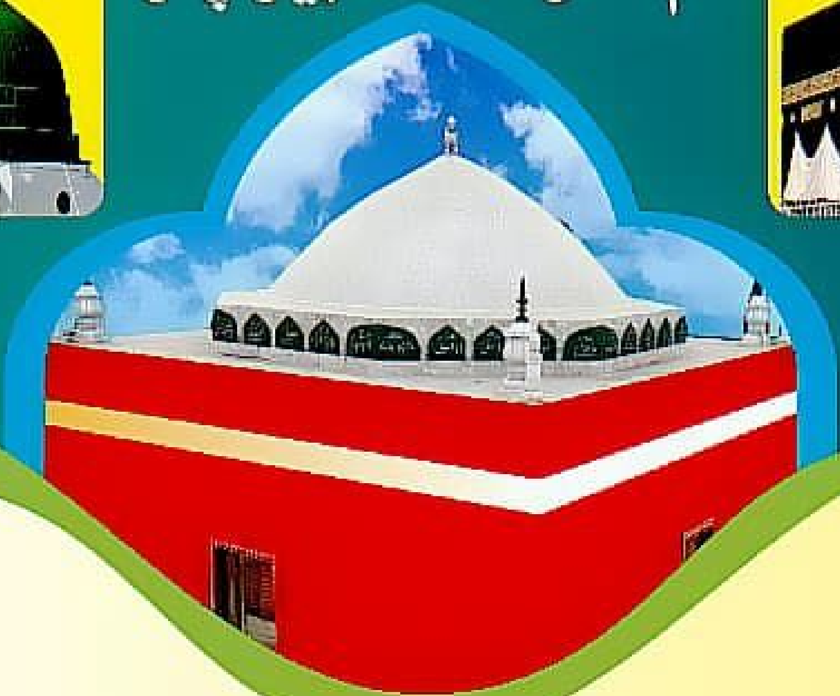

تذکرہ اکابر مداریہ

مدار السالکین

تالیف

شیر مداریت حضرت علامہ و مولانا الحاج

ڈاکٹر خلیق احمد مداری مدظلہ العالی

خلیفہ حضور بابائے قوم وملت علیہ الرحمۃ والرضوان

وحضور فاتح اجمیر مجاہد اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

ناشر

شہزادۂ شیر مداریت حضرت مولانا نادر حسین مداری

Pdf Download From - Madaarimedia.Com

مداریہ کتب خانہ
واٹسپ گروپ
Www.MadaariMedia.Com

MADAARI MEDIA
دم مدار بیڑا پار
The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے
www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia
@MadaariMedia
@MadaariMedia
@MadaariMedia
Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

Pdf Download From – Madaarimedia.Com

تذکرہ اکابر مداریہ

مدارالسالکین

تالیف

شیر مداریت حضرت علامہ ومولانا الحاج ڈاکٹر خلیق احمد مداری مدظلہ العالی

خلیفہ حضور بابائے قوم وملت علیہ الرحمۃ والرضوان

وحضور فاتح اجمیر مجاہد اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

ناشر

شہزادۂ شیر مداریت حضرت مولانا نادر حسین مداری

مفتی محمد عمران کاظم مصباحی، حافظ محمد شاہد شکوہی مداری

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : مدار السالکین

تالیف : شیر مداریت حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر خلیق احمد مداری

نظر ثانی : شیخ طریقت مفکر اسلام مفتی سید نثار حسین قبلہ مکن پوری

پروف ریڈنگ : مولانا نادر خلیق مداری سلمہ، و مولوی سید رضی الحسین مداری سلمہ

صفحات : 188

تعداد : ایک ہزار

سن اشاعت بار اوّل : بموقع عرس قطب المدار 1446ھ مطابق نومبر 2024ء

مطبع : المدار آفسیٹ، کانپور

ملنے کا پتہ

مدرسہ الجامعۃ العربیہ سید العلوم بدیعیہ مداریہ

اسلام نگر، بہیڑی، ضلع بریلی، یوپی

ضمیر جنرل اسٹور، محلّہ نٹ کا کنواں، مکن پور شریف، ضلع کانپور

فون نمبر 8433491849

اراکین: مدرسہ جامعہ عربیہ سید العلوم بدیعیہ مداریہ، بہیڑی۔ بریلی

Pdf Download From – Madaarimedia.Com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
1	حمد باری تعالیٰ	5
2	نعت شریف	7
3	منقبت شریف	8
4	پیش لفظ	12
5	انتساب	14
6	تقریظ سعید	15
7	تقریظ جلیل	16
8	ذرے کے لب پہ مہر منور کی بات ہے	19
9	تاثر گرامی	28
10	مقدمہ	38
11	حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک	46
12	بعثت سے ہجرت تک کے حالات	53
13	یہودیوں سے مقابلہ	87
14	اخلاق	99
15	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی فضیلت	100
16	شان اولیاء	107
17	امیر المؤمنین مولائے کائنات حضرت سید علی مرتضیٰ	108
18	حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ	112
19	رئیس المتقین حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ	115

Pdf Download From – Madaarimedia.Com

20	سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ	118
21	قطب وحدت تاجدار ولایت سید بدیع الدین قطب المدارؒ	137
22	ہندوستان میں آمد	147
23	حضرت سیدنا مدار العالمینؒ کا مرتبۂ صمدیت سے سرفراز ہونا	150
24	خطابات، قطب المدار، حی المدار، مدار العالمین	152
25	حضرت بابا رتن ہندی رضی اللہ عنہ سے ملاقات	153
26	بغداد شریف میں قیام حضرت عبد القادر جیلانیؓ سے ملاقات	155
27	حضور سیدنا مدار العالمین کے اخلاق عالیہ کی ایک ہلکی سی جھلک	169
28	خلفائے حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ	176
29	حضرت خواجہ ابو محمد سید محمد ارغون رضی اللہ عنہ	178
30	حضرت خواجہ ابو تراب سید فنصور رضی اللہ عنہ	178
31	حضرت خواجہ ابو الحسن سید طیفور رضی اللہ عنہ	178
32	حضرت سلطان الشہداء سید سالار غازی رضی اللہ عنہ	179
33	قطب عالم حضرت خواجہ سید ظہیر الدین دادا میاںؒ	184
34	سلام	185
35	منقبت شریف	187
36	شجرۂ عالیہ مداریہ	187

Pdf Download From – Madaarimedia.Com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد باری تعالیٰ

از بابائے قوم وملت شیخ طریقت حضرت علامہ حکیم سید محمد ولی شکوہ
جعفری مداری علیہ الرحمۃ الرضوان

حمد تیری کس زباں سے ہم کریں اے کردگار
تیرے خود اوصاف سے ہے تیری مدحت آشکار
قادر مطلق ہے تو ہر شئی پہ تیرا اختیار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

یہ فضائیں یہ ہوائیں یہ زمین وآسماں
ماہتاب و مہرو انجم تیری قدرت کے نشاں
اور گواہی دے رہی ہے گردش لیل ونہار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

تو ہی ہے معبود برحق تو ہی ہے سب کا کفیل
چارہ ساز دل فگاراں تو ہی ہے رب جلیل
تیرے الطاف و عنایت کا نہیں کوئی شمار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

ناتواں دل کا سہارا ہوتو تیرا فضل وکرم
مرحلوں میں زندگی کے ہم رہیں ثابت قدم
ہو ہماری زیست کا تیری رضا پرانحصار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

کارسازی کے تصدق دل وہ یارب کر عطا
جس کی قسمت بن گئی ہو الفت خیر الوریٰ
آل واصحاب نبی کا بخشدے ہم کو شعار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

از رہ بندہ نوازی ہم کو یہ توفیق دے
تیری الفت کے سوادل میں نہ کچھ باقی رہے
دم بدم آئے یہی اپنی زباں پر بار بار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

آخری دل کی تمنا ہے ولؔی کی یاخدا
زیست کا اسلام پر ایمان پر ہو خاتمہ

نعت شریف

رحمت آقا تو خورشید اثر ہوتی ہے
چشم بوجہل ہی محروم بصر ہوتی ہے

جس گھڑی رحمت عالم کی نظر ہوتی ہے
زندگی پر تو صدیق وعمر ہوتی ہے

ان کی قسمت پہ ہمیں رشک نہ آئے کیسے
زندگی جن کی مدینے میں بسر ہوتی ہے

اس طرف ساغر ایمان چھلک اٹھتے ہیں
جس طرف ساقی کوثر کی نظر ہوتی ہے

چومتی گنبد خضریٰ کو ہیں آہیں میری
جب توجہ میرے آقا کی اِدھر ہوتی ہے

جاگتے کب ہیں میرے دیکھئے خوابیدہ نصیب
رونما شب فرقت کی سحر ہوتی ہے

کرتی رہتی ہے مدینے کی ہی گلیوں کا طواف
جب تخیل کی نظر گرم سفر ہوتی ہے

نارسا ہو کوئی فریاد نہیں ہوسکتا
سانس بھی لو تو مدینے میں خبر ہوتی ہے

تابش کوثر وتسنیم کا بنتی ہے جواب
ہجر سرکار میں جو آنکھ بھی تر ہوتی ہے

اے ولی سوئے حرم چشم تمنا تو اٹھا
منزل شوق ابھی آن میں سر ہوتی ہے

منقبت شریف

از: فاتح اجمیر حضور مجاہد اعظم ہند حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر
سید محمد مرغوب عالم جعفری مداری قدس سرہ

جو بھی در پہ آپ کے آیا مدار العالمین — اس نے دل کا مدعا پایا مدار العالمین
سارے ولیوں نے تجھے مانا ہے اپنا رہنما — ہے فزوں سب سے تیرا رتبہ مدار العالمین
دیکھ کر روئے منور سجدہ میں سب گر گئے — اللہ اللہ آپ کا جلوہ مدار العالمین
رحمۃ للعالمیں کی رحمتیں برسا گئے — جس طرف بھی آپ نے دیکھا مدار العالمین
اس کو فکر دو جہاں سے واسطہ ہی کیا رہا — بن گیا جو آپ کا شیدا مدار العالمین
اہل دل اہل نظر نے ہند کا طیبہ کیا — دیکھ کر کے آپ کا روضہ مدار العالمین

قبر سے جس دم اٹھے قیصرؔ تو ہو ورد زباں
ہے میرا آقا میرا آقا مدار العالمین

منقبت شریف

از: آبروئے شعر و سخن حضرت علامہ سید معز حسین ادیب علیہ الرحمۃ والرضوان

کوئی ولی ہوا کوئی آشنا ہوا ذات مدار آئی تو سب کا بھلا ہوا
میں مطمئن تھا آ کے تہہ دامن مدار سورج گزر رہا تھا مجھے گھورتا ہوا
اک ہم ہیں کہ خود اپنی ہی تنہائیوں میں قید اک یہ کہ جن کے در پہ ہے میلا لگا ہوا
اللہ ری نگاہ عنایت مدار کی ہم سا ٹکڑ گدا ہے سکندر بنا ہوا
صدیوں غذا نہ چھو سکے تیرے لب و دہن تجھ سے عیاں یہ معجزۂ مصطفیٰ ہوا
منہ تکتی رہ گئی مرا ہر کاوش فنا پایا مجھے جو زندہ ولی سے جڑا ہوا
صد شکر بے نیاز طلب ہی رہا ادیب
جو بھی عطا ہوا اسی در سے عطا ہوا

منقبت شریف

از: شاعر آستانہ مدار جہاں شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج قاری سید **محضر علی** وقاری مداری دامت برکاتہم العالیہ، مکن پور شریف

شمع امید خاموش سی ہے لو مدار جہاں سے لگی ہے
میں مسافر ہوں تاریک شب کا ڈھونڈتا ہوں سحر کا اجالا
دیکھئے کب کرن پھوٹتی ہے لو مدار جہاں سے لگی ہے
جانے تقدیر میں کیا لکھا ہے ہر قدم اک نیا حادثہ ہے
جب مصیبت کوئی آپڑی ہے لو مدار جہاں سے لگی ہے
یوں تو کوئی نہیں ہے سہارا آسرا ہے چراغ حلب کا
جس نے دنیا کو دی روشنی ہے لو مدار جہاں سے لگی ہے
ہے انہیں پر مدار آخرت کا ہے انہیں کے سپرد اپنی دنیا
رہنمائی نہ کچھ رہبری ہے لو مدار جہاں سے لگی ہے
ہوگا کب میری شب کا سویرا میرے دل میں ہے غم کا اندھیرا
یاس ہے عالم بیکسی ہے لو مدار جہاں سے لگی ہے
زیست ہے یاس وآلام کا گھر سخت بے چین ہے قلب محضر
گردش وقت دشمن بنی ہے لو مدار جہاں سے لگی ہے

منقبت شریف

از خواجۂ مداریت حسان الہند شیخ طریقت حضرت علامہ مفتی سید مصباح المراد صاحب قبلہ جعفری مداری مدظلہ العالی

ہر ایک نے پایا ہے فیضان بدیع الدین ہے کون نہیں جس پر احسان بدیع الدین
حیرت سے ولایت خود انگشت بدنداں ہے آسان نہیں یارو! عرفان بدیع الدین
یہ سوچ کے ہم اپنی پلکوں کو بچھاتے ہیں جو آئے یہاں وہ ہے مہمانِ بدیع الدین
یہ میں نہیں کہتا ہوں تاریخ بتاتی ہے ولیوں میں نہیں کوئی ہم شان بدیع الدین
سرکار ولایت کے دربار کا کیا کہنا شاہوں سے بھی بہتر ہے دربان بدیع الدین
سنتان میں سنتوں میں ہم فرق یہی سمجھے اک جسم بدیع الدین اک جان بدیع الدین
یہ عام حقیقت ہے مصباحؔ اسے سمجھو
خاصان محمد ہیں خاصان بدیع الدین

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعُرَفَاءِ بِمَعَارِفِہٖ، وَشَرَّحَ صُدُوْرَ الْاَوْلِیَاءِ بِحَقَائِقِہٖ، جَلَّ شَانُہٗ الْکِبْرِیَاءُ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ خَاتِمِ الْمُرْسَلِیْنَ وَالْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ الْاَتْقِیَآءَ وَعَلٰی اَصْحَابِہِ الصَّالِحِیْنَ السُّعَدَاءِ،وَعَلٰی السَّیِّدِ بَدِیْعُ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ مَدَارَ الدُّنْیَا وَالْعُقْبٰی وَعَلٰی سَائِرِ الْخُلَفَاءِ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّابَعْدُ!

علی، بصری، حبیب، وبایزید، حضرت بدیع الدین
بہت ہی مختصر شجرہ مدار العالمیں کا ہے

حمد وصلوۃ کے بعد واضح ہو کہ یہ تحریر سلسلہ عالیہ طیفوریہ مداریہ کے ان عظیم القدر گرامی مرتبت حضرات کا تذکرہ ہے جو تمام ارباب شریعت وطریقت کے رہنما اور پیشوا ہیں روح رواں ہیں۔

ہر دور اور ہر زمانہ میں فتنے جنم لیتے رہے ہیں اور آج بھی پیدا ہو رہے ہیں اولیاء کرام کے تصرفات وکرامات کا انکار اور ان کا مذاق بنانا عام سی بات ہوگئی ہے، جب سے موبائل کے استعمال کی کثرت ہوئی ہے الحاد و بیدینی کے بازار میں کافی ترقی ہو رہی ہے اور لوگوں کے اذہان وقلوب زنگ خوردہ ہو رہے ہیں، کتابیں پڑھنے کا ذوق وشوق بہت کم ہوگیا ہے تذکرہ اور تصوف کی کتابیں تو کوئی کیا پڑھے، شریعت کے ضروری مسائل سے ناواقفی لمحہ فکریہ ہے، اللہ رحم فرمائے مگر کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں مطالعہ کا شوق ہے اور وہ کتابیں پڑھتے ہیں۔

۱۸ر جمادی المدار ۱۴۴۵ھ کو عرس سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ سے واپسی کے

وقت میں شیخ طریقت حضرت مفتی سید نثار حسین جعفری مداری مدظلہ العالی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور حضرت کے کچھ مریدین بھی موجود تھے کہ عزیزم مولانا عبدالشکور خاں میواتی حسینی مداری سلمہ ساکن موضع بھیکم پور ضلع بریلی جو مدرسہ جامعہ عربیہ سید العلوم بدیعیہ مداریہ بہیڑی سے فارغ التحصیل ہیں انہوں نے ایک ایسی کتاب کی فرمائش کی کہ جس میں سیرت رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم، مشائخ حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ اور ساتھ ہی حضور سیدنا مدار پاک کا بھی ذکر جمیل ہو میں بھی ان کا ہم خیال ہوا مگر چونکہ اکثر بیمار رہتا ہوں تو میری ہمت نہ ہوئی کہ اس کام کو کرنے کا اقرار کروں لیکن محبّ گرامی حضرت علامہ مفتی سید نثار حسین صاحب قبلہ نے ہمت بڑھائی اور فرمایا، لکھئے، اللہ مددگار ہے۔ جس طرح کی کتاب کی فرمائش ہے اس کا کافی مواد بزرگوں کی کتابوں میں آسانی سے مل جائے گا فقط آپ کو ترتیب دینا ہے، کر دیجئے۔

بہرحال میں نے حامی بھر لی اور موصوف کی معاونت سے یہ تحریر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ نہایت سادہ اور آسان زبان میں محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، امیر المؤمنین مولا علی، حضرت خواجہ حسن بصری، سیدنا حبیب عجمی، حضرت سلطان العارفین، بایزید بسطامی طیفور شامی، قطب وحدت حضرت سید بدیع الدین مدار العالمین رضی اللہ عنہم کی بارگاہوں میں خراج عقیدت پیش کر دیا ہے۔

(مولانا) خلیق احمد مداری

انتساب

زبدۃ العارفین قطب عالم
حضرت سید ظہیرالدین دادامیاں
جعفری مداری علیہ الرحمۃ والرضوان
و
جملہ سادات مکن پور شریف کے نام
گرقبول افتد زہے عزوشرف
(مولانا) خلیق احمد شکوہی مداری
بہیڑی

تقریظ سعید

شیخ طریقت حضرت علامہ ومولانا الحاج ابوالمشر ب
ڈاکٹر سید مقتدا حسین مداری ایم اے۔ پی ایچ ڈی
چیف ایڈیٹر رسالہ ''رہبر نور''، مکن پور شریف

زیر نظر تصنیف شیر مداریت حضرت علامہ ڈاکٹر خلیق احمد شکوہی مداری کے مفکرانہ نظریات اور مخلصانہ عقیدت مندیوں کا ایک ایسا روشن چراغ ہے جس کی تاریخ ساز روشنی سے تصوف وطریقت، عقیدت ومحبت، علوم معرفت اور حقیقت شناسی کے نہاں خانے جگمگا اٹھیں گے۔ حضرت مولانا خلیق احمد مداری نے نہایت ہی شائستہ، سنجیدہ اور تحقیقی طرز تحریر کے ساتھ حضور مدار العالمینؓ کی حیات طیبہ اور حضور مدار پاک کے اکابرین سلسلہ طریقت کا جو ذکر کیا ہے وہ نہایت ہی قابل ستائش اور قابل مبارکباد ہے۔ کتاب ''مدار السالکین'' تشنگان علوم معرفت، وابستگان سلاسل طریقت اور طالبان حقائق مداریت کے لئے ایک عظیم الشان سوغات ہے۔

رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا خلیق احمد مداری کو صحت کلی عطا فرمائے، ان کے علم میں اضافہ فرمائے اور ان کی اس کاوش کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ آمین

خادم آستانہ قطب المدار
ڈاکٹر سید مقتدا حسین جعفری مداری
مکن پور شریف

تقریظ جلیل

از قلم: فقیہ امت شیخ طریقت حضرت ابوالحماد مفتی محمد اسرافیل حیدری مداری، مدظلہ العالی،

پرنسپل جامعہ عربیہ مدارالعلوم مدینۃ الاولیاء مکن پور شریف

سوانح نگاری ایک اہم فن ہے انگریزی زبان میں اس کے لیے Bio graphy کالفظ بولا جاتا ہے،Bio کے معنی حیات اور graphy کے معنی لکھنا ہے، یعنی حالات زندگی لکھنا۔''انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا''میں سوانح عمری کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

''سوانح عمری ایسا بیانیہ ہے جو کسی فرد کی زندگی اور شخصیت کی بازآفرینی اور اس کے عمل کو شعوری اور فن کارانہ انداز میں قلم بند کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔''

سوانح عمری کا تعلق تاریخ سے ہے، کسی بھی بڑے آدمی کی سوانح عمری میں اس کے پورے ماحول اور ان سے وابستہ افراد کا ذکر ہوتا ہے، اس کے جلو میں اس عہد کی تاریخ وتہذیب سمٹ آتی ہے، سوانح نگار مصوری کے ساتھ مؤرخ کا کام بھی کرتا ہے، جو سوانح جتنی دیانت داری سے لکھی جاتی ہے وہ اتنی ہی قیمتی ہوتی ہے۔

ڈاکٹر نسیم الدین فریس صدر شعبۂ اردو مانو حیدرآباد نے تقریباً دس تعریفات کا خلاصہ اس طرح رقم کیا ہے:

''سوانح عمری سے مراد ہے عمر (عہد یا دور) نسل اور ماحول جیسے اثر ڈالنے والے عوامل کے حوالے سے کسی شخص کی داخلی اور خارجی زندگی کے تمام

پہلوؤں کا ایسا جامع، مفصل اور معروضی مطالعہ جو اس کی زندگی کے ارتقا اور اس کے ظاہر و باطن کو روشنی میں لا کر اس کی ایک قد آدم اور جیتی جاگتی تصویر پیش کرے، سوانح ایک ایسی دستاویز ہے جس میں کسی انسان کی ولادت سے لے کر وفات تک کے تمام حالات و واقعات، افکار و افعال زمان و مکان کی صراحت کے ساتھ موجود ہوتے ہیں۔ سوانح کے کینوس (نقاشی) پر زمان و مکان کے تناظر میں کسی انسان کی چلتی پھرتی متحرک تصویر اس طرح سرگرم فکر اور مصروفِ عمل نظر آتی ہے کہ اس کی سیرت و شخصیت اور سرگزشت کے تمام پہلو ہمارے سامنے آجاتے ہیں۔"

(غیر افسانوی ادب، نصاب ایم، اے اردو مانو ص 134)

جو سوانح عمری اعتدال کے ساتھ لکھی جاتی ہے، اس میں صاحب سوانح کی پوری تصویر موجود ہوتی ہے۔

حضرت مولانا ڈاکٹر خلیق احمد شکوہی مداری بہیڑی ضلع بریلی کے اکابر علماء میں ایک ممتاز عالم ہیں اور سلسلۂ عالیہ مداریہ کی ایک مؤقر شخصیت ہیں۔ آپ کی تصنیف "مدار السالکین"، حضور ملک العارفین خاتم المتقین سیدنا احمد بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و سوانح کا عطر مجموعہ ہے۔ مدار السالکین حضور قطب المدار سید احمد بدیع الدین زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی داخلی اور خارجی زندگی کے تمام **پہلوؤں** کا ایسا جامع، مفصل اور معروضی مطالعہ ہے جو آپ کی زندگی کے ارتقا اور اس کے ظاہر و باطن کو روشنی میں لا کر آپ کی شخصیت کی ایک خوبصورت اور جیتی جاگتی تصویر پیش کر رہی ہے، یہ کتاب آپ کی سوانح کی ایک ایسی دستاویز ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے لے کر وفات تک کے تمام حالات و واقعات، افکار و افعال زمان و مکان کی صراحت اعتدال کے ساتھ موجود ہیں۔ اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضور مدار پاک قدس سرہ کے مشہور شجرے میں جن مقدس و معظم ہستیوں کے اسمائے گرامی مرقوم

ہیں ان سبھی حضرات کے مختصر تذکرے بھی اس کی زینت ہیں جس سے کتاب کی شان اور دوبالا ہو جاتی ہے۔ میں نے کتاب مستطاب کا کجا کجا مطالعہ کیا ماشاء اللہ طرز تحریر آسان اور سہل اسلوب میں اثر آفریں ہے اور سلاست و روانی کا جمال بھی دیکھنے کو مل رہا ہے۔ پوری کتاب مسلمات کو محیط ہے لیکن اگر کتاب حوالہ جات سے مبرہن ہوتی تو اس کی قیمت اور اونچی ہو جاتی۔ عجلت میں بھی جو آیا بہتر آیا، سخت بیماری کی حالت میں اتنی اچھی کتاب مرتب کر دینا بھی بڑے حوصلے کا کام ہے۔ میں حضرت علامہ کی صحت و عافیت اور بہتر حیات کیلئے دعا گو ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کناں ہوں کہ اس کتاب ''مدار السالکین'' کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

فقط

ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری المداری

خادم جامعہ عربیہ مدار العلوم مدینۃ الاولیاء

مکن پور شریف کانپور

یوپی انڈیا9793347086

ذرے کے لب پہ مہر منور کی بات ہے

از: امیر القلم۔ خطیب آستانہ مدار العالمین، حضرت علامہ

حافظ سید ازبر علی جعفری مداری، مدظلہ العالی

مکن پور شریف

نحمده ونصلی ونسلم علٰی حبیبه الکریم المتین وعلیٰ آله الطیبین الطاهرین واصحابه المکرمین خصوصاً علیٰ.سیدنا بدیع الدین مدار العالمین

اما بعد!

تقدس مآب وجاہت اولیاء شہنشاہ ہفت اقلیم ولایت سرکار قطب المدار کی حیات طیبہ کو قلمبند کرنا جوئے شیر لانے سے سوا ہے کسی بھی صاحب سے یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ شاہ والا کی حیات طیبہ کو قلمبند کر پائے کیونکہ تاجدار ولایت، حام صمدیت، واصل مقام محبوبیت، قطب وحدت شہنشاہ ولایت محسن ہندستان مبلغ اول حضرت سرکار سرکاراں سیدنا سید بدیع الدین شیخ احمد قطب المدار مدار العالمین رضی اللہ عنہ کی ذات پاک پر خامہ فرسائی کرنا ''ذرہ کے لب پہ مہر منور کی بات ہے'' کے مترادف ہوگا پھر بھی لکھنے والوں نے خوب لکھا اور لکھتے ہی رہیں گے۔ لیکن یہ لکھنا سرکار کی حیثیت ولایت اور انفرادیت معشوقیت فردانیت عبدیت کا حرف آخر نہیں ہے اور نہ سیرت قطب المدار کی کل کائنات یہی ہے جو محققین نے تحریر کردیا ہے یہ لکھنے والوں کے شعور وآگہی بضاعت علمی، علمی حیثیت وصلاحیت کے مطابق ہے نہ کہ قلعۂ سیرت مدار کے بلند گنبد پر عظمت سرکار کا پرچم گاڑنا کہا جائیگا کیونکہ اس پاک نفس کے عرفان کو رب ذوالجلال نے پردۂ غیب میں مستور کردیا جس کی تصدیق حدیث قدسی سے صاف ظاہر ہے کہ اولیاء

تحت قباء لا یرفهم غیری اس کے علاوہ بھی کء احادیث میں اس عزیز الوجود اور نادر روزگار کا عرفان حاصل نہ ہو پانا کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت ہے:

عن ابی امامه عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم قال ان اغبط الناس عندی مومن خفیف الحاذ ذو حظ من صلوٰة غامض فی الناس لایوبه به کان رزقه کفافا و صبر علیه عجلت منیته و قل تراثه و قلت بواکیه" (ابن ماجه)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ قابل رشک مومن خفیف الحاذ ہے نماز میں اس کیلئے حصہ ہے "لوگوں میں پوشیدہ ہے اس کی طرف اشارہ نہیں کیا جاسکتا" اس کا رزق بقدر زندگی ہے اور وہ اس پر صابر ہے۔ اس کی خواہش جلد فنا ہو جائے گی اور اس کی میراث کم ہے اور اس کے رونے والے بیوی بچے نہیں ہیں۔

(ابن ماجہ)

احمد ترمذی ابن ماجہ سے مشکوٰۃ میں بایں الفاظ منقول ہے۔

عن ابی امامه عن النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم قال اغبط اولیائی عندی لمومن خفیف الحاذ ذو حظ من صلوٰة احسن عبادة ربه و اطاعه فی السر و کان غامضا فی الناس لایشار الیه بالا صابع و کان رزقه کفافا فصبر علی ذلک ثم نقد بیده فقال عجلت منیته قلت بو اکیه و قل تراثه.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نزدیک میرے ولیوں میں سب سے زیادہ قابل رشک ضرور ایک مومن خفیف الحاذ ہے۔ نماز کا ایک بڑا حصہ دار ہے۔ اپنے رب کی عبادت و اطاعت بہترین طریقہ سے تنہائی گوشہ نشینی میں کرنے والا ہے۔ لوگوں میں وہ ایسا مستور و پوشیدہ

رہے گا کہ انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا سے اس کا رزق قوت لا یموت یعنی بہت کم ہوگا اور وہ اپنے نفس کو اسی پر روک کر صبر کرے گا۔ پھر آپ نے اپنی انگلی دوسری انگلی سے ملا کر ارشاد فرمایا اس کی خواہشات نفسانیہ مرجائینگی۔ اس پر کوئی رونے والا یعنی اس کی بیوی بچے نہیں ہوں گے اور اس کی کچھ میراث نہیں ہوگی۔

ان دونوں روایتوں میں ''خفیف الحاذ'' کی مستور الحالی کو یوں بیان کیا گیا لوگوں میں پوشیدہ ہے اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہیں کیا جا سکتا۔ اب دیکھتے یہ ہیں کہ خفیف الحاذ کون ہے؟

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشف المحجوب میں حدیث نقل فرماتے ہیں: خیر الناس فی آخر الزمان خفیف الحاذ (آخر زمانہ میں سب سے بہتر خفیف الحاذ ہے) صحابہء کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خفیف الحاذ کیا ہے؟ فرمایا الذی لا اھل لہ ولا ولد لہ (وہ شخص جس کے نہ بیوی ہو اور نہ بچے)۔

شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ عوارف المعارف میں تحریر فرماتے ہیں: حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوسو برس کے بعد تمہارے درمیان سب سے بہتر خفیف الحاذ ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خفیف الحاذ کیا چیز ہے؟ فرمایا وہ شخص ہے جس کے نہ بیوی ہو اور نہ اولاد۔

حدیث کی روشنی میں بات بالکل واضح ہے کہ خفیف الحاذ مدار پاک ہیں ان کے بیوی بچے نہیں تھے اور ''موتوا قبل ان تموتو'' کے مطابق بہت جلد ان پر موت واقع ہوگئی یعنی خواہشات نفسانیہ مرگئیں کھانے، پینے، سونے، تبدیلی لباس وغیرہ حوائج بشریہ سے بے نیاز ہوگئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دوسوسال بعد یعنی 242ھ میں پیدا ہوئے اور جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا" لوگوں میں

پوشیدہ ہے اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہیں کیا جاسکتا۔تو اب کس کا یارا ہے کہ اس کی 596 سالہ حیات طیبہ سیرت وسوانح احوال وکوائف کا علم حاصل کر پائے اور ان کا ادراک جوئے شیر نہیں تو اور کیا ہے ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

رب کائنات نے ان کے عرفان سے ممکنات کی چادر ہٹا کر غیر ممکن کی مہر لگادی واصل مقام محبوبیت، جامع کمالات، ملک العارفین، حضور سرکار سرکاراں سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پانچ سو چھیانوے سالہ طویل ترین حیات مقدسہ مبارکہ کے حالات وکمالات، خوارق عادات، عبادات وریاضات مجاہدات وارشادات اور دعوت حقانیت تبلیغ اسلام وترویج دین متین کی سرگرمیوں کو احاطۂ تحریر میں لا پانا مشکل کام ہی نہیں ناممکن امر محال ہے۔

قاسم نعمات نبوت ورسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشارت کے مطابق آپ بدیع الدین ہیں اس لئے ان کی ذات کو عزیز الوجود اور نادر وانوکھا ہونا ہی چاہیئے تھا تو بحمد اللہ تعالیٰ باعجاز زبان حق ترجمان عجائب احوال وغرائب اطوار کا پیکر جلیل ہوئے بھی جس کو شیخ محقق علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان بھی یوں تحریر فرماتے ہیں:

”غرائب احوال وعجائب اطوار از وے نقل میکنند گویند کہ وے در مقام صمدیت کہ از مقامات سالکان است بود“

(شیخ بدیع الدین مدار کے عجیب وغریب حالات واطوار لوگ روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ وہ سالکین کے مقامات میں سے مقام صمدیت پر فائز تھے)

اور ملا ابوالفضل جو کہ غیر مقلد شخص ہے۔قطب المدار کی عجیب الحالی کو بیان کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہے:

”شاہ مدار: لقب بدیع الدین کہ ومہ ہندی بوم بدو گردد والا پائیگی بر

گزاردوشگرف داستانہااز وبرمیگذارند''

(آئین اکبری ج 3 ص284)

(یعنی شاہ مدار کالقب بدیع الدین ہے ہندوستان کا ہر خورد و بزرگ ان کا معتقد ہے اور بہت تعظیم کرتا ہیان کے بارے میں عجیب و غریب داستانیں لوگ بیان کرتے ہیں)

اولیائے کرام عجیب الاحوال ہوتے ہی ہیں مگر بدیع الدین وہ اسم بامسمی ہیں جو صف اولیاء میں غرائب اطوار و عجائب احوال کا پیکر جلیل بن کر عزیز الوجود، نادر روزگار اور بدیع العجائب ہیں ۔اسی عجیب الاحوالی اور بے مثالی نے انہیں عارفین و محققین کے درمیان ایک معمہ بنادیاہے اور محققین کے لئے ان کی سیرت وسوانح ایک عقدہ لاینحل بن کررہ گئی ہے ۔اہل تحقیق اپنے محدود پیرایہ میں عام اولیائے کرام کی طرح جب ان پر تحقیق کرتے ہیں تو کہیں نہ کہیں الجھ جاتے ہیں اور بسا اوقات ورطہ غلط میں پڑ جاتے ہیں ان کی سیرت وسوانح کا مطالعہ باریکی سے کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسمائے الٰہیہ کے وہ اسم ظاہر اور اسم باطن دونوں کے پرتو قدس سے مزین ہیں ۔جب کبھی اسم ظاہر کا پرتو ان پر غالب ہوتا ہے تو وہ کمال درجہ کی شہرت ومقبولیت کے حامل ہوتے ہیں جیسا کہ ملا ابو الفضل کا قول آپ نے پڑھا کہ اسم ظاہر کے پرتو قدس سے جب آراستہ. ہوتے ہیں تو ہندوستان کا ہر چھوٹا بڑاان کا معتقد ہے اور بہت تعظیم کرتا ہے۔

شیخ محقق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے:

''طریق اوجذب خلائق بودہ عوام بسیار برایشاں گردآیندوشہرتے عظیم شد''

(اخبارالاخیار)

یعنی شیخ بدیع الدین مدار کا طریقہ جذب خلائق تھا کثیر عوام ان کے گرد آتے اور بڑی شہرت ہوگئی۔

حضرت واجد علی صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار کمالاتش درمملکت ہندوستان

شہرت تمام دارد وتصرفات آنجناب درحیات وممات برابراست''۔

(مطلع العلوم ومجمع الفنون ص144- 124)

یعنی شیخ بدیع الدین مدار کے کمالات ملک ہندوستان میں بہت مشہور ہیں اور آنجناب کا تصرف حیات وممات میں برابر ہے۔آپ منتہائے ولایت کے درجہ رفیع الشان پر متمکن تھے تو احاطۂ زبان وتحریر قاصر ہے کیونکہ جب ایک قطب کا مقام یہ ہے کہ حضرت شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ ایک قطب کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اس حجاب میں جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہوتا ہے اور مرتے دم تک یہ حجاب رہتا ہے اور جب قطب کا انتقال ہوتا ہے تو اپنے اللہ سے جاملتا ہے تو جو قطب المدار ہو اس کی شان کیا ہوگی؟

حضرت امام یافعی علیہ الرحمہ الحاوی میں علامہ ابن حجر ہیتمی فتاوی حدیثیہ میں لکھتے ہیں کہ:

القطب الغوث الفرد الجامع جعله اللّٰه دائرافی الآفاق الاربعه فی افق السماء قدستره اللّٰه احواله عن الخاصته والعامتهغیرهة من الحق غیر انه یری عالما کجاعل ابله کفطن تارکا اخذ قربا بعیدا سهلا عسراآمنا حذرا ومکانته من الاولیاء کالنقطه من الدائرة اللتی هی مرکز هابه یقع صلاح العالم(الفتاوی حدیثیه)

وہ قطب مدار جو غوث وفرد کے مقام ومراتب کا جامع ومتحمل ہوتا ہے اس کو اللہ تعالی دنیا کے چاروں گوشوں میں گشت کراتا ہے جیسے آسمان کے چاروں طرف ستارے چکر لگاتے ہیں اور اللہ تعالی اسکی غیرت داری میں اسکے احوال کو خاص وعام سے پوشیدہ رکھتا ہے وہ عالم ہونے کے بعد ناخواندہ لگتا ہے وہ ذہین ہوتے ہوئے بھی کم فہم معلوم ہوتا ہے دنیا سے بے نیاز ہوکر بھی دنیا کو اپنی گرفت میں رکھتا ہے خدا سے قریب تر ہوتے ہوئے بھی کچھ دور سا لگتا ہے دردمند ہوتے ہوئے بھی تنگدل جان پڑتا ہے۔بے خوف ہونے کے باوجود سہما سہما محسوس ہوتا ہے اولیاء اللہ میں اسکا مقام ایسا ہے جیسے کے دائرہ

کے مرکز نقطے کا اسی پر عام کی درستگی کا دارو مدار ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا تحریر میں سرکار ولایت حضرت سیدنا ید بدیع الدین احمد رضی اللہ عنہ کے واقعات زندگی کے اجمالی صفات ذکر کئے گئے ہیں اس پر بے دریغ کہہ سکتا ہوں کہ

ہوتے ہیں عارفان حقیقت کے ہوش گم
سمجھے گا کون دہر میں عظمت مدار کی

سرکار قطب المدار کی سوانح مقدسہ کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے کہ آپ جامع کمالات ولایت کا مظہر ہیں۔ میرے اس دعوے کی تائید شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے قول سے بھی ہوتی ہے آپ نے مدار پاک کے اوصاف میں تحریر فرمایا:

"بعضے اوضاع ایشاں برخلاف ظاہر شریعت بود (اخبار الاخیار)"

(شیخ بدیع الدین مدار کے بعض طریقے شریعت ظاہر کے خلاف تھے)

بات بالکل واضح ہوگئی کہ حضور مدار العالمین وہ قطب ہیں جو کمالات فردیہ کے جامع ہیں یہی وجہ ہے کہ جب کبھی آپ مسند قطبیت پر اجلاس فرماتے ہیں تو کمالات قطبیت وغوثیت کا آپ سے ظہور ہوتا ہے اور آپ کی معرفت وشہرت ہوتی ہے اور جب مقام فردیت کی بلندیاں زیر پا ہوتی ہیں تو اولیآئی تحت قباء لا یعرفھم غیری کا مصداق بن کر علماء وعارفین کی بھی معرفت سے باہر ہوتے ہیں

ایک ایسی ہستی جسکی مماثلت تصوف وطریقت کی دنیا میں محال ہی نہیں ناممکن بھی ہے محلوں میں رہتا نہیں تھا مخمل ودیبا اس کا بچھونا نہیں تھا نرم وگداز قالین اس کے فرش کی زینت نہیں تھی عیش وعشرت میں زندگی گزارتا تھا نہ کسی ملک واقلیم کا شہزادہ تھا سیاسی تھا نہ سماجی تھا نہ کلبوں کی محفلوں کی زینت تھا شہسوار تھا نہ سپہ سالار تھا بھاء بند تھے نہ فرزند ارجمند نہ مکان ہے نہ دوکان نہ خاندانحد تو یہ ہے کہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے نہ تبدیلءلباس کی حاجت تو پھر وہ ذات پہچانی کیسے جاتی ظاہر ہے کہ اختلاف تو ہوگا ہے یہ تو دنیا سے تعلق رکھتی ہیں سلوک ومعرفت میں ولادت سے وفات تک مناصب سلوک،

مدارج ولایت طئے کرتے رہے حتی کہ ولایت کے اس مقام پر پہونچ گئے جہاں بڑے بڑے عارفین کے سروں سے ٹوپیاں گر پڑتی ہیں اور ولایت کے اس کوہ ہمالیہ کی چوٹی پر نظر بھی نہیں پڑتی 23 سال 10 دن تک مقام محبوبیت پر پہونچ گئے یہی وہ مقام ولایت جس کو سمجھنے کیلئے بڑے بڑے عارفان حق دم خود ہوجاتے ہیں اسلام حقیقی کی تعلیم سے مرصع اس ذات اقدس کے بعض امور کو بعض لوگوں نے خلاف شریعت سمجھا ایک بات عرض کرتا چلوں ایک ہے صورت ہے ایک حقیقت ہے جس کی تصریح حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اپنے مکتوبات میں فرمائی ہے فرماتے ہیں کہ صورت کے علمائے ظاہر کفیل وضامن ہوتے ہیں حقیقت وہ ہے جس کے بیان کے ساتھ بلند گروہ صوفیا ممتاز ہے اس مقام میں عارف اپنے آپ کو دائرے شریعت سے باہر پاتا ہے وہ محفوظ ہوتا ہے اس لئے دقائق شریعت سے ایک دقیقہ بھی نہیں چھوڑتا ہے وہ جماعت جو اس دولت عظمی سے مشرف ہوتی ہے اس کی تعداد بہت ہی کم ہے صوفیا کی ایک کثیر تعداد اس مقام عالی کے سائے ہی تک پہونچی ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ سوم مکتوب ۲۷۳)

یہ آپ کی بے مثال زندگی اور انفرادیت ہے جس کی مثال نہیں ملتی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ آپ نے پوی دنیا کی سیاحت فرماء اور آفاق عالم میں آپ کی عالم گیر تبلیغ کے چرچے ہیں آپ کے خلفائے کرام کے آستانے اور انکی بارگاہیں آپ کے نام سے منسوب بیشمار مقامات آپ کی عظمتوں کے قصیدے پڑھ رہے ہیں میرے سرکار اس صفحۂ ہستی پر کار ولایت کے امین و راز داں بنکر آئے اور اپنی مقصد زندگی کا زندہ ثبوت بھی چھوڑ گئے جو اقوام عالم ہی نہیں بلکہ موجودات عالم کی پیشانیوں پر کہکشاں بنکر چمک رہی ہے اور اس دین کے مسیحا کی مقصد زندگی کے قصیدے بھی پڑھ رہی ہے۔ اس عظیم المرتبت عدیم المثال نادر الوجود ہستی کی بے کراں سیرت کے پہلوؤں کو حق تعالی نے اپنی غیرت کی قبا میں آپ کے احوال کو اتنے جتن کے ساتھ مستور فرمادیا کہ ہزار ہا ہزار کوششوں اور دفاتر سوانح عمری پڑھنے پرکھنے اور بحر علم میں غوطہ کھانے کے بعد بڑے

بڑے محققین کو 596 سالہ زندگی سے ایک حصے کے بھی مکمل حالات نہ مل سکے بالآخر انہیں لکھنا ہی پڑا کہ ؎

کوئی سمجھ نہ پایا کیا ہے مقام تیرا

چنداں روشنی ڈالنے والی بہت سی شخصیات آج بھی اس بارگاہ عالی میں خراج عقیدت کیلئے صف در صف کھڑی ہیں اور ان مداحوں میں رنگ ونسل قوم وسماج اور مذہب وملت کا کوء فرق نہیں ہے ہر سماج، ہر مذہب، ہر قوم، ہر مکتبۂ فکر، کے لوگوں نے اپنے اپنے علم کے مطابق اس ذات کو خراج پیش کررہے ہیں مگر کما حقہ انکا حق ثنا گری نہیں پیش کیا جاسکتا کیونکہ ؎

تمہاری مدحت لکھنے کیلئے قطب المدار
کاوش اہل قلم کو اک زمانہ چاہیئے

زیر نظر کتاب مدارالسالکین شیر مداریت حضرت علامہ مولانا الحاج ڈاکٹر محمد خلیق صاحب شکوہی مداری مدظلہ العالی اپنے فن میں مختصر مگر مضبوط ہے علامہ موصوف نے اکابرین سلسلۂ مداریہ پر خامہ فرساء فرما کر مدار لائبریری کی زینت کیلئے ایک گلدشتہ سجادیا بطفیل شہنشاہ ہفت اقلیم نازش ولایت قاسم نعمات عرفان علی حضرت سرکار سیدنا زندہ ولی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ موصوف کو صحت وتندرستی کے ساتھ سلامت باکرامت رکھے اور عمر خضر عطا فرمائے سرکار قطب المدار انکی اس خدمت قلمی کو شرف قبول عطا فرمائیں رب ذوالجلال دنیا وآخرت کی سرخروء اور روز محشر کی دائمی آسائش کیلئے اس کتاب کو ذریعہ بنادے۔ آمین

گدائے در ولی باری
سید ازبر علی مداری
مکن پور شریف

● ● ●

تاثر گرامی

محقق عصر آل قطب المدار حضرت مولانا مفتی سید منور علی حسینی جعفری المداری

نحمد اللّٰہ رب العالمین و نصلی و نسلم علی حبیبه خاتم النبیین و علی آله الطیبین و اصحابه المکرمین و علمآئه العارفین و اولیآئه الکاملین اجمعین اما بعد!

قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ فی کتابه المجید:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ.

(ہم نے جنات اور انسان کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ ہماری عبادت کریں)

قرآن کریم میں صاف اعلان ہے کہ جن و انس کا مقصد تخلیق اللہ واحد و معبود حقیقی کی عبادت ہے۔ اور بندہ جب اپنے مقصد تخلیق میں کھرا اترتا ہے تو اس کا رب اسے انعامات خاص سے نوازتا ہے اپنا مقرب بناتا ہے اپنے عرفان کی دولت عطا فرماتا ہے اور سلطنت الٰہیہ کا وزیر بنا کر کارخانۂ عالم و توابع عالم پر اسے تصرف بخشتا ہے۔ مشہور حدیث قدسی کے مطابق بندہ فرائض کی ادائیگی اور کثرت نوافل کی وجہ سے ان مقامات بلند پر فائز ہو جاتا ہے جہاں وہ "واتصفوا بصفات اللّٰہ" و "تخلقوا باخلاق اللّٰہ" کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اوصاف و اخلاق اور اس کی شان و صفات کا مظہر بن جاتا ہے۔ وہ مقام رضا میں پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی و ناراضگی اس سے وابستہ ہو جاتی ہے۔ اس مقام قرب میں بندۂ مومن کے مشاہدات اور تصرفات میں جو غیر معمولی اضافہ ہوتا ہے اس کا فیض بعد وصال بھی جاری و ساری رہتا ہے۔ جیسا کہ شیخ محقق حضرت عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں تصرف بعض اولیاء در عالم برزخ دائم و باقیست و توسل و استمداد بارواح ایشاں ثابت و مؤثر (تکمیل الایمان)

یعنی بعض اولیائے کرام کا تصرف عالم برزخ میں دائم و باقی ہے اور ان کی ارواح طیبہ کو وسیلہ بنانا اور ان سے مدد طلب کرنا ثابت اور مؤثر ہے۔

اولیاء اللہ جو اس مقامِ رفیع پر فائز ہوں ان سے دعائیں کروانا، ان سے استعانت و استغاثہ دراصل اللہ قادر و مالک حقیقی ہی سے استعانت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اہل اللہ ہیں جیسا کہ حدیثِ قدسی میں وارد ہوا

عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم إِنَّ اللّٰہ تَعَالٰی قَالَ: مَنْ عَادٰی لِی وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِی بِشَیْءٍ لِلّٰہِ اَحَبَّ إِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ، وَمَا یَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ إِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهُ، فَإِذَا اَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِی یَسْمَعُ بِهِ، وَ بَصَرَهُ الَّذِی یُبْصِرُ بِهِ، وَ یَدَهُ الَّتِی یَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِی یَمْشِیْ بِهَا، وَإِنْ سَاَلَنِی لَاُعْطِیَنَّهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِی لَاُعِیْذَنَّهُ.

(بخاری، الصحیح، کتاب الرقاق، باب التواضع، 5: 2384، رقم: 6137)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میرے کسی ولی کے ساتھ عداوت و دشمنی رکھے گا میں اُس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میرا بندہ میری کسی ایسی محبوب چیز کے ذریعے میرا قرب حاصل نہیں کرسکتا جو میں نے اس پر فرض کی ہیں، اور بندہ ہمیشہ نوافل (کی کثرت) سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں۔ پس جب اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے پکڑتا ہے۔ اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے چلتا ہے اور اگر وہ محبوب بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور مطلوبہ چیز دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں۔“

امام ابنِ حجر عسقلانی وغیرہ ائمہِ حدیث سے یہ کلمات بھی منقول ہوئے ہیں۔

”وَلِسَانَهُ الَّذِی یَتَكَلَّمُ بِهِ“

(ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، 11: 344)

''اوراس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

زیرنظر کتاب ''مدارالسالکین'' کے مصنف شیر مداریت حضرت علامہ مولانا الحاج ڈاکٹر خلیق احمد صاحب (ایم۔اے) شکوہی مداری صوفی صفت عالم دین ہیں عہد طالب علمی ہی سے تصوف سے شغف ودلچسپی اور صوفیاء کرام سے عقیدت ومحبت موصوف کے سینہ میں جاگزیں رہی ہے جس کے لئے مولانا موصوف نے اول اول حضرت صوفء باصفا، شیخ المشائخ، قدوۃ العرفاء حضرت سید حفظ الرحمٰن نرالے میاں صاحب جعفری مداری نور اللہ مرقدہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور ان کی صحبت فیض و برکت سے اکتساب فیوض و برکات کیا پھر حضور بابائے قوم وملت، حکیم الامت، عارف باللہ، ولی کامل آقاء، مولاء، خالی، مرشدی، حکیم سید محمد ولی شکوہ میاں صاحب جعفری مداری قدس سرہ العزیز سے حصول فیض کیا اور حضور مرشد گرامی قدر نے علامہ موصوف کو سلسلۂ عالیہ شکوہیہ مداریہ میں اجازت وخلافت سے نواز کر بیعت وخلافت کا مجاز وماذون کیا۔

بعدہ حضور شیر بیشۂ مداریت، مجاہد اعظم ہند، فاتح مناظرِ اجمیر، شیخ المشائخ، حضرت علامہ ڈاکٹر سید محمد مرغوب عالم میاں صاحب جعفری مداری علیہ الرحمہ والرضوان نے بھی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا

اور تصوف وصوفیاء میں علامہ موصوف کی دلچسپی ہی کا یہ بھی ثمرہ ہے کہ گوناں گوں مصروفیات اور مسلسل علالت سے دوچار ہونے کے باوجود موصوف نے مدارالسالکین لکھ کر اولیاء کرام کی خدمت وغلامی کا ثبوت پیش کیا ہے جس میں ایسے ہی چند اھل اللہ کے تذکرات جمیلہ ہیں۔ جو بارگاہ الوہیت کے مقربین خاص ہیں اور سلسلہء عالیہ مداریہ طیفوریہ بصریہ کے ائمہ ہیں۔ اور یہ وہ سلسلۂ مداریہ ہے جس میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مدار پاک کے صرف چار ہی واسطے ہیں۔

سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا شیخ حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

احسن التابعی حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور امام الاولیاء، امیر المومنین، مولی علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

علی، بصری، حبیب و بایزید حضرت بدیع الدین

بہت ہی مختصر شجرہ مدار العالمین کا ہے

اس شجرہ مبارکہ کے علاوہ بھی اور سلاسلِ طریقت ہیں جن سے حضور مدار پاک کی روحانی نسبتیں ہیں اور مدار پاک نے ان نسبتوں کو اپنے خلفاء و مریدین میں تقسیم فرمایا ضرورت ہے کہ ان سلاسل مبارکہ کے مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالاتِ زندگی پر بھی کام کیا جائے اللہ کی ذات سے امید ہے کسی سے یہ کام بھی لے لیگا۔

خیر سلسلۂ طیفوریہ بصریہ کے علاوہ جو اور طرق و سلاسل ہیں جن سے سرکار قطب المدار فیضیاب ہوئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

سلسلۂ اویسیہ مداریہ

اس سلسلہ میں بھی مدار پاک کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک چار ہی واسطے ہیں۔

سرکار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا عبداللہ شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا عبدالاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

یہ شجرۂ مبارکہ حضرت سیدنا شاہ ابوالبرکات سید برکت اللہ مارہروی قدس سرہ

العزیز کو حضرت سیدنا شاہ فضل اللہ کالپوی قدس سرہ سے حاصل ہوا اور مشائخ مارہرہ مطہرہ میں یہ سلسلہ بدیعیہ مداریہ جدیدہ کالپویہ کے نام سے موسوم ہے۔چار واسطوں کے ان دونوں سلسلوں کے علاوہ وہ سلاسل بھی ہیں جن کے بارہ میں شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

''سلسلۂ او بسبب کبرسنی یا بجہتے دیگر بہ پنج وشش واسطہ بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم می پیوند''۔ (اخبارالاخیار)

(سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ پانچ اور چھ واسطوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے) پانچ واسطوں والے دو سلسلے ہیں اور یہ دونوں صدیقیہ ہیں۔

مداریہ طیفوریہ سلمانیہ صدیقیہ

حضور سیدنا ملک العارفین احمد بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور امام العالمین سیدنا امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سیدنا قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضور سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضور رحمت للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مداریہ طیفوریہ علمبرداریہ صدیقیہ

حضور سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سیدنا سلطان العارفین طیفور شامی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سیدنا عین الدین شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سیدنا یمین الدین شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سیدنا عبدالعزیز مکی عبداللہ علمبردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سید کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(**نوٹ:** حضرت سیدنا عبداللہ علمبردار کو حضور امام الاولیاء مولا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی خلافت حاصل ہے۔ تو پانچ واسطوں کا یہ سلسلہ طیفوریہ علمبرداریہ علویہ بھی ہے)

چھ واسطوں والا سلسلہ طیفوریہ جعفریہ حسینیہ ہے جو حسب ذیل ہے:

حضور سرکار مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سلطان العارفین سیدنا بایزید بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سیدنا امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سیدنا امام محمد الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سیدنا امام زین العابدین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سیدنا مولائے کائنات علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سید عالم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان سلاسل کے علاوہ درج ذیل سلاسل بھی ہیں۔

(۱) سلسلۂ آبائیہ حسینیہ علویہ

یہ سلسلہ حضور مدار پاک کو اپنے والد بزرگوار حضرت قاضی سید قدوۃ الدین علی حلبی سے حاصل ہوا اور یہ سلسلہ جدیہ بھی ہے جو اس طرح ہے:

حضرت بدیع الدین سید احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قاضی سید قدوۃ الدین علی حلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید بہاء الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید ظہیر الدین احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید اسماعیل ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید محمد مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید اسماعیل اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید امام محمد الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید امام زین العابدین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام حسین شہید کربلا

حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضور سید الاولین والآخرین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

والد محترم سے دو سلسلے اور بھی منقول ہیں

حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قاضی قدوۃ الدین سید علی الحلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ نجفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شیخ طریقت، صوفی باصفا، حضرت سید اختر عالم میاں جعفری مداری علیہ الرحمہ والرضوان کی ذاتی لائبریری میں میں نے قلمی شجرات دیکھے اس مخطوطہ میں شیخ نخعی لکھا ہوا ہے بہر حال یہ نام تحقیق طلب ہے)

حضرت شیخ طیفور مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ معمور مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ ابو القاسم حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا امام محمد
الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت سیدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سلسلۂ علویہ جعفریہ صدیقیہ

یہ طریقہ بھی آپ کو اپنے والد معظم سید علی حلبی سے حاصل ہوا
حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت قاضی سید قدوۃ الدین علی حلبی (والد قطب المدار) رضی اللہ تعالیٰ عنہما
حضرت شیخ نجفی (یا نخعی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت شیخ طیفور مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت سیدنا ابو القاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت سیدنا امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت سیدنا قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم
حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت آقائے کل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سلسلۂ حسینیہ

حضرت سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا عبداللہ تبریزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا زاہد محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا حسن عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا ابو القاسم نفس زکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا عبداللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان سلاسل مبارکہ کے علاوہ دو سلسلے اویسی ہیں

سلسلۂ مہدویہ مداریہ

اس سلسلہ میں حضرت مدار پاک رضی اللہ عنہ کے مربیء روحانی حضرت امام منتظر سیدنا امام مہدی آخر الزماں رضی اللہ عنہ کی روح پاک ہے

حضرت سید بدیع الدین احمد مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روح پاک حضرت امام مہدی آخر الزماں علیہ السلام

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلۂ عالیہ قدسیہ اویسیہ مداریہ

اس سلسلہ میں سرکار قطب المدار کو براہ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

فیض حاصل ہے اس سلسلہ عالیہ کے متعلق حضرت قاضی محمود الدین کنتوری فرماتے ہیں میں نے یہ سلسلہ عالیہ حضرت سید بدیع الدین احمد رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا میں نے عرض کیا تھا حضور شجرہ لکھوا دیجئے؟ تو فرمایا: اکتب اسمک ثم اسمی ثم اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

نوٹ :یہ دونوں شجرے روحانی (اویسی) ہیں

ان روحانی نسبتوں کو حاصل کرنے کیلئے تمام اہل سلاسل نے سلسلہء مداریہ سے اکتساب فیض کیا ہے

بہر حال اللہ القادر الموفق کسی کو توفیق بخشے تو ان شجرات پر بھی تحقیقی کام ہو

قابل صد داد و تحسین ہیں شیر مداریت حضرت علامہ مولانا الحاج ڈاکٹر خلیق احمد صاحب شکوہی مداری جنہوں نے بستر علالت پر ''مدار السالکین'' لکھ کر آقاؤں کی سرکاروں میں خراج عقیدت پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔عدیم الفرصتی کے باعث چند جگہوں سے کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا جہاں تک نظر گئی کتاب کو درست ہی پایا پھر بھی آدمی تو آدمی ہے۔ مصنف موصوف اپنی وقیع تصنیف میں مکمل حوالے بھی رقم فرما دیتے تو کتاب کی وقعت و افادیت میں مزید چار چاند لگ جاتے

اللہ کریم کی بارگاہ میں ملتجی ہوں کتاب کو شرف قبولیت بخش کر مفید و مقبول عام بنائے آمین یارب العالمین۔

بجاہ النبی الکریم الامین و بحرمت آلہ الطیبین و بفیضان مدار العالمین

• • •

مقدمہ

از: شیخ طریقت حضرت علامہ مفتی
سید نثار حسین قبلہ جعفری مداری مدظلہ العالی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم. اَمَّا بَعْدُ!

اولیاءاللہ، محبوبان بارگاہ الٰہی کے دم سے اس جہان کی بہاریں قائم ہیں ارباب طریقت فرماتے ہیں ، زمین وآسمان میں امن وامان کا قیام ودوام انہیں کے فیوض وبرکات سے ہے وہ اس میں تصرف اوراختیار کے مالک ہیں، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ. (سورۃ الانبیائۃ ۱۰۵)

ترجمہ: زمین کے وارث صرف صالحین ہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جس طرح آخرت میں عطا کرے گا اسی طرح انہیں دنیا میں بھی ملک ومال دیتا ہے اوراللہ کا حتمی وعدہ اور سچا فیصلہ ہے، اولیاء وصالحین زمین کے وارث ہیں، مالک کل نے اولیاء کو زمین کی ملکیت عطاء کی ملکیت اپنے اندر تصرف کا مفہوم سموئے ہوئے ہے۔

عقل انسانی کی قوی دلیل ہے کہ اگر وارث کو اپنی وراثت میں تصرف کا حق نہ ہوتو وارث کیسا؟

مالک وہی ہوتا ہے جو صاحب تصرف اور بااختیار ہو دنیا میں یہ نظام رائج ہے کہ ملک کے حکمراں، صدر، وزیراعظم کے پاس انگنت اختیارات ہوتے ہیں، حکمراں تو ان کے وزیروں اوردرباریوں کے اختیارات بھی بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اگر دنیا کے حکمراں اوران کے وزیر صاحب قوت وطاقت اور بااختیار ہیں، تو اللہ کے خلفاء

اور نائبین کے تصرف واختیار کا کیا مقام ہوگا۔

اگر کوئی کج روی شخص اولیاء کرام کے اختیارات وتصرفات کو دنیاوی حکمرانوں سے بھی کم جانے تو یہ بلا واسطہ اللہ کی قدرت کا انکار ہے۔

حضرت علامہ امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر ظہور کرامت کو ممنوع قرار دیا جائے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں وہ یہ کہ اللہ کریم ایسا فعل وعمل کرنے کا اہل نہیں اس صورت کا اقرار کفر ہے۔ (جامع کرامات اولیاء)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

کرامات اولیاء قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔ معتزلہ اور بدعتیوں کے کرامات اولیاء کا انکار کرنے میں کوئی سچائی نہیں۔ (شرح فقہ اکبر ص:۱۶۱)

شرح فقہ اکبر کی عبارت سے جو سوال جنم لیتا ہے اگر اولیاء کا تصرف قرآن واحادیث سے ثابت ہے تو جواب انہیں دو کی روشنی میں ضروری ہے۔

قرآن

تصرفات اولیاء کے ضمن میں سورۃ النمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک ولی کا واقعہ درج ہے جس سے تصرف واختیار اور طاقت اولیاء اللہ عیاں ہے۔

(سلیمان نے) فرمایا اے دربار والو! تم میں سے کون اس (ملکہ بلقیس) کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے قبل اس کے وہ لوگ فرمانبردار ہو کر میرے پاس آجائیں، ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا:

میں اُسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں قبل اس کے کہ آپ اپنے مقام سے اٹھیں اور بے شک میں اس پر تصرف رکھتا ہوں اور امانتدار ہوں (پھر) ایک ایسے شخص نے عرض کیا جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا کہ میں اسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں قبل اس کے کہ آپ کی نگاہ پلٹے (یعنی پلک جھپکنے سے بھی پہلے) پھر جب (سلیمان نے) اس

(تخت) کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا، یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

(سورۃ نمل ۳۸ تا ۴۰)

آیت مذکورہ سے یہ بات واضح ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ایک ولی کے پاس اتنا تصرف تھا کہ وہ پلک جھپکنے سے پہلے ملکہ بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں لے آیا۔ان آیات میں چند غور طلب نکات جو سمجھنا ضروری ہیں یہ ہیں:

(۱) حضرت سلیمان علیہ اسلام نے اپنے امتیوں سے سوال پوچھا کہ کون اتنے تصرف کا مالک ہے کہ وہ لاکھوں میل دور موجود تخت کو اٹھالائے آپ کا سوال پوچھنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ امر ممکن تھا، یعنی آپ جانتے تھے کہ آپ کی امت کے اولیاء کو ایسا تصرف حاصل ہے۔

(۲) حضرت آصف بن برخیا بلقیس کا تخت لیکر آئے ان سے پہلے ایک امتی 'جن' نے کہا تھا کہ وہ بھی لاسکتا ہے مگر اس نے کہا تھا کہ حضرت سلیمان کے محفل سے اٹھنے سے پہلے جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے بھی جلدی لانے کو کہا، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء کا تصرف ان کے مقامات کے لحاظ سے مختلف ہے۔دوسرے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں کہ اولیاء کے بھی درجات ہیں، کسی کو زیادہ تصرف واختیار حاصل ہے اور کسی کو اس سے کم۔

(۳) آیت نمبر ۳۹ میں ہے کہ جس جن نے کہا کہ میں آپ کے اٹھنے سے پہلے تخت لاسکتا ہوں اس نے آخر میں یہ بھی کہا:

بیشک میں اس پر تصرف رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں ۔ یہ نکتہ نہایت لطیف ہے کہ اپنی لطافت کے باعث کمزور ایمان والوں کے لئے حجاب ہے۔اس کلام کی لطافت یہ ہے کہ اللہ جن کو تصرف عطاء کرتا ہے وہ اسے استعمال کرنے میں امانتدار بھی ہوتے ہیں یعنی جس نے تصرف عطا کیا ہے اسی کے کہنے پر استعمال میں لاتے ہیں اور اسی کے لئے

استعمال میں لاتے ہیں، یہی وجہ ہے اولیاء کرام بلا وجہ اپنی کرامت ظاہر نہیں کرتے کیونکہ یہ تصرف اللہ کے امر میں استعمال ہوتا ہے۔

تصرف میں امانت داری ہی کمزور ایمان والوں کے لئے حجاب بن جاتی ہے۔ چونکہ اولیاء ہر جگہ اپنی کرامات کا اظہار نہیں فرماتے اس لئے بے عقل و بے ایمان لوگ اولیاء کرام اور ان کے تصرفات کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔

(۴) جب حضرت آصف بن برخیا تخت لے آئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت دیکھ کر فرمایا یہ میرے رب کا فضل ہے۔ یعنی تصرف اولیاء فضل ربی ہے، یوں کہا جاسکتا ہے کہ اولیاء کا منکر دراصل اللہ کے فضل کا انکار کرتا ہے جیسا کہ پہلے شرح فقہ اکبر کی عبارت میں بیان ہوا ہے جہاں تک اس علم کا تعلق ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ یہ تصرفات عطا فرماتا ہے، اس کے متعلق قرآن مجید سے رہنمائی ملتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا. (سورۃ الکہف ٦٥)

ترجمہ: اور ہم نے اسے اپنا علم لدنی سکھایا تھا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت خضر کو علم لدنی عطا کیا گیا۔ یعنی اعمال خضر کی بنیاد "علم لدنی" ہے۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

اہل طریقت کہتے ہیں کہ علم لدنی ان علوم کی نسبت زیادہ قوی اور محکم ہوتا ہے جو سیکھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

علم لدنی ہی قرآن کے حقیقی معانی سے آشنائی کا واحد ذریعہ ہے اس بناء پر امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی تفسیر در منثور میں رقمطراز ہیں:

تفسیر اشاری سے مراد ظاہر قرآن سے ہٹ کر کسی اشارہ خفیفہ کی وجہ سے قرآن کی تاویل کرنا ہے جو ارباب سلوک و تصوف پر ظاہر ہوتا ہے اور ظاہر معنی اور اس خفیفہ

اشارہ کو جمع کرنا ممکن ہوتا ہے۔ (تفسیر در منثور)

علم لدنی کے متعلق علامہ ابن عربی فرماتے ہیں:

یہ مصدقہ حقیقت ہے کہ نور نبوت سے حاصل ہونے والا علم لدنی اپنے تمام تر صفات کے ساتھ اولیاء کے قلب پر وارد ہوتا ہے۔ مذکورہ علم لامحالہ منبع تصرفات ہے زیر بحث علم کا نزول درجہ بدرجہ باطنی علم کا ظاہر ہونا درجات اولیاء سے مطابقت رکھتا ہے۔

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ. (سورۂ نور : ۵۵)

ترجمہ: وہ ضرور انہیں کو زمین میں خلافت عطاء فرمائے گا۔

تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

خلیفہ نائب اس وقت مقرر کیا جاتا ہے جب اصل مرجائے، یا غائب ہو یا اصل کسی کام کی سرانجامی سے عاجز ہو یا پھر اصل کسی کو شرف بخشتے ہوئے اپنا قائم مقام مقرر فرمائے۔ پہلے تینوں معانی اللہ تعالیٰ کے لئے ممتنع ہیں یہاں پر آخری معنی مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نائب بنانے کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ کریم ذات اپنے اولیاء کو زمین پر تصرف کرنے کے لئے مقرر فرماتا ہے جیسے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

مزید لکھا ہے کہ اولیائے کاملین در حقیقت اللہ تعالیٰ کے خلفاء ہیں۔ یہی اقطاب عالم، وعمود سماء اور اوتاد الارض ہیں، انہیں سے زمین و آسمان کا نظام قائم ہے۔ اللہ کا دین انہیں سے آباد ہے۔ اور تا قیامت یہ لوگ مختلف طبقات کی حیثیت سے موجود رہیں گے۔ (تفسیر روح البیان)

قرآن میں ہے:

وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا. (سورہ نباء ۷)

اور کیا پہاڑوں کو اوتاد نہیں بنایا۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صوفیاء کرام نے اوتاد حضرات کے مقامات، فرائض، مراتب اور قیام امن میں ان کے کردار کو تفصیلی طور پر بیان فرمایا ہے۔ (احوال ابدال)

نظام تکوین

قرآن میں نظام تکوین کی مثال حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہے، علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے رسالہ الخیر الدال میں حدیث لکھی ہے:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے تین سو بندے مخلوق میں ایسے ہیں جن کے قلوب حضرت آدم علیہ السلام کے قلب کے مانند ہیں، چالیس ایسے ہیں جن کے قلوب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں پانچ ایسے ہیں جن کے قلوب حضرت میکائیل کے قلب پر ہیں اور ایک ایسا ہے جن کا قلب اسرافیل کے قلب پر ہے۔ (الخیر الدال)(مدار اعظم)

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہے یہ سب باطنی پرتو ہے۔ تصوف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ باطنی طور پر بھی ایک نظام حکومت موجود ہے جسے اللہ کے خاص بندے چلا رہے ہیں اور دنیا میں جو کچھ وقوع پذیر ہونا ہوتا ہے وہ اس نظام تکوین کے تحت باطن سے ظاہر میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ (شمس الفقراء مدار اعظم)

طبرانی کی روایت ہے! چالیس مرد جو مثل خلیل اللہ کے ہیں، ان سے کبھی زمین خالی نہ ہوگی، ان کی وجہ سے تمہیں بارش دی جائے گی اور تمہاری مدد کی جائے گی، جب ان میں سے کوئی فوت ہوگا اللہ اس کی جگہ دوسرا ابدل دیگا۔ قرآن میں اللہ نے ''والجبال اوتادا'' ارشاد فرمایا ہے، تو اولیاء کرام سے چار اوتاد مثل پہاڑوں کے ہیں زمین پر ان میں سے ایک مشرق کو محفوظ رکھتا ہے دوسرا مغرب کو تیسرا شمال کو اور چوتھا جنوب کو وہ ہر زمانے میں چار ہوتے ہیں اس سے کم وبیش نہیں ہوتے ان کو عمد بھی کہتے ہیں۔ (احوال ابدال)

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ والرضوان تقریباً چالیس کتب سے ابدال کی احادیث نقل کی ہیں اور تمام کو صحیح اور حسن فرمایا ہے۔

محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

دنیا میں ایک قطب مدار ہر وقت ہوتا ہے۔

قطب مدار کے متعلق قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے علیہما السلام کے واقعہ کے تحت امام ربانی سے حضرت خضر کا قول نقل فرمایا ہے:

حضرت خضر نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو قطب مدار کا معاون بنایا ہے جو اولیاء اللہ سے ہے، جسے اللہ نے دنیا کی بقا کا سبب بنایا ہے، اس کے وجود کی برکت سے بقائے عالم ہے۔ (تفسیر مظہری)

صوفیاء کی نظر میں قطب مدار ہی اپنے زمانہ کا انسان کامل ہوتا ہے۔

علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب تک انسان کامل جو مرکز نظر الٰہی ہے عالم میں موجود ہے عالم بربادی و تباہی سے محفوظ اور قائم رہتا ہے۔ (فصوص الحکم)

اولیاء کرام کس انداز سے معاون ہوتے ہیں اس کی مثالیں آپ اس کتاب میں دیکھیں گے۔ زیر نظر کتاب ''مدار السالکین'' میں استاذ گرامی شیر مداریت حضرت علامہ ڈاکٹر خلیق احمد صاحب قبلہ نے کشور ولایت کے اس عظیم تاجدار یعنی سرکار سرکاراں سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کے ذکر سے پہلے دونوں عالم کے مالک و مختار سرور کونین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، شریعت و طریقت کے مصدر امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے نائبین حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت حبیب عجمی، حضرت سیدنا بایزید بسطامی، سرکار سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہم کا ذکر خیر کر کے اللہ تعالیٰ کے محبوبین کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ مولیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اس کتاب کو مقبول خواص و عوام فرمائے۔ آمین

فقیر مداری سید نثار حسین جعفری

مورخہ ۱۵ ربیع النور شریف ۱۴۴۶ھ بروز جمعرات

خادم آستانہ عالیہ مداریہ دار النور مکن پور شریف، کانپور، یوپی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یاالٰہی حرمت خیرالوریٰ کے واسطے

رحم کر ہم پر محمد مصطفیٰ کے واسطے

حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہی تمام اشیاء کی اصل ہے اور تمام سلاسل کی بنیاد آپ ہی ہیں آپ ہی کے ذکر پاک سے آغاز کرتا ہوں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسم پاک

محمد اور احمد صلی اللہ علیہ علیہ وآلہ وسلم

ان کو خدا نے امین رتبہ بے حد بنادیا

احمد تھے وہ خدا نے محمد بنادیا

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک

نسب شریف

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

حضور نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا سلسلۂ نسب عدنان تک متفق علیہ ہے اور عدنان کے بعد مختلف فیہ ہے مگر اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عدنان کا نسب حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہم السلام سے جا کر مل جاتا ہے۔

آپ کی والدہ سیدہ بی بی آمنہ کا سلسلہ نسب کلاب بن مرہ پر آپ سے مل جاتا ہے۔یعنی آمنہ بنت وہب بن عبد مناب بن زہرہ ابن کلاب بن مرہ۔

آپ کا خاندان عرب کا معزز اور مشہور خاندان ہے آپ کے نسب میں فہر یا نضر کا خطاب قریش تھا۔ان کی اولاد میں جو لوگ ہوئے قریشی کہلائے اور اوپر کے لوگ کنانی کہلائے۔آپ کے پانچویں دادا قصی کعبہ کے متولی تھے۔آپ نے عرب لوگوں کو وادیوں اور پہاڑوں سے نکال کر شہر مکہ میں آباد کیا، آپ نے دار الندوہ قائم کیا جس میں قوم کے اہم فیصلے ہوتے تھے، حضرت قصی کے بعد خانہ کعبہ کی مختلف خدمات آپ کی اولاد میں رہیں، آپ کے دادا عبدالمطلب بڑے فیاض اور سخی تھے، انسانوں کے علاوہ جانوروں کو بھی کھلایا کرتے تھے آپ نے زمزم کا کنواں از سر نو کھودا، آپ ہر سال حرا پہاڑ پر جاتے تھے اور خدا کی عبادت میں مصروف ہوتے آپ ایک خدا وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تھے یعنی موحد تھے۔اپنے اجداد کی طرح۔

شراب وزنا کو حرام جانتے تھے، ننگے ہو کر طواف کرنے کو روکتے، لڑکیوں کے قتل

سے لوگوں کو منع کرتے تھے، چور کا ہاتھ کاٹتے، آپ کے دس صاحبزادے تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

جناب عبداللہ جو بہت شریف، خوبصورت اور نہایت حسین تھے۔ حضرت عبدالمطلب نے ان کا نکاح بنو زہرہ کے سردار وہب بن عبد مناف کی بیٹی سے کر دیا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا

آپ عفت و پاک دامنی حسن و جمال اور دیگر اچھی صفات میں یگانۂ روزگار تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبین کو اپنی ماں کے بطن میں منتقل ہوئے دو ماہ گذرے تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کی ننیہال بنو عدی بن نجار میں انتقال فرما گئے اور دار نابغہ میں مدفون ہوئے۔ ترکہ میں ایک باندی ام ایمن پانچ اونٹ اور کچھ بکریاں چھوڑیں۔

ولادت باسعادت

آپ اصحاب فیل کے واقعہ کے پچپن روز بعد ۱۲ ربیع الاول شریف کو صبح صادق کے وقت اس خالدان عالم میں جلوہ فرما ہوئے۔

آپ نے زمین پر آتے ہی اپنے دونوں ہاتھ ٹیک دیئے۔ سر آسمان کی طرف اٹھایا بدن سے تیز مُشک (کستوری) کی خوشبو آ رہی تھی۔ ختنہ کئے ہوئے نالی کٹا ہوا، چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن، آنکھیں قدرتی طور پر سرمگیں، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت، جب آپ تشریف لائے تو ستارے بہر تعظیم جھک گئے، حرم شریف منور ہو گیا، مکہ کی پست زمین اور ٹیلے چمک اٹھے آپ کے آنے سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ ملک شام کے محلات نظر آنے لگے، شیطانوں کا آسمانوں پر جانا بند ہوا مدائن میں کسریٰ کا محل پھٹ پڑا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے، اس میں اشارہ تھا کہ چودہ حکمرانوں

کے بعد ملک فارس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں کے قبضہ میں آجائے گا، فارس کے آتشکدہ ایسے سرد ہوئے کہ ہر چندان میں آگ جلانے کی کوششیں کی گئیں مگر بے سود، ہمدان وقم کے درمیان بحیرہ سادہ جو ٦ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا خشک ہوگیا (اس کے کنارے بت پرستی ہوتی تھی) شام اور کوفہ کے درمیان وادیٔ سمادہ کی ندی جو خشک تھی لبالب بہہ نکلی غرض کے پورے عالم میں ایک حیرت انگیز انقلاب کی علامات ظہور پذیر ہونے لگیں۔ (معارج سیرت رسول اکرم وغیرہ)

رضاعت

پہلے کچھ دن آپ نے اپنی والدہ کا دودھ پیا، پھر ابولہب کی آزاد کردہ باندی ثویبہ نے آپ کو دودھ پلایا پھر یہ دولت حلیمہ سعدیہ کے حصہ میں آئی یہاں آپ کی برکتیں ظاہر ہوئیں۔

حضرت آمنہ کی وفات

جب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو آپ کے دادا کی ننہیال بنوعدی میں لے گئیں، جب واپس آئیں تو راستے میں مقام ابواء میں انتقال فرما گئیں۔ (سیرت ابن ہشام)

حضرت عبدالمطلب اور حضرت ابوطالب کی کفالت

جناب ام ایمن آپ کو لیکر مکہ آئیں اور آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کر دیا، جب آپ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب کا انتقال ہوگیا اور آپ کی کفالت کی ذمہ داری آپ کے چچا حضرت ابوطالب نے قبول کی اور حق کفالت ادا کیا آپ کو ہر معاملہ میں اپنی اولاد پر مقدم رکھا۔ (ایضاً)

شام کا پہلا سفر

جب آپ کی عمر بارہ (١٢) سال ہوئی تو آپ نے اپنے چچا حضرت ابوطالب

کے ہمراہ تجارتی قافلہ میں شام کی طرف روانہ ہوئے، جب قافلہ شہر بصریٰ پہنچا تو بحیرہ راہب نے آپ کو ان نشانیوں کی وجہ سے پہچان لیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا۔

''یہ سارے جہان کا سردار ہے''

اللہ نے اس کو جہان کی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

پھر حضرت ابو طالب سے کہا کہ آپ انہیں مکہ واپس لے جائیے ورنہ یہودی انہیں قتل کر دیں گے چنانچہ حضرت ابو طالب آپ کو شہر بصری ۲ سے ہی واپس لے آئے۔

(ترمذی)

جنگ فجار میں شرکت

وہ لڑائیاں جوان مہینوں میں پیش آئی تھیں جن میں لڑنا حرام تھا، ''حرف فجار'' کہلاتی تھیں، یہ جنگ قریش و کنانہ اور ہوازن کے درمیان ہوئی۔ کنانہ کا سپہ سالار ابوسفیان کا باپ حرب بن امیہ تھا، ہوازن کا سپہ سالار مسعود بن معتب ثقفی تھا۔ اس جنگ میں آپ کی عمر چودہ (۱۴) سال تھی۔ اس میں آپ نے خود جنگ نہیں لڑی بلکہ اپنے چچاؤں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے بعد میں دونوں فریقوں میں صلح ہوگئی۔

(سیرت رسول عربی)

حلف الفضول

جب قریش حرب فجار سے واپس آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ شہر زبید کے ایک تاجر کا مال عاص بن وائل نے خرید لیا، مگر قیمت نہیں دی، زبیدی نے جبل بوقیس پر چڑھ کر لوگوں کو اپنی مدد کیلئے پکارا یہ دیکھ کر آپ کے چچا زبیر بن عبد المطلب نے بنو ہاشم، بنو زہرہ، بنو اسد کو ایک جگہ جمع کیا اور عہد کیا کہ ہم ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کریں گے اور مظلوم کا حق اس کو واپس دلایا کریں گے، پھر یہ لوگ عاص کے پاس گئے اور زبیدی کا مال اسے واپس دلایا۔ اور اس معاہدہ کو ''حلف الفضول'' اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں شریک تمام ارکان

کے نام "فضل" سے تھے، مثلاً فضل بن حارث، فضل بن وداعہ اور فضل بن فضالہ وغیرہ۔

حضور نبی پاک علیہ السلام بھی اس معاہدہ میں شریک تھے اور ظہور اسلام کے بعد فرمایا کرتے اگر آج بھی کوئی مظلوم یا آل حلف الفضول کہہ کر مجھ کو پکارے تو میں اس کی مدد کو پہنچوں گا۔ (ابن ہشام)

شام کا دوسرا سفر

جب آپ کی عمر شریف پچیس (۲۵) سال کی ہوئی تو آپ کی صداقت وامانت کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور اہل مکہ نے آپ کو "صادق امین" کا لقب دیا تھا، مکہ میں ایک معزز اور پاک دامن خاتون خدیجہ بھی رہتی تھیں انہوں نے آپ کو پیش کش کی کہ آپ میرا مال تجارت کے لئے لے جائیں جو اجرت میں دوسروں کو دیتی ہوں اس سے دوگنی زائد آپ کو دونگی آپ نے اس درخواست کو منظور کرلیا۔ اور خدیجہ کے غلام میسرہ کے ہمراہ تجارتی سامان لے کر شام پہنچے بصریٰ شہر میں نسطورا راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے نیچے آرام کی غرض سے ٹھہرے۔

نسطورا کا واقعہ

نسطورا نے میسرہ سے دریافت کیا کہ درخت کے نیچے ٹھہرنے والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا یہ شخص حرم (مکہ) کا رہنے والا ہے۔ اور قریشی ہے۔ راہب بولا۔ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی نہیں ٹھہرا، کیا اس شخص کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے، میسرہ نے جواب دیا ہاں اور یہ سرخی کبھی دور نہیں ہوتی ہے۔ راہب بولا بلاشبہ یہ اللہ کے آخری نبی ہیں، کاش میں ان کے مبعوث ہونے کو پاسکوں۔ اے میسرہ تم ان سے جدا نہ ہونا نیک نیتی کے ساتھ ہمراہ رہنا کیونکہ یہ نبی ہیں۔

جب آپ مکہ واپس آئے تو کئی گنا منافع ساتھ لائے، خدیجہ جو بالا خانہ پر بیٹھی تھیں انہوں نے دیکھا کہ بادل آپ پر سایہ کئے ہوئے ہے، میسرہ نے کہا کہ اے خدیجہ

بادل کا سایہ صرف یہیں نہیں بلکہ تمام راہ میں ایسا ہی میں نے دیکھا ہے۔ حضرت خدیجہ جو پہلے ہی آپ کی امانت کی معترف تھیں اب مزید قائل ہوگئیں۔ (ایضاً)

حضرت خدیجہؓ سے نکاح

حضرت خدیجہؓ کے دو نکاح پہلے ہو چکے تھے، پہلی شادی ابو ہالہ سے ہوئی تھی، جن سے دو لڑکے ہند و ہالہ پیدا ہوئے۔ دونوں صحابی ہوئے۔ ابو ہالہ کے انتقال کے بعد عتیق مخزومی سے شادی ہوئی ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام بھی ہند تھا عتیق کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے سب آپ ہی کے بطن سے ہوئی نکاح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال اور حضرت خدیجہ کی عمر شریف چالیس سال تھی۔

خانۂ کعبہ کی تعمیر میں شرکت

جب آپ کی عمر پینتیس (۳۵) سال ہوئی تو خانۂ کعبہ کی تعمیر میں شریک ہوئے۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی جو تعمیر کی تھی اس کا نقشہ یہ تھا:

لمبائی: حجر اسود سے رکن شامی تک ۳۲ گز (گز سے مراد شرعی گز ہے جو بیس (۲۰) انچ کا ہوتا ہے۔

چوڑائی:---------------- رکن شامی سے رکن غربی تک ۲۲ گز۔

چوڑائی:---------------- رکن یمانی سے حجر اسود تک ۲۰ گز۔

اونچائی: ---------------- ۹ گز۔

یہ عمارت ایک سیلاب کی وجہ سے پھٹ گئی تو قریش نے اس کی تعمیر نو کا ارادہ کیا لوگ پہاڑوں سے پتھر اٹھا کر لا رہے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے چچا عباس کے ساتھ اس کام میں شریک ہوئے آپ کو صفا کے قریب مقام اجیاد سے پتھر ڈھو کر لا رہے تھے، جب عمارت حجر اسود تک پہنچ گئی تو قبیلوں میں اختلاف ہوگیا۔ ہر قبیلہ چاہتا

تھا کہ ہم حجر اسود کو دیوار میں نصب کرنے کی سعادت حاصل کریں بات اتنی بڑھی کہ لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ بنی عدی، بنی عبدالدار نے اس پر جان دینے کی قسم کھائی۔ اور حسب دستور حلف اٹھایا اور حلف کی تائید کی لئے ایک پیالہ میں خون بھر کر اس میں اپنی انگلی ڈبو کر چاٹ لیں اس لئے یہ ''بعقۃ الدم'' خون چاٹنے والے کہلائے۔ پانچویں دن سب مسجد حرام میں آئے ابوامیہ بن مغیرہ قریش کا سب سے عمر رسیدہ شخص تھا اس نے جھگڑا ختم کرنے کے لئے یہ مشورہ دیا۔

کل صبح جو شخص اس مسجد میں بنو شیبہ کے دروازے سے سب سے پہلے داخل ہو اس کا فیصلہ قبول کر لیا جائے، سب نے اس رائے سے اتفاق کیا، دوسرے دن صبح ہی صبح اس دروازہ سے داخل ہونے والے ہمارے سرکار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب لوگوں نے آپ کو دیکھا تو خوشی سے چلا اٹھے یہ امین ہیں، ان پر راضی ہیں۔

آپ کے سامنے جب مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے فیصلہ دیا کہ تمام لوگ اپنے میں سے ایک سردار مقرر کر لیں عرب کے چار مشہور قبیلوں نے چار سردار منتخب کر لئے۔ عرب کے چار سردار منتخب ہونے کے بعد آپ نے اس پتھر کو ایک چادر میں رکھا اور چادر کا ایک ایک کونہ ایک ایک سردار نے پکڑ لیا۔ جب چادر اتنی اونچی اٹھالی گئی جتنی بلندی پر پتھر لگانا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اس پتھر کو دیوار میں اس جگہ لگا دیا جہاں اب ہے۔ آپ کے حسن تدبر سے ایک بڑی جنگ ٹل گئی۔

●●●

بعثت سے ہجرت تک کے حالات

غار حرا میں عبادت

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب بھی غار حرا میں عبادت کے لئے جایا کرتے تھے آپ جاہل اور بداخلاق قوم کے افعال واعمال سے سخت کڑھتے رہتے اس لئے بجائے لہو ولعب میں شریک ہونے کے غار حرا میں کئی کئی روز بیٹھ کر غور وفکر اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے کبھی کبھی یہ عرصہ چالیس دن تک ہو جاتا۔ حضرت خدیجہ کچھ ستو وغیرہ آپ کے ساتھ کر دیتی تھیں جب وہ ختم ہو جاتے تو آپ واپس آجاتے۔

وحی کی ابتداء

جب آپ کی عمر چالیس سال ہوگئی تو آپ کو منصب بعثت سے سرفراز کیا گیا۔ ابتداء اس طرح ہوئی۔ آپ اچھے اچھے خواب دیکھتے اور جو خواب دیکھتے وہی ہو جاتا چھ ماہ اسی حالت میں گذرے ایک دن حسب معمول آپ غار حرا میں مصروف عبادت تھے کہ جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا ''اقراء'' یعنی پڑھئے آپ نے فرمایا ''ما انا بقاری'' میں پڑھتا نہیں ہوں۔ اس پر فرشتہ نے آپ کو زور سے دبایا اور اپنی پوری قوت آپ پر صرف کردی، پھر چھوڑ دیا اور کہا ''اقراء'' آپ نے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ پھر اس نے آپ کو تیسری مرتبہ پورے زور سے دبوچا اور چھوڑ کہا کہ پڑھئے:

اِقْرَاءُ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاءُ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمَ الَّذِیْ عَلَّمَ بَالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ.

اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے آپ کو پیدا کیا، اس نے انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا، پڑھئے اور آپ کا رب بہت ہی کریم ہے جس نے قلم سے سکھایا انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا، آپ نے جب اپنے رب کا نام سنا تو فوراً پڑھنا شروع

کر دیا اس کے بعد اپنی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کو تمام واقعہ سنایا خدیجہ رضی اللہ عنہا بولیں۔ یہ وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا۔

تبلیغ کی ابتداء

سورۂ اقراء کی ابتدائی پانچ آیتیں نازل ہونے کے بعد کچھ عرصہ وحی نہیں آئی ان آیات میں آپ کو تبلیغ کا حکم نہیں تھا، پھر یہ آیتیں نازل ہوئیں

یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ.

ترجمہ: اے چادر پوش! اٹھئے اور ڈر سنائیے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے کپڑے پاک رکھئے اور پلیدی کو چھوڑ رکھئے۔ ان آیات کے نزول کے بعد حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تبلیغ آہستہ آہستہ شروع کر دی، جو لوگ آپ کے بہت قریب تھے اور جن پر آپ کو کافی اعتماد تھا سب سے پہلے ان کو تبلیغ کی چنانچہ مندرجہ ذیل حضرات سب سے پہلے ایمان لائے۔

اسلام کے ابتدائی جاں نثار

(۱) جوانوں میں آپ کے دوست حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۲) بچوں میں آپ کے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۳) غلاموں میں آپ کے پالک زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

(۴) عورتوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

(۵) حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایمان لاتے ہی اسلام کی تبلیغ شروع کر دی، چنانچہ آپ ہی کی تبلیغ سے متاثر ہو کر حضرت عثمان، سعد، طلحہ، عبد الرحمٰن اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان حضرات کے بعد سعد بن زید، ابو ذر

غفاری، ارقم بن ابی ارقم، عبداللہ بن مسعود، عثمان بن مظعون، ابوعبیدہ بن الجراح، عبیدہ بن حارث، حصین عمار بن یاسر، خباب بن ارت، خالد بن سعید اور صہیب رومی وغیرہم اسلام کے ہراول دستہ ہیں۔

عورتوں میں مندرجہ ذیل عورتیں پہلے اسلام لائیں۔ فاطمہ بنت خطاب حضرت عمر کی بہن، اسماء بنت ابی بکر، اسماء بنت سلامہ، اسماء بنت عمیس، فاطمہ، فکیہہ بنت یسار، رملہ بنت ابی عوف اور امینہ بنت خلف۔

اس دوران اگرچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر پانچ نمازیں فرض نہ ہوئی تھیں مگر آپ اور آپ کے ساتھی چھپ چھپ کر مکہ کی گھاٹیوں میں نمازیں ادا کرتے تھے۔

اعلانیہ تبلیغ

تین سال تک اسلام کی تبلیغ پوشیدہ رہی جب تین سال مکمل ہو گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۔ (حجر)

آپ علی الاعلان بیان کر دیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا اور جاہلوں کے سر نہ پڑیئے۔ نیز یہ بھی حکم دیا گیا کہ تبلیغ کا کام اپنے قریبی رشتہ داروں سے شروع کیجئے۔

مبلغین اسلام کے ساتھ بدسلوکیاں

(۱) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی گردن میں رسی باندھ کر ان کو لڑکوں کے حوالے کر دیا جاتا وہ ان کو مکہ کی پہاڑیوں میں گھسیٹتے پھرتے کبھی انہیں گرم ریت پر لٹا دیا جاتا تو کبھی ان کے سینے پر گرم پتھر رکھے جاتے مشکیں باندھ کر لکڑیوں سے پیٹا جاتا۔ بھوکا رکھا جاتا، مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہر حالت میں احد، احد، کا نعرہ لگاتے یعنی خدا ایک ہے۔

(۲) حضرت عمار اور ان کے والد حضرت یاسر اور ان کی والدہ حضرت سمیہ مشرکوں کا کھلونا

تھے۔آخر کار ابو جہل نے حضرت بی بی سمیہ رضی اللہ عنہا کو نیزہ مار کر شہید کر دیا۔

(۳) ابو فکیہہ رضی اللہ عنہ کے پیر میں رسی باندھ کر پتھریلی زمین پر گھسیٹا جاتا۔

(۴) خاب بن ارت رضی اللہ عنہ کے سر کے بال پکڑ کر گھسیٹا جاتا گردن مروڑی جاتی انگاروں پر لٹایا جاتا۔

(۵) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چچا آپ کو کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیتا۔

(۶) مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے جرم میں ان کے گھر سے نکال دیا گیا۔

(۷) ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کو اونٹ، بیل وغیرہ کی کھالوں میں بند کر کے دھوپ میں پھینک دیا جاتا یا لوہے کی زرہ پہنا کر گرم پتھروں پر گرادیا جاتا مگر ان تمام تکالیف کے باوجود اسلام کی لذت ایسی تھی اور رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس درجہ تھی کہ بڑی بڑی مصیبتوں کو برداشت کیا مگر راہِ حق سے منھ نہ موڑا۔

بارگاہِ اصحاب النبی علیہ السلام میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے علامہ سید معز حسین ادیبؔ جعفری مداری علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

کتنی دشوار تھی راہِ صبر ورضا مرحبا عاشقان خیرالوریٰ
تھک گئے خود جفاؤں سے اہلِ جفا روک پائے نہ لیکن وفا کے قدم

انہیں مقدس ہستیوں کے صدقے ہم تک اسلام پہنچا ہے۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیتیں دی گئیں

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے راہِ خدا میں جتنی تکالیف دی گئیں اتنی کسی نبی کو نہیں دی گئیں، آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، عقبہ بن ابی معیط نے آپ کی گردن میں چادر ڈال کر اس کو اتنے بل دیئے کہ گردن گھٹنے لگی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو بچایا، اسی عقبہ نے سجدہ کی حالت میں آپ کی پشت پر نجاست سے بھری ہوئی اوجھڑی ڈالی۔ حضرت سیدہ فاطمہ آئیں تو اوجھڑی اٹھا کر پھینکی انفرادی طور پر

تکالیف دینے کے ساتھ مکہ میں ابولہب کی قیادت میں ایک ۲۵ ر رکنی کمیٹی بنائی گئی جس میں آپ کو اور آپ کے اصحاب کو تکالیف دینے کے لئے نئے نئے طریقے دریافت کئے جاتے۔ ایک مرتبہ وہ سب جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ ایام حج میں دور دراز سے لوگ آئیں گے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں تبلیغ کریں گے۔ اس لئے کوئی ایسی تدبیر سوچو کہ لوگ ان کی بات پر کان نہ دھریں۔ (سیرت رسول عربی)

آپ کے حق میں کافروں کی گواہی

ایک بولا ہم یہ کہیں گے کہ یہ شخص کاہن ہے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا میں نے بہت کاہن دیکھے ہیں، محمد کاہن نہیں، اگر ہم یہ کہیں گے تو لوگ ہمارا جھوٹ پکڑ لیں گے۔ کوئی اور الزام سوچو ایک اور بولا ہم اسے دیوانہ بتائیں گے، ولید بولا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیوانگی سے کیا نسبت ایک اور بولا ہم اس کو شاعر کہیں گے۔ ولید بولا ہم جانتے ہیں کہ شعر کیا ہوتا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام کو شعر سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ ایک اور بولا ہم کہیں گے کہ وہ جادوگر ہے۔ ولید بولا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس طہارت ونفاست سے رہتا ہے وہ جادوگروں میں کہاں ہوتی ہے جادوگروں کی صورتیں منحوس اور عادتیں خبیث ہوتی ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی اتنی بے داغ تھی کہ ان پر الزام لگانے والے خود بھی مطمئن نہ ہوتے تھے، عاجز ہو کر لوگوں نے ولید سے کہا کہ تم ہمارے بزرگ ہو تم ہی بتاؤ کہ ہم اس کے بارے میں کیا کہیں؟

ولید بولا سچ تو یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام میں عجب شیرینی ہے۔ بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس کے کلام سے باپ، بیٹے، بھائی بھائی، شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ہو جاتی ہے اس لئے اس سے بچے رہنا۔

حبشہ کی طرف ہجرت

جب کافروں نے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنا شروع کر دیئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہجرت کی اجازت دیدی، اجازت ملنے کے بعد ۱۲ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل چھوٹا سا قافلہ شعبہ نامی بندگارہ سے جہازوں پر سوار ہو کر حبشہ روانہ ہو گیا اس قافلے کے سربراہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ اس قافلہ کے پیچھے ایک اور قافلہ ۳۸ مردوں اور ۱۸ عورتوں پر مشتمل حبش کیلئے نکلا اس میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور بھائی جعفر طیار بھی تھے، کافروں نے سمندر تک ان کا پیچھا کیا۔ مگر وہ کشتیوں سے سوار ہو کر جا چکے تھے، قریش نے ابوسفیان کی قیادت میں حبش کے بادشاہ کے پاس ایک وفد بھیجا وہ بہت سے تحائف لیکر دربار پہونچے اور کہا ہمارے کچھ لوگ آپ کے پاس آ گئے ہیں انہیں ہمارے حوالے کر دیجئے بادشاہ نے کہا میں مہاجروں سے بھی ان کا دعویٰ سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ مسلمانوں نے اپنی طرف سے جعفر طیار کو وکیل مقرر کیا، آپ نے شاہِ حبش نجاشی کے سامنے یہ تقریر کی۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی تقریر

اے بادشاہ! ہم جہالت میں مبتلا تھے، بتوں کو پوجتے تھے، نجاست میں آلودہ تھے، مردار کھاتے تھے، بیہودہ باتیں کرتے تھے، ہم میں انسانیت اور مہمان داری نام کو نہ تھی، ہم کسی قاعدہ اور قانون کے پابند نہ تھے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک نبی مبعوث فرمایا جس کے حسب، نسب، سچائی، دیانتداری، تقویٰ، پاکیزگی سے ہم واقف تھے۔ اس نے ہمیں بتایا کہ خدا ایک ہے، پتھر پوجا کے لائق نہیں، سچ بولے، وعدہ پورا کرو، گناہوں سے دور رہو، نماز پڑھو، صدقہ دو، روزے رکھو، بس ان باتوں پر ہماری قوم ہم سے ناراض ہو گئی۔ جہاں تک ہو سکا ہم کو ستایا، جب ہم مجبور ہو گئے تو آپ کے ملک میں پناہ لینے کے لئے آ گئے ہیں۔ بادشاہ نے یہ سن کر کہا، تمہارے نبی پر جو کلام

نازل ہوا ہے وہ سناؤ، حضرت جعفر طیار نے سورہ مریم سنائی، بادشاہ یہ سورت سن کر بہت رویا اور کہنے لگا محمد تو وہی رسول ہیں، جن کی خبر یسوع مسیح نے دی تھی، اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اس رسول کا زمانہ ملا۔ بادشاہ نے حکم دیا مکہ کے وفد کو دربار سے نکال دیا جائے۔

(سیرت رسول عربی، سیرت رسول اکرم)

مکہ والوں کی ایک اور سازش

اہل مکہ اپنے وفد کی اس ناکامی پر بہت مایوس ہوئے، انہوں نے حضور نبی پاک علیہ السلام کو راہِ راست راستے سے ہٹانے کے لئے ایک اور چال چلی چنانچہ قریش کا سردار آپ کے پاس آیا اور بڑے میٹھے انداز میں آپ سے یوں مخاطب ہوا:

اے میرے بھتیجے ! اگر تم اس دین کی تبلیغ سے مال و دولت جمع کرنا چاہتے ہو تو ہم تم کو مال دیئے دیتے ہیں، اگر تم عزت چاہتے ہو تو تم کو عرب کا بادشاہ بنا دیتے ہیں اور اگر تمہارے دماغ میں کچھ خلل آ گیا ہے (نعوذ باللہ) تو ہم علاج کرا دیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

نہ مجھے عزت کی ضرورت ہے، نہ دولت و حکومت کی اور نہ ہی میرا دماغی توازن خراب ہے، میری حقیقت تو یہ ہے پھر آپ نے سورہ حٰم کی آیات تلاوت کیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

یہ فرمان خدا کی طرف سے ہے، وہ بڑی رحمت والا اور نہایت رحم والا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیات جدا جدا ہیں، یہ پڑھی جانے والی کتاب عربی میں ہے ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا تو ان میں سے اکثر نے منھ موڑا اور وہ نہیں سنتے اور انہوں نے کہا ہمارے دلوں پر اس کا کچھ اثر نہیں جس کی طرف تم ہم کو دعوت دیتے ہو ہمارے کان اس کو سننے والے نہیں اور ہم میں اور تم میں ایک طرح کا پردہ ہے تم اپنی تدبیر کرو، ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں۔

اے نبی ! آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے میں بھی بشریت میں تمہارے مثل ہوں

مگر مجھ پر وحی آتی ہے۔اور میری طرف وحی کی گئی ہے کہ سب لوگوں کا معبود صرف ایک ہے۔اسی کی طرف متوجہ ہونا اور اسی سے معافی مانگنا لازم ہے۔ان پر افسوس ہے جو شرک کرتے ہیں،اور صدقہ نہیں دیتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں لیکن جو خدا پر ایمان لائے اور نیک کام کیے ان کے لئے آخرت میں بڑا درجہ ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تاثیر لہجے میں ان آیات کی تلاوت فرما رہے تھے اور عتبہ دم بخود کھڑا سنتا رہا جب آپ نے کلام ختم کیا تو قریش کو جا کر اطلاع دی۔

میں ایک کلام سن کر آیا ہوں جو نہ کہانت ہے، نہ شعر ہے، نہ جادو ہے، نہ منتر ہے میری مانو تو محمد کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔قریش نے یہ سن کر کہا لو عتبہ پر بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جادو چل گیا۔ (سیرت ابن ہشام ص:۱۰۰)

معجزات کا مطالبہ

جب ہر طرح سے قریش شکست کھا گئے تو قسم قسم کے معجزات آپ سے طلب کرنے لگے، چونکہ اس مطالبہ میں استہزاء اور مذاق کا پہلو شامل تھا، نیز خدا کے نبیوں کی بعثت کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ ہر وقت لوگوں کی حسب منشاء معجزات دکھاتے رہیں پھر یہ بھی ہے کہ جب بھی نبیوں نے اپنی اقوام کے حسب منشاء معجزات دکھائے پھر انہوں نے تکذیب کی تو وہ قومیں نیست و نابود کردی گئیں، اس لئے آپ نے معجزات دکھانے سے انکار کردیا اگرچہ سیکڑوں معجزات خدا کی مرضی کے مطابق آپ سے ظاہر ہوئے۔

(سیرت رسول اکرم ص:۲۱)

(۱) خدا سے کہو کہ وہ ایک فرشتہ تمہارے ساتھ مقرر کردے جو یہ کہتا رہے کہ یہ شخص سچا ہے۔اور ہم کو تمہاری مخالفت سے بھی منع کردے۔

(۲) یہ بھی سوال کرلو کہ تمہارے لئے باغات لگ جائیں، سونے کا محل بن جائے، خزانہ میں سونا چاندی جمع ہوجائے۔

(۳) آسمان کے کچھ ٹکڑے ہم پر گروادو۔

(۴) آسمان سے پتھر برسنے کی دعاء کرو۔

(۵) آسمان پر چڑھ جاؤ۔اور وہاں سے لکھی لکھائی کتاب لاؤ۔

(٦) خدااور فرشتوں کو ہمارے سامنے لاکر کھڑا کر دو وغیرہ وغیرہ۔

حضرت حمزہ کا ایمان لانا

حضور نبی پاک علیہ السلام صفا کی پہاڑی پر تشریف فرما تھے۔اتنے میں آپ کا بدترین دشمن ادھر آنکلا، پہلے تو اس نے آپ کو گالیاں بکیں، پھر ایک پتھر مارا جس سے آپ کے خون بہہ نکلا، آپ کے چچا حمزہ جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے ان کو جب اطلاع ملی تو جوش قرابت میں ابوجہل کے پاس پہنچے اور اس کے سر پر اپنی کمان کھینچ کر ماری۔جس سے وہ زخمی ہو گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور کہا کہ:

اے بھتیجے تم کو یہ سن کر ضرور خوشی ہو گی کہ میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا ہے۔

آپ نے فرمایا اے میرے چچا!

مجھے ان باتوں سے قطعی خوشی نہیں ہوتی، مجھے تو خوشی اس وقت ہو گی جب تم اسلام لے آؤ۔

حمزہ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔آپ کے اسلام سے تبلیغی کام آگے بڑھا۔

اعلان نبوت کا چھٹا سال تھا۔(سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عمر کا اسلام ٦ نبوی

حضرت عمر عرب کے مشہور بہادر اور پر جوش جوان تھے، قریش کی طرف سے بیرونی ممالک میں آپ ہی کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا تھا، ایک دن قریش کے ترغیب دلانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے نکلے، راستے میں کسی نے اطلاع دی کہ پہلے اپنی بہن بہنوئی کی خبر لو وہ بھی مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔غصہ کے عالم میں

اسی وقت بہن کے گھر گئے، اس قوت یہ حضرات قرآن پاک کی تلاوت کررہے تھے، حضرت عمر نے آواز سن لی، جب اندر گئے تو ان دونوں کو خوب مارا، مگر یہ دونوں حضرات اسلام پر ڈٹے رہے۔ان حضرات کی استقامت دیکھ کر آپ کے دل پر بھی اثر ہوا، آپ نے کہا وہ کیا کلام تھا جو تم لوگ پڑھ رہے تھے وہ بولے اس کلام کو ناپاک لوگ نہیں چھو سکتے ، پہلے غسل کیجئے آپ نے غسل کیا تو آپ کے بہنوئی نے سورہ طٰہٰ کی آیات آپ کو سنائیں حضرت عمر پر اتنی رقت طاری ہوئی کہ آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہوگئے۔ درحقیقت آپ دل سے اسی وقت مسلمان ہو چکے تھے۔ پھر آپ کے بہنوئی آپ کو حضرت ارقم کے گھر لے گئے، جہاں مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع تھے، وہاں جاتے ہی آپ مشرف بہ اسلام ہوگئے۔آپ کے مسلمان ہونے سے مسلمان اتنے خوش ہوئے کہ زرو سے نعرۂ تکبیر بلند ہوا جس سے مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں اس دن سے اسلام گھاٹیوں سے نکل کر میدانوں میں آگیا۔ (سیرت رسول اکرم ص:۲۳)

شعب ابی طالب میں

۷ نبوی سے ۱۰ نبوی تک جب قریش نے دیکھا کہ کوئی حربہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ دین سے باز نہ رکھ سکا تو قبائل عرب نے متفقہ طور پر طے کیا کہ بنو ہاشم حضور کے خاندان سے مقاطعہ (سوشل بائیکاٹ کرلیا جائے) ان سے خرید وفروخت نہ کرو اور کسی قسم کا تعلق نہ رکھو۔ یہ معاہدہ ایک چرمی تھیلے میں بند کر کے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قبیلے والے مجبور ہوگئے کہ گھر بار چھوڑ کر پہاڑی گھاٹی میں بند ہوئے۔ تین سال تک مسلمان اسی گھاٹی میں رہے۔ رزق کی تنگی کا یہ حال تھا کہ بھوک سے بنی ہاشم کے بچے روتے تو گھاٹی سے باہر آواز سنائی دیتی۔

(ابن ہشام، الخصائص الکبریٰ)

حضو اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کے لئے اس گھاٹی سے صرف حج کے مہینوں

میں نکلتے تھے، کیونکہ ان مہینوں (شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ) میں جنگ کو حرام سمجھتے تھے۔اس دوران آپ مکہ میں باہر سے آنے والے لوگوں میں وعظ کرتے اورانہیں اسلام کی دعوت دیتے مگر ہر جگہ ابولہب آپ کا پیچھا کرتا اور کہتا لوگو! یہ دیوانہ اس کی بات نہ سنو۔

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قریش نے جو معاہدہ خانہ کعبہ میں لٹکایا ہے اسے دیمک چاٹ گئی ہے۔سوائے لفظ اللہ کے جب یہ بات کافروں کو معلوم ہوئی تو بولے محمد نے بلا دیکھے ایک بات کہی ہے اگر یہ بات سچ نکلی تو ہم اس کو اوراس کے ساتھیوں کو گھاٹی سے نکلنے کی اجازت دے دیں گے اور بائیکاٹ بھی ختم کر دیں گے،سب کافر کعبہ میں اکٹھا ہوئے جب معاہدہ کھول کر دیکھا تو جیسا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی نکلا اس واقعہ کے بعد آپ کو گھاٹی سے نکلنے کی اجازت مل گئی۔

(کتب عامہ سیر)

حضرت ابوطالب کا انتقال

۱۰ ارنبوی میں حضرت مولائے کائنات سیدنا علی کے والد اور حضور سرورکونین کے مشفق چچا جناب ابوطالب انتقال کر گئے آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور پشت پناہی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔اس لئے آپ کو بہت صدمہ ہوا۔(بخاری شریف)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال

۱۰ ارنبوی میں جناب ابوطالب کے انتقال کے تین دن بعد آپ کی مونس وغمگسار بیوی اوراسلام کی بڑی خدمت گزار خاتون ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ انتقال کر گئیں، حضور نبی پاک علیہ السلام کو آپ کی وفات کا بہت رنج ہوا، پے در پے صدمات کی وجہ سے اس سال کا نام آپ نے عام الحزن غم کا سال رکھا آپ نے پچیس سال تک حضرت خدریجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ زندگی گذاری تھی۔(تاریخ اسلام)

طائف کا تبلیغی دورہ ۱۰ نبوی میں

اگر چہ آپ غموں سے نڈھال تھے، مگر تبلیغ اسلام کے اہم فریضے سے آپ نے قطعاً عدم دلچسپی کا مظاہرہ نہ کیا اسی سال آپ نے مکہ سے طائف کا سفر کیا راستہ میں جو بھی قبیلہ پڑتا اسے تبلیغ فرماتے جب طائف پہنچے تو وہاں کے سردار عبد یالیل سے ملے اس کے دو بھائی مسعود اور حبیب تھے۔ یہ سب آپ کا مذاق اڑانے لگے، ایک بولا اگر تجھے اللہ نے رسول بنایا ہے تو میں کعبہ کے سامنے داڑھی منڈ وادوں، دوسرا بولا کیا خدا کو تیرے سوا کوئی اور شخص رسول بنانے کو نہ ملا جسے چڑھنے کے لئے سواری بھی میسر نہیں، رسول بنانا تھا تو کسی سردار کو بنایا ہوتا، تیسرا بولا۔ میں تجھ سے بات بھی کرنا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر تو واقعی رسول ہے تو تیرے کلام کو رد کرنا خطرناک ہے اور اگر تو خدا پر جھوٹ بولتا ہے تو تجھ سے میرے لئے کلام کرنا مناسب نہیں۔ ان سرداروں نے اپنے غلاموں اور شہر کے لڑکوں کو سکھا دیا کہ وہ وعظ کہتے وقت آپ کو پتھر ماریں پتھروں سے آپ لہولہان ہو گئے خون جو نعلین مبارک میں جم گیا، مگر آپ نے ان کے لئے بددعا نہیں کی، بلکہ ہدایت کی دعاء کی۔

معراج شریف ۱۰ نبوی میں

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دین کی راہ میں قسم قسم کی تکالیف برداشت کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین و آسمان کی سیر کرائی، سدرۃ المنتہیٰ اور عرش، جنت و دوزخ کو آپ نے دیکھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے اللہ کا دیدار کیا۔ اور بلا حجاب اس کے کلام کو سنا معراج کا واقعہ آپ کا مخصوص معجزہ ہے۔ آپ کی ذات ہی معجزہ ہے۔

قبیلۂ دوس کے سردار طفیل بن عمر دوسی کا ایمان لانا

طفیل قبیلہ دوس کے سردار تھے یمن میں آپ کی حکومت تھی خود بڑے صاحب علم تھے۔ اہل مکہ نے مکہ سے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا اور ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے متعلق یہ بتادیا کہ ہم میں سے ایک شخص نکلا ہے جو جادوگر ہے اس کے جادو سے ماں، بیٹے اور شوہر، بیوی کے درمیان تفریق ہوتی ہے۔اس سے بچ کر رہنا، طفیل کا بیان ہے ان لوگوں نے یہ باتیں میرے ذہن میں اس خوبی سے بٹھادی تھیں کہ جب میں خانہ کعبہ میں جاتا تو کانوں میں روئی ٹھونس لیتا کہ کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ میرے کانوں میں نہ پڑ جائے۔

اتفاقاً ایک دن وہ تلاوت قرآن پاک کررہے تھے میں نے اسے سن لیا میرا دل اس طرف کھینچنے لگا۔ جب وہ گھر کو روانہ ہوئے تو میں ان کے پیچھے ہولیا گھر پہنچ کر میں نے آپ کو اپنا مکہ میں آنا اور کفار کا نصیحتیں بیان کرنا بتایا پھر میں نے آپ سے کلام سننے کی فرمائش کی جب آپ نے کلام سنایا تو میں اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوگیا۔اس طرح قبیلہ دوس تک اسلام کی شعائیں پہنچ گئیں۔

حضرت ابوذر غفاری کا ایمان لانا

حضرت ابوذر مدینہ منورہ کے باشندے تھے، جب اُن کو حضور علیہ السلام کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بڑے بھائی انیس کو جو بڑے شاعر تھے مکہ بھیجا۔انہوں نے واپسی پر حضور نبی پاک کی بڑی تعریف کی ابوذر خود پیدل چل کر آئے خانہ کعبہ میں حضرت سیدنا علی مرتضٰی سے ملاقات ہوئی۔آپ کو حضور نبی پاک علیہ السلام کے پاس لے گئے۔اور ابوذر اسی وقت مسلمان ہوگئے۔اسی وقت کعبہ میں بلند آواز سے قریش کو کلمہ طیبہ پڑھ کر سنایا۔وہ آپ پر ٹوٹ پڑے حضرت عباس نے بمشکل بچایا۔مگر جوشِ ایمان بیٹھنے نہ دیتا تھا اور راہ خدا میں اس پٹنے کی لذت دوبارہ حاصل کرنے کو جی چاہتا تھا۔اس لئے دوسرے دن پھر قریش کے مجمع میں آکر کہا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور کلمہ پڑھا پھر کافروں نے بہت مارا اور حضرت عباس نے چھڑایا، پھر آپ اپنے وطن واپس آگئے۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بڑے زاہد تھے اور آپ کا کہنا تھا کہ اپنی ضرورت

سے زائد مال کا صدقہ کر دینا ضروری ہے اس کا رکھنا گناہ ہے۔(حضرت ابوذر کا یہ اجتہاد تھا ورنہ زائد مال کا صدقہ کرنا واجب نہیں (بلکہ مستحب ہے)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بڑی سادگی سے زندگی گذارتے تھے اس لئے آپ کو مسیح اسلام کے لقب سے ملقب کیا گیا۔

بیعت عقبہ اولیٰ

۱۰ ار نبوی میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں اس بیعت کی بڑی اہمیت ہے ایام حج میں مکہ سے چند میل دور الحمراء اور منیٰ کے درمیان ایک گھاٹی تھی یہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات مدینہ سے آئے ہوئے چھ اشخاص سے ہوئی ان کے نام یہ ہیں۔ابو امامہ، اسعد بن زرارہ، عوف بن حارث، رافع بن مالک، قطبہ بن عامر، سعد بن ربیع۔ یہ لوگ اگرچہ بت پرست تھے مگر یہودی علماء کی زبانی کئی مرتبہ حضور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سن چکے تھے۔ جب سرکار علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو وہ تمام نشانیاں جو ان کو بتائی گئی تھیں آپ کی ذات میں موجود پائیں خدا کا کلام سن کر فوراً اسلام قبول کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مندرجہ ذیل باتوں پر بیعت لی۔ یعنی پکا وعدہ۔

(۱) ہم ایک خدا کی عبادت کریں گے کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں گے۔

(۲) چوری اور زنا نہ کریں گے۔

(۳) اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔

(۴) کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگائیں گے اور نہ کسی کی چغلی کریں گے۔

(۵) ہم ہر بات پر نبی کی اطاعت کریں گے۔

جب یہ لوگ وطن جانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر کو ان کے ساتھ اسلام کی تعلیم کے لئے روانہ کیا۔ مصعب امیر گھرانے کے چشم و چراغ تھے

جب گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تو غلام پیچھے چلا کرتے جسم پر دو سو سے کم درہم کا لباس نہیں ہوتا، لیکن جب مسلمان ہو گئے تو ایمان کی لذت کے سامنے تمام چیزیں ہیچ ہو گئیں۔ جب تبلیغ اسلام کے لئے نکلے تو جسم پر پھٹا ہوا کمبل ہوتا جس میں بٹنوں کی جگہ کانٹے لگائے تھے عرض یہ تبلیغی قافلہ مصعب بن عمیر کی سربراہی میں مدینہ روانہ ہو گیا۔

مصعب مدینہ جا کر اسعد بن زرارہ کے گھر ٹھہرے مدینے والے آپ کو المقری یعنی پڑھانے والا کہتے تھے۔ آپ کی تعلیم سے بنو عبد الاشہل اور بنو ظفر کے سردار سعد بن معاذ ایمان لائے۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا۔

سنو! کوئی مرد ہو یا عورت میں اس سے بات کرنا حرام سمجھتا ہوں جب تک وہ خدا اور رسول پر ایمان نہ لائے، آپ کے اعلان کا اثر ہوا کہ تمام قبیلہ ایک دن میں مسلمان ہو گیا۔

(ابن ہشام وغیرہ)

بیعت عقبہ ثانیہ ۱۳ر نبوی میں

حضرت مصعب کی تعلیم کا اثر یہ ہوا کہ اگلے سال ۷۳ر مرد اور دو عورتیں اہل مدینہ کی طرف سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آنے کی دعوت دینے کے لئے مکہ آئے یہ پاکباز لوگ ٹھیک اسی مقام پر پہنچے جہاں ان سے ایک سال قبل انہیں کے ہم وطن آئے تھے۔ اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہو کر واپس ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے یہ وعظ فرمایا۔

(۱) کیا تم دین حق کی اشاعت میں میری پوری مدد کرو گے؟

(۲) جب میں تم میں جا کر رہنے لگوں تو کیا تم میری اور میرے ساتھیوں کی حمایت اپنے اہل وعیال کی مانند کرو گے؟

ان لوگوں نے دریافت کیا ہمیں اس کا کیا صلہ ملے گا؟

آپ نے فرمایا جنت جو خدا کی خوشنودی کی جگہ ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ آپ

ہماری تسلی کرا دیجئے کہ آپ ہمارا ساتھ نہ چھوڑیں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں! میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہوگا بس اس جملہ کا سننا تھا کہ عاشقان رسول بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ براء بن مرور نے اس رات سب سے پہلے بیعت کی۔

بارہ (۱۲) نقیب

آپ نے اہل مدینہ میں تبلیغ کے لئے بارہ اشخاص منتخب کئے اور فرمایا جس طرح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اپنے لئے ۱۲/ اشخاص کو چن لیا تھا۔ اسی طرح میں ۱۲/ اشخاص کا انتخاب کرتا ہوں ان حضرات کے نام یہ ہیں:

اسعد بن زرارہ، رافع بن مالک، عبادہ بن صامت، سعد بن ربیع، منذر بن عمر، عبداللہ بن رواحہ، عمر بن حزام، سعد بن عبادہ، اسید بن حضیر، سعد بن خثیمہ، ابوالہیثم بن نیہان۔

سعد بن عباد کی آزمائش

ابھی یہ حضرات تبلیغ کیلئے روانہ ہی ہو رہے تھے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مکہ کے لوگوں نے پکڑ لیا، ان کی مشکیں کس لیں، اور بالوں سے گھسیٹنے لگے سعد کہتے ہیں کہ اتنے میں ایک سرخ وسفید شخص مجھے اپنی طرف آتا دکھائی دیا، میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ ضرور میرا ہمدرد ہوگا لیکن اس نے سب سے زیادہ زور سے میرے منھ پر طمانچہ رسید کیا۔ اب مجھے بڑی ناامیدی ہوئی، اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے مسافر! کیا اس شہر میں تیری کسی سے شناسائی نہیں؟ میں نے کہا ہاں میں جبیر بن مطعم اور حارث بن امیہ کو جانتا ہوں یہ لوگ میرے شہر میں تجارت کے لئے آتے رہتے ہیں اور میں نے ان کو بارہا پناہ دی ہے وہ شخص بولا پھر انہیں کے نام کی دہائی دو جب میں نے ان کو پکارا تو اسی شخص نے ان کو جا کر خبر دی اور وہ آگئے اس طرح میری جان بچی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں اسلام لانے کے معنی ہی یہ تھے کہ آدمی جان و مال سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جائے۔

افسوس کہ آج ہم اپنے پیٹ کیلئے، اپنی اولاد کیلئے اور اپنے مال و دولت کے لئے ہر تدبیر کرتے ہیں گالیاں سنتے اور مار کھاتے ہیں مگر اسلام کی خاطر کوئی تکلیف برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ نعمت ہمیں بلا مشقت مل گئی ہے مگر اس کا نتیجہ قومی پیمانہ پر رسوائی اور ذلت ہے جو ہم برداشت کر رہے ہیں۔ امت مسلمہ کو وقار صرف اسی وقت ملتا ہے جب وہ اسلام کے وقار کے لئے اس کی عزت کا عَلَم اٹھائے۔

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت

تاریخ اسلام میں ہجرت کی بڑی اہمیت ہے، ہجرت کے معنی شریعت کی اصطلاح میں یہ ہیں کہ وہ خطۂ زمین جہاں مسلمان اللہ کی عبادت اور اس کے دینی اور دنیاوی احکام کی اتباع نہ کرسکیں اور دشمنوں کی طرف سے اس سلسلے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں اور مسلمان اتنے طاقتور نہ ہوں کہ وہ اس نظام ظلم کو بدل سکیں تب ان پر فرض ہوجاتا ہے کہ وہ اپنا وطن چھوڑ کر کسی ایسی جگہ پناہ لیں جہاں وہ اسلام پر پوری طرح عمل کرسکیں۔ اکثر وبیشتر انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کو ہجرت کرنا پڑی مگر ہر نبی کے ساتھ یہ ضرور ہوا کہ جب وہ ہجرت کر کے ایک جگہ سے تشریف لے گئے تو پھر جلد ہی بڑی شان وشوکت سے بحیثیت فاتح پھر اسی ملک میں آگئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کافر، نبی کا مذاق اڑاتے کہ ہم نے اس کو نکال دیا اور وہ ہمارا کچھ نہ کرسکا جب کافروں نے مسلمانوں پر ظلم کی انتہا کردی تو قرآن کریم میں ان کو اجازت دیدی گئی کہ وہ مکہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں لٰہذا مسلمان مکہ سے مدینہ کی جانب چھپ چھپ کر ہجرت کرتے گئے ایک مسلمان پر اللہ کی راہ میں جو دشواریاں آئیں اسے وہ سب بخوشی برداشت کرنا چاہئے۔ اب ہجرت کرنے والے چند اصحاب کا نام انہوں نے اسلام کی عظیم دولت ہم تک پہنچائی۔

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی ہجرت

جب آپ ہجرت کو ن چلے تو کفار نے آپ کو گھیر لیا، کہنے لگے کہ صہیب جب تو

مکہ آیا تھا تو مفلس وقلاش تھا جب یہاں تو نے خوب کمائی کرلی تو اب تمام مال وزرلیکر یہاں سے جانا چاہتا ہے؟ صہیب بولے اگر میں اپنا تمام مال وزر تمہارے حوالے کردوں تو کیا تم مجھ کو جانے دو گے، قریش بولے، ہاں، صہیب نے تمام مال قریش کے حوالے کیا اور مدینہ پہنچ گئے۔ جب یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا صہیب نے اس سودے میں نفع کمایا۔ (سیرت ابن ہشام)

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے شوہر ابو سلمہ نے مجھے اونٹ پر بٹھایا اور گود میں سلمہ کو دیدیا جب ہم ہجرت کی غرض سے روانہ ہوئے تو راستہ میں بنو مغیرہ نے آکر ابو سلمہ کو گھیر لیا، اور کہا کہ تو جا سکتا ہے مگر ہماری لڑکی نہیں لے جا سکتا اور نہ بچے کو لے جا سکتا ہے انہوں نے اونٹ بٹھادیا نبوالاسد بچہ کو لے گئے اور بنو مغیرہ سلمہ کو لے آئے مگر ابو سلمہ ہجرت کو فرض سمجھتے تھے، بیوی بچہ کے بغیر ہی ہجرت کر گئے ام سلمہ اب ہر شام اسی جگہ آتی تھیں جہاں سے ان کے شوہر جدا ہوئے تھے اور رو دھو کر واپس گھر آجاتی تھیں، ایک سال بعد ان کے چچا زاد بھائی کو رحم آیا تو انہوں نے دونوں قبیلوں سے ان کو بھی ہجرت کی اجازت دلادی۔ ام سلمہ اپنے بچے کے ساتھ مدینہ پہنچ گئیں۔ اسی طرح دوسرے اصحاب کو بھی ہجرت میں قسم قسم کی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جب مکہ میں مسلمان کم رہ گئے، صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چند صحابہ رہ گئے تو کافروں نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ (سیرت ابن ہشام)

کافروں کی تدبیریں

ایک مرتبہ مکہ کے سردار ''دارالندوہ'' میں جمع ہوئے۔ تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا جاسکے۔ ایک بولا۔ اسے پکڑ کر گلے میں زنجیر ڈال کر ایک گھر میں قید کردو اس محفل میں نجد کا بوڑھا شیطان بھی تھا۔ وہ بولا یہ مشورہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قید ہونے کی خبر عام ہو جائے گی اور مسلمان ان کو قید سے چھڑا لیں گے۔

دوسرا بولا اسے ایک سرکش اونٹ پر بٹھا کر یہاں روانہ کردو پھر جہاں اس کا دل چاہے چلا جائے۔ زندہ رہے یا مرے۔ نجدی بوڑھا بولا۔ یہ رائے بھی ٹھیک نہیں، کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم باتوں کو بھول گئے۔ وہ جس سے بات کرتا ہے اس کو اپنا لیتا ہے۔ اگر تم اس کو چھوڑ دو گے تو یہ بہتوں کو اپنا ہمنوا بنا لے گا۔ اب ابو جہل بولا۔ عرب کے ہر مشہور قبیلہ سے ایک ایک جوانمرد کا انتخاب کیا جائے یہ سب رات کی تاریکی میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گھیر لیں۔ جب وہ صبح کی نماز کو نکلیں تو یہ سب بہادر ایک دم ان پر حملہ کر کے ان کا خاتمہ کر دیں تا کہ ان کا خون ایک قبیلہ پر نہ ہو بلکہ تمام قبائل پر ہو اور ان سے کوئی بدلہ نہ لے سکے یہ تجویز منظور کر لی گئی۔

محاصرہ

رات کو کافروں نے حضور علیہ السلام کے گھر کا محاصرہ کر لیا، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مولی علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں کی امانتیں میرے پاس ہیں، تم میرے بستر پر سو جاؤ کچھ فکر نہ کرنا کوئی تمہارا بال بیکا نہ کر سکے گا صبح کو تم سب کی امانتیں سپرد کر کے آجانا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے بستر پر سو رہے۔ حضور علیہ السلام گھر سے سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے نکلے اور کافروں کی طرف ایک مٹھی مٹی پھینکی جس سے آپ کسی کو نظر نہ آئے، ان پر بے ہوشی سی طاری ہوگئی۔ جب ہوش آیا تو دیکھا ہر ایک کے سر پر خاک پڑی ہے گھر کے اندر گئے تو بجائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضرت علی کو پایا دانت پیس کر رہ گئے۔ (طبری ص:۲۲۵)

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے، اور خوشخبری سنائی کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس سفر میں تم میرے ساتھ ہو،

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سفر کا سامان تیار کیا۔ ان کی بیٹی اسماء نے اپنا پٹکا کاٹ کر ستوؤں کے تھیلے کا منہ باندھا ۲۷ رصفر ۱۳ رنبوی کی رات کی تاریکی میں دونوں چل پڑے مکہ سے چار پانچ میل پر ثور پہاڑ ہے اس کی چڑھائی بہت زیادہ ہے راہ بھی سنگلاخ ہے۔ حضور نبی پاک علیہ السلام کو چلنے میں جب تکلیف محسوس ہوئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور پاک علیہ السلام کو اپنے کندھے پر اُٹھالیا۔

یارِ غار صدیق جاں نثار

جب ایک غار کے منہ پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور توقف فرمائیں پہلے میں غار کے اندر جاتا ہوں غار کے اندر جا کر اس کو صاف کیا اپنے جسم کے کپڑے پھاڑ کر غار کے سوراخ بند کئے پھر بھی غار میں ایک سوراخ باقی رہ گیا تھا۔ اس پر حضرت ابوبکر نے اپنا انگوٹھا یا ایڑی لگا رکھی تھی اسی دوران ایک سانپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انگوٹھے کو ڈس لیا مگر اس خیال سے کہ سرکار کی نیند میں خلل نہ آئے۔ حضرت ابوبکر نے پاؤں کو جنبش نہ دی، جب سرکار خود سے بیدار ہوئے ایک روایت میں شدت تکلیف سے آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور سرکار علیہ السلام کے چہرۂ مبارک پر گرے، جس سے رسول خدا بیدار ہوئے۔ تو واقعہ عرض کیا کہ سرکار نے اپنا لعاب دہن سانپ کے کاٹنے کی جگہ پر لگایا فوراً شفا حاصل ہوئی تین دن تک آپ دونوں حضرات یہیں رہے رات کی تاریکی میں اسماء بنت ابی بکر کے گھر سے روٹی لاتیں۔ عامر بن فہیرہ حضرت سیدہ عائشہ کے بھائی کا غلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بکریاں چراتا ہوا وہاں آجاتا حضرت ابوبکر صدیق دودھ دوہتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے۔ (بخاری باب الھجرۃ)

ایک دن کافر آپ کو تلاش کرتے کرتے غار کے منہ پر آگئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سرکار کی فکر ہوئی آپ نے فکرمندی کے آثار دیکھے تو قرآن پاک کی یہ آیت

نازل ہوئی:

لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا.

تم غم نہ کرو بیشک اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ہے۔

غار سے روانگی

چوتھی رات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر سے دو اونٹنیاں آگئیں ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری پر عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط (یہ راستہ دکھانے پر ملازم تھے) سوار ہو کر یکم ربیع الاول بروز پیر مطابق ۱۶ر دسمبر ۶۲۲ کو روانہ ہوئے۔

سراقہ کا تعاقب کرنا

کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے پھر رہے تھے مقام رابغ کے قریب سراقہ نے آپ کو دیکھ لیا۔ تو آپ کا پیچھا کیا وہ سمجھتا تھا کہ میں تھوڑی دیر میں ان کو گرفتار کر لوں گا، جبکہ آپ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے رب سے عرض کیا:

اے اللہ! ہمیں اس کے شر سے بچا۔

یہ الفاظ نکلتے ہی اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگی اور درخواست کی کہ آپ مجھے امان لکھ دیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عامر بن فہیرہ نے اسے امان کا خط بھی لکھ دیا۔ (سیرت رسول اکرم)

ام معبد کے خیمہ پر گذر

غار سے نکل کر پہلے دن ہی آپ کا گذر بنوخزاعہ کی ایک عورت ام معبد کے خیمہ پر ہوا، یہ عورت مسافروں کی خاطر تواضع میں مشہور تھی آپ نے دریافت کیا، کیا کچھ کھانے کو ہے وہ بولی اگر کچھ ہوتا تو پہلے ہی پیش کر دیتی، آپ نے فرمایا یہ بکری کیوں

کھڑی ہے بولی انتہائی کمزور ہونے کے سبب ریوڑ کے ساتھ نہیں جاسکتی تھی آپ نے فرمایا اگر اجازت ہو تو ہم دوددھ دوہ لیں۔ وہ بولی اس میں دودھ نہیں ہے اگر آپ چاہیں تو دیکھ لیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کہہ کر دودھ نکالنا شروع کیا تو برتن بھر گیا اوراس میں سے گرنے لگا یہ دودھ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اور آپ کے ساتھیوں نے پیا۔ پھر دوبارہ بکری کو دوہا اور سب نے پیا، پھر تیسری مرتبہ دوہا اور برتن بھر گیا یہ آپ نے ام معبد کے لئے چھوڑ دیا کچھ دیر کے بعد ام معبد کا شوہر خیمہ میں آیا تو دودھ دیکھ کر حیران رہ گیا ام معبد نے بتایا کہ یہاں ایک بابرکت شخص آیا تھا اسی کی برکت کا نتیجہ ہے، ام معبد کا شوہر بولا یہ وہی قریشی معلوم ہوتا ہے جس کی مجھے تلاش تھی ذرا اس کا حلیہ تو بتاؤ ام معبد بولی۔

نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک

روشن اور کشادہ چہرہ، اچھی عادات نہ تو پیٹ بڑا ہے نہ سر کے بال گرے ہوئے ہیں، حسین آنکھیں، لمبے اور گھنے بال، آواز میں رعب، موٹی گردن، سرمگیں آنکھیں باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش طبع اور باوقار گویا دل بستگی لئے ہوئے دور سے دیکھنے میں زیب دینے والے اور دل موہ لینے والے قریب سے نہایت شیریں اور حسین، واضح الفاظ کلام کمی بیشی سے پاک تمام گفتگو موتیوں کی لڑی کی طرح، درمیانہ قد، نہ تو چھوٹے قد والے کہ برے معلوم ہوں اور نہ لمبے قد والے کہ آنکھ ان سے نفرت کرے شاخ تر کی طرح ان کے ساتھ ایسے دوست تھے جب وہ کچھ کہتے خاموش ہو کر سنتے حکم دیتے تو تعمیل کے لئے جھپٹتے، مخدوم و مطاع نہ ترش رو اور نہ بیہودہ کہنے والے۔ یہ اوصاف سن کر وہ بولا یہ ضرور وہی قریشی ہے میں اس سے جا کر ملاقات کروں گا۔

تیرہ سالہ مکی زندگی ایک نظر میں

اگرچہ مصیبتوں سے بھرے اس طویل عرصہ میں بہت کم لوگ حلقہ بگوش اسلام

ہوئے مگر اس قدر باعزت وباہمت تھے کہ ان کے ذریعہ اسلام کی روشنی چاردانگ عالم میں پھیلی۔

(۱) ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم سے کون واقف نہیں۔
(۲) مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں انقلاب برپا کردیا۔
(۳) جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے حبش کی سرزمین میں اسلام کی روشنی پھیلائی۔
(۴) عبداللہ بن مسعود اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما نے اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشرواشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔
(۵) زبیر، طلحہ اور عمار رضی اللہ عنہم نے جاں نثاری کی مثالیں قائم کیں۔
(۶) بلال، سمیہ، یاسر، کعب اور خباب نے مظلومیت واستقامت کی وہ مثالیں پیش کیں جن کا کوئی جواب نہیں۔
(۷) سکران، شموس، ام حبیبہ اور خنیس رضی اللہ عنہم نے اپنا سب کچھ قربان کرکے اسلام کی خاطر حبش میں جابسے۔
(۸) لبید، کامل اور انیس جیسے بلغاء جن کی ایک تقریر یا قصیدہ انقلاب برپا کردیتا تھا۔ اسلام لائے۔
(۹) طفیل رضی اللہ عنہ نے یمن میں اسلام پھیلایا، ان کے علاوہ بڑی جلیل القدر ہستیاں آپ کی مکی زندگی میں ایمان لائیں۔

بریدہ اور ان کے ساتھیوں کا ایمان لانا

آپ مدینہ جارہے تھے راستے میں بریدہ اسلمی ملے۔ جو اپنی قوم کے سردار تھے قریش نے حضور علیہ السلام کی گرفتاری پر 100 اونٹ انعام مقرر کیا تھا وہ اسی انعام کے لالچ میں نکلے تھے مگر تھوڑی دیر حضور علیہ السلام سے گفتگو کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ اپنے ستر آدمیوں سمیت ایمان لے آئے اپنی پگڑی اتار کر نیزہ پر لگائی اور جھنڈے کے طور پر بلند

کرلی اسے ہوا میں لہراتے تھے اور اعلان کرتے جاتے ''امن کا بادشاہ'' صلح کا حامی۔ دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

قباء میں آمد

۸ ربیع الاوّل ۱۳ نبوی بروز پیر ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء مقام قباء پر پہنچ گئے۔ جہاں اہل مدینہ نے عشق ومحبت سے بھرپور استقبال کیا۔ آپ نے یہاں تین دن قیام کیا اور اسی دن ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو مسجد قباء کے نام سے مشہور ہے اسی اثناء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اہل مکہ کی امانتیں ان کے سپرد کرکے یہاں پہنچ گئے۔

اسلام کا پہلا جمعہ

۱۲ ربیع الاوّل ۱ھ کو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم قباء سے روانہ ہوکر بنو سالم کی آبادی میں آئے اور یہاں نمازِ جمعہ ادا کی یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں اسلام کا پہلا جمعہ تھا۔

ملا علی قاری اور دیگر محققین نے ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل سب سے پہلے سعد بن زرارہ نے مسلمانوں کو جمعہ کے دن دو رکعت نماز پڑھائی اور وعظ کیا۔ ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے اس فعل کو برقرار رکھا اور اس واقعہ کے بعد ہی یہ آیت نازل ہوئی: اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ.

جمعہ کا پہلا خطبہ

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے میں اس کی تعریف کرتا ہوں، اور اسی سے مدد بخشش اور ہدایت کا طلبگار رہوں میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اللہ نے ان کو ہدایت

نور اور نصیحت دے کر ایسے زمانے میں بھیجا جبکہ بہت عرصہ سے کوئی رسول نہ آیا تھا۔ علم کم ہو چکا تھا اور لوگ گمراہ ہو چکے تھے۔ قیامت قریب ہے اور موت نزدیک، جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو بلاشبہ وہ ہدایت پائے گا اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے گا وہ سخت گمراہی میں مبتلا ہوگا میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی تاکید کرتا ہوں۔ سب سے بہتر وصیت جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کرسکتا ہے یہ ہے کہ اسے آخرت کی تیاری اور اللہ سے ڈرنے پر برانگیختہ کرے تو تم اس سے ڈرو جس سے تمہیں اللہ نے ڈرایا ہے اس سے بہتر نہ کوئی نصیحت ہے اور نہ کوئی ذکر ہے بیشک اللہ تعالیٰ سے ڈرنا انسان کے مقاصد کی کامیابی پر بہترین مددگار ہے جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان معاملات کو خفیہ اور پوشیدہ طور پر درست رکھے گا اور اس سے اس کا مقصود صرف اللہ کی رضا ہو تو یہ چیز دنیا میں اس کے لئے ذکر ہوگی اور آخرت میں ذخیرہ جس دن انسان کو اپنے اعمال کی ضرورت ہوگی، لیکن جو ایسا نہیں کرتا اس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

انسان پسند کرے گا کہ اس کے اعمال اور اس کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہو جائے اور خدا تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

اور جس شخص نے خدا کے حکم کو سچ جانا اور اس کے وعدوں کو پورا کیا تو اس کے لئے فرمان الٰہی ہے۔

''میں اپنے وعدہ کو نہیں بھولتا اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں''

تو اے لوگو! تم اپنی دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اس کی ناراضگی سے بچنے کا ذریعہ ہے اور اس کے عذاب سے بچاؤ کا وسیلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا ڈر چہروں کو روشن کرتا رب کو راضی کرتا۔ اور درجے کو بلند کرتا ہے تم اپنا حصہ (دنیا سے) لو مگر اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کوتاہی نہ کرو اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی کتاب سکھائی اور اپنی راہ دکھائی تا کہ سچوں اور جھوٹوں میں امتیاز قائم ہو سکے۔ تم احسان کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دشمنی کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کا

حق ہے۔اس لئے تم کو برگزیدہ کیا اور تمہارا نام مسلم رکھا تا کہ جو ہلاک ہو وہ بھی روشن دلائل کے بعد ہو اور جو زندگی (ایمانی زندگی) پائے وہ بھی روشن دلائل سے پائے اور طاقت وقوت خدا ہی کی جانب سے ہے تو خدا کا ذکر بکثرت کرو آج کے بعد کے لئے عمل کرو کیونکہ جس نے اپنے اور خدا کے درمیان معاملات کو درست کرلیا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوسرے لوگوں کے درمیان معاملات کو درست کردیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر حکم چلاتا ہے مگر لوگ اللہ تعالیٰ پر حکم نہیں چلا سکتے وہ بندوں کا مالک ہے اور اس کا کوئی مالک نہیں۔اللہ تعالیٰ بڑا ہے طاقت وقوت عظیم خدا کی طرف سے ہی ہے۔

مدینہ منورہ میں داخلہ

نماز جمعہ سے فارغ ہوکر آپ مدینہ میں داخل ہوگئے۔اس کا پہلا نام ''یثرب'' تھا، آپ کے داخل ہوتے ہی اس کا نام ''مدینۃ النبی'' نبی کا شہر ہوگیا۔اب مختصراً مدینہ کہا جاتا ہے، جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے اس وقت اہل مدینہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی مدینہ کی بچیاں یہ اشعار گانے لگیں:

طلع البدر علینا	داع کی وادیوں سے ہم چاند طلوع ہوا
من ثنیات الوداع	جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے
وجب الشکر علینا	والا بلاتا رہے ہم پر شکر واجب ہے
مادعا لِلّٰہِ داع	

عقد مواخات

مواخات کے معنی بھائی چارگی کے ہیں جب مکہ سے لٹے پٹے مہاجر مدینہ آئے تو یہاں کے باشندوں نے ان کو اپنا بھائی بنالیا سرکار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا چاہتے ہوئے۔اپنی زمین، اپنی تجارت، اپنے مکان میں شریک کیا اور کچھ عرصہ تک یہ طریقہ رہا کہ جب کوئی انصاری انتقال کرتا تو اس کی جائیداد میں اس کے دوسرے

بھائیوں کی طرح مہاجر کو بھی حصہ ملتا۔ جب بھی کوئی مہاجر آتا تو انصار میں سے ہر شخص چاہتا کہ یہ میرا بھائی بن جائے اور میرے ساتھ رہے، آخر کار قرعہ اندازی سے فیصلہ ہو جاتا اس عقد کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

مکہ اور مدینہ کے حالات کا مقابلہ

مکہ میں صرف ایک قوم بستی تھی وہ بت پرست اور جاہل تھی، جبکہ مدینہ مختلف اقوام اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کا مرکز تھا، بنونضیر، بنوقینقاع اور بنوقریظہ یہودیوں کے قبیلے تھے۔ یہ تمام اس نبی کی آمد کے منتظر تھے۔ جس کی بشارت موسیٰ علیہ السلام نے توراۃ میں دی تھی۔

''خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی پیدا کرے گا۔ (استثناء ص:۱۸،۱۵)

مدینہ کے عیسائی جناب مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئیوں کے باعث نبی آخرالزماں کے منتظر تھے۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ان لوگوں سے تھا جو دینی معاملات میں کافی دسترس رکھتے تھے۔

اہل مدینہ سے معاہدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچتے ہی مناسب خیال فرمایا کہ یہاں کے بسنے والوں سے ایک معاہدہ کرلیا جائے تاکہ نسل اور مذہب کے اختلاف کے باوجود بھی قومیت کی وحدت قائم رہے اور امن سے سب لوگ زندگی بسر کرسکیں اس یادگار معاہدے کے چند جملے یہ ہیں:

(ا) یہ تحریر محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے قریش، یثرب اور ان کے بعد ان میں شامل ہونے والے مسلمانوں کے درمیان معاہدہ ہے۔

(۲) یہ سب لوگ ایک امت ہیں۔

(۳) بنوعوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم ہیں۔

(۴) معاہدہ میں شامل لوگوں کے ساتھ جو کوئی جنگ کرے گا تو سب مل کر اس کے خلاف جنگ کریں گے۔

(۵) یہ سب آپس میں دوسرے کی خیر خواہی کریں گے نیکی میں ہاتھ بٹائیں گے، بدی میں نہیں۔

(٦) جنگ کے دنوں میں یہودی و مسلمانوں کے ساتھ مصارف جنگ میں شریک رہیں گے۔

(۷) جو قومیں یہودیوں کی دوست ہیں ان کے ساتھ بھی سلوک وہی ہیوگا جو یہودیوں کے ساتھ ہوگا۔

(۸) کوئی شخص اپنے حلیف کے ساتھ مخالفانہ کارروائی نہیں کرے گا۔

(۹) اس معاہدہ میں شریک لوگوں پر مدینہ میں جنگ کرنا حرام ہوگا۔

(۱۰) امن لیکر آنے والے بھی محفوظ رہیں گے۔

(۱۱) اس معاہدہ کے شرکاء کے درمیان کوئی نئی بات یا کسی معاملے میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوگا۔ پھر اس معاہدہ میں مزید توسیع کی گئی اور قرب وجوار کے قبائل نے بھی اس پر دستخط کر دیئے۔

(سنن ابوداؤد)

اس معاہدہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح پسندی اور نظم وضبط کی صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے۔

قریش کی سازشیں

قریش مسلمانوں کی اس کامیابی پر کب چپ رہنے والے تھے، انہوں نے

مسلمانوں کے خلاف سازشیں شروع کردیں۔

پہلی سازش

قریش نے عبداللہ بن امیہ اوراس کے ساتھیوں کولکھ بھیجا تم نے ہمارے آدمی کو اپنے یہاں ٹھہرالیا ہے اب تم پرلازم ہے کہ یا توتم اس سے لڑو یااس کو وہاں سے نکال دو، ورنہ ہم نے قسم کھالی ہے کہ ہم تم سب کوتہس نہس کروادیں گے، تمہارے جوانوں کوقتل کردیں گے اورتمہاری عورتوں پر قبضہ کرلیں گے۔اس خط پرعبداللہ بن ابی اوراس کے ساتھیوں نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کاارادہ کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ خودان کے پاس تشریف لاگئے اورفرمایا:

قریش نے تمہارے ساتھ چال چلی ہے کیونکہ اگرتم مسلمانوں کے ساتھ لڑوگے تو اپنے ہی بھائی بیٹوں سے لڑوگے۔(جومسلمان ہوچکے ہیں)اوراگرتم کوقریش سے لڑناپڑا تو وہ غیروں کا مقابلہ ہوگا، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات ان کی سمجھ میں آگئی اورانہوں نے لڑنے کاارادہ ترک کردیا۔

دوسری سازش

پھرقریش نے مکہ ہی میں مدینہ کے یہودیوں سے مل کر سازش تیار کرلی اورمسلمانوں کودھمکی دی کہ تم مغرور نہ ہونا کہ مکہ سے بچ کرنکل گئے ہو ہم تم کو مدینہ میں آکرختم کردیں گے اوراس کے ساتھ ہی انہوں نے مسلمانوں سے نفرت رکھنے والے سب لوگوں سے کہاجنگ کرنے کے لیے تیار ہوجائیں چنانچہ یہ تدبیر کارگر ثابت ہوئی۔

قریش کے لشکر کی مدینہ کی طرف پیش قدمی

ایک ہزار نوجوان جن کے پاس سات سو اونٹ اور تین سو گھوڑے سواری کے

لئے تھے۔ اور ہر قسم کے ہتھیار تھے، مدینہ کی جانب روانہ ہوئے، مسلمانوں کے خلاف راستہ بھر اشتعال انگیز باتیں ہوئیں اس لشکر کی اطلاع مسلمانوں کو بھی مل گئی۔ ظاہر ہے کہ مسلمان اگر سستی کرتے اور اس وقت تیاری کرتے جب دشمن ان کے گھر پر دستک دیتا تو یہ سخت جنگی غلطی ہوتی اور قافلہ کے بارے میں یہ سوچنے کا جواز ہی نہ تھا کہ یہ لوگ انعام واکرام دینے آرہے ہیں پھر جب کافروں کے اس لشکر کو معلوم ہو گیا کہ ہمارا تجارتی قافلہ بچ کر مکہ پہنچ بھی گیا ہے اس کے بعد بھی ان کی پیش قدمی مدینہ کی طرف جاری رہی اس لئے مسلمانوں کے اس خیال کو اور بھی تقویت پہنچائی کہ قریش کے ارادے خطرناک ہیں لہٰذا مسلمانوں کا اپنے دفاع کے لئے کارروائی کرنا ضروری امر تھا۔

حضور نبی پاک علیہ السلام کا مہاجر و انصار کو تیار کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو بلا کر مشورہ کیا۔ مہاجرین نے رضا مندی کا اظہار کیا آپ نے پھر اعلان کیا تو انصار سمجھ بیٹھے کہ حضور کا روئے سخن ہماری طرف ہے چنانچہ سعد بن معاذ بولے ہم ہر حالت میں حضور کے ساتھ ہیں ہمارے مال و دولت میں سے جتنا چاہیں لیں۔ اور جو چاہیں دیں جو حکم آپ ہم کو دیں گے ہم اس کی اطاعت کریں گے اگر حضور عمران کے چشمے تک چلیں گے تو ہم ساتھ ہوں گے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو سمندر میں گھس جانے کو کہیں گے تو وہ بھی کریں گے، حضرت مقداد بولے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا تھا:

آپ اور آپ کا رب جا کر لڑے ہم یہاں بیٹھے ہیں، ہم تو حضور کے دائیں بائیں، آگے پیچھے قتال کے لئے حاضر ہیں۔

جہاد کا حکم

اب تک جہاد کا حکم نہ تھا۔ لیکن اب کوئی وجوہات کی بناء پر جہاد کی اجازت مل گئی۔

(۱) مدافعت کرنے والوں کا مظلوم ہونا اور حملہ آوروں کا ظالم ہونا۔

(۲) محض اختلاف عقیدہ کی بناء پر ان کے گھر بار چھوٹنے پر رشتہ داروں اور دوستوں کو خیر باد کہنے پر مجبور کیا گیا۔

(۳) معاہدہ کی پابندی، کیونکہ اگر معاہدہ کی پابندی نہ کی جائے تو مسجد کلیسا اور مندر سب ڈھادئے جائیں گے۔ ان سب وجوہ کی بناء پر لازم ہوا کہ مسلمان تمام حملہ آوروں کو مدینہ سے دور ہی روکیں۔

غزوۂ بدر

رمضان ۲ھ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹی سی جماعت کو ساتھ لیکر مدینہ سے نکلے بے سروسامانی کا عالم تھا کہ تمام لشکر میں دو گھوڑے اور ساٹھ اونٹ تھے کل مہاجر ۶۶ اور انصار ۲۴۰ تھے۔ حضرت نبی پاک علیہ السلام نے میدان جنگ ملاحظہ فرمایا اور اپنی انگلی رکھ کر بتایا کہ فلاں فلاں کافر فلاں فلاں جگہ مارا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ رمضان کی ۱۷ تاریخ کو جنگ ہوئی مکہ والوں کو شکست فاش اور مسلمانوں کو فتح مبین ہوئی۔ کافروں کے ستر سردار مارے گئے اور اتنے ہی قیدی ہوئے ابو جہل کو اسی غزوہ میں عفراء کے دو بیٹوں معاذ اور معوذ جو کمسن تھے قتل کر دیا، جو سردار دارالندوہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش میں تھے، ان میں سے گیارہ مارے گئے، جو بچ رہے وہ اسلام لائے۔ (بخاری کتاب المغازی)

جو قید ہوئے ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا، کیونکہ امید تھی کہ وہ اسلام لائیں گے اور ایسا ہی ہوا جو پڑھے لکھے قیدی تھے ان کا فدیہ یہ مقرر ہوا کہ وہ انصار کے بچوں کو پڑھائیں غزوۂ بدر کا ذکر قرآن پاک سورۂ آل عمران میں تفصیل سے ہے۔

قریش کی تیسری سازش

غزوۂ بدر کے چند روز بعد صفوان بن امیہ جس کا باپ بدر میں مارا گیا تھا اور عمیر

بن وہب جس کا بیٹا مسلمانوں کے پاس قید ہوا، دونوں سنسان مقام پر جمع ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی تیاری کی صفوان بولا اے عمیر! تم ان کو قتل کردو میں تمہارا قرض ادا کردوں گا اور زندگی بھر تمہارے اہل وعیال کے اخراجات برداشت کروں گا عمیر بولا ٹھیک ہے، یہ راز کسی پر نہ کھلنے پائے۔ عمیر اپنی تلوار کو زہر میں بجھا کر چلا مسجد نبوی کے دروازے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ دشمن خدا برے ارادے سے آیا ہے آپ نے فرمایا میرے پاس آنے دو عمیر جب قریب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیسے آئے ہو؟ کہنے لگا اپنے بیٹے کی خیریت لینے آیا ہوں آپ نے فرمایا یہ تلوار کیسی ہے؟ کہنے لگا ان تلواروں نے پہلے ہی ہم کو کیا فائدہ پہنچایا ہے، آپ نے فرمایا سچ کہہ کس ارادے سے آیا ہے جب اس نے سچ نہ بتایا تو آپ نے از خود وہ تمام بات سنا دی جو اس کے اور صفوان کے درمیان ہوئی تھی، عمیر کہنے لگا کہ آپ آسمان کی خبریں ہم کو دیتے تھے تو ہم جھٹلا دیتے تھے مگر میں اس کو کیسے جھٹلا سکتا ہوں وہاں تو ہم دو کے علاوہ تیسرا کوئی تھا ہی نہیں اور وہ اسی وقت مشرف بہ اسلام ہو گیا آپ نے اس کے بیٹے کو آزاد کر دیا عمیر مکہ واپس آئے اور اسلام کی تبلیغ کی جس سے بہت لوگ اسلام لائے۔ (سیوف رسول)

غزوۂ سویق

غزوۂ بدر کے شکست کھانے کے بعد ابوسفیان نے نہانے دھونے کی قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک شکست کا بدلہ نہ لے لوں سب کچھ حرام ہے چنانچہ وہ سواروں کو لیکر مکہ سے نکلا مدینہ سے کچھ فاصلہ پر لشکر کو چھوڑ کر رات کی تاریکی میں مدینے میں داخل ہوا اور سلام بن مشکم یہودی سے ملا، لیکن کچھ معاملہ طے نہ ہو سکا تو مسلمانوں کے باغات کو آگ لگا دی اور ایک مسلمان اور اس کے ایک حلیف کو قتل کرتا ہوا واپس ہو گیا۔ جب مسلمانوں کو پتہ چلا تو وہ قرقرۃ الکدر تک اس کے تعاقب میں گئے۔ اسی لئے اس کا نام

قرقرۃ الکدر ہوا۔ بھاگتے ہوئے ستوؤں کے تھیلے بھی ابوسفیان سے گر گئے ۔ جن کو مسلمانوں نے اٹھالیا اس لئے اس کا نام غزوۂ سویق ہو گیا۔ (تاریخ اسلام)

غزوۂ احد

۳ھ میں پورے ساز و سامان سے قریش پھر مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے روانہ ہوئے ، پانچ ہزار بہادروں کا لشکر جن میں تین ہزار اونٹ دوسو گھوڑے سوار اور سات سوزرہ پوش پیادہ تھے، مسلمانوں نے مدینہ سے نکل کر تقریباً تین کوس کے فاصلے پر احد پہاڑ کے قریب مقابلہ کیا مسلمانوں کے لشکر میں ایک ہزار افراد تھے، مگر راستے میں عبداللہ بن ابی نے دھوکا دیا اور وہ اپنے تین سو ساتھیوں کو لیکر نکل گیا۔ اب پانچ ہزار کے مقابل میں صرف سات سورہ گئے۔ شروع میں مسلمانوں کا پلّہ بھاری رہا، مسلمانوں نے کافروں کے بارہ (۱۲) علمبرداروں کو مار ڈالا، جن میں آٹھ کو اسداللہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے درہ پر تیر اندازوں کو مقرر کر دیا تھا، اور ان کو ہدایت دی تھی کہ خواہ ہم کو شکست ہو یا فتح مگر آپ لوگ اس درہ سے نہ ہٹیں، جب کافروں کو واضح شکست ہوگئی تو یہ جماعت اس خیال سے کہ اب کام تمام ہو چکا ہے درہ سے اتر آئی اس درہ کا خالی ہونا تھا کہ کافروں نے اسی راستے سے مسلمانوں پر پیچھے سے بھرپور حملہ کر دیا جس کو مسلمانوں کا لشکر برداشت نہ کر سکا سخت افراتفری مچ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ۱۲ر صحابی رہ گئے ابوبکر، عمر، علی ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن وقاص، طلحہ بن عبداللہ، زبیر ابن العوام، ابوعبیدہ بن جراح وغیرہ رضی اللہ عنہم ۔ ابن قمیہ کے پتھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی ابن ہشام کے پتھر سے بازو زخمی ہوئے اور عتبہ کے پتھر سے اگلے دندان مبارک شہید ہوئے، خبر اڑ گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ۔اس سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ (شجرۂ رسول)

جنگ میں عورتوں کی خدمات

جب یہ خبر مدینہ پہنچی تو عورتیں دوڑ کر آئیں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم دھوئے پیشانی کا خون تھمتا نہ تھا اس میں چٹائی جلا کر لگائی علی مرتضیٰ پانی ڈھال میں بھر کر لائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم مشکیزے بھر کر لائیں اور زخمیوں کو پانی پلایا۔ (ابن ہشام ص: ۱۲۳، ج ۲)

میدان جنگ میں ستر صحابہ شہید ہوئے مبلغ اسلام مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ حضور علیہ السلام کے چچا حضرت سید الشہداء امیر حمزہ بھی شہید ہوئے۔

قریش کا پانچواں حملہ

۴ھ میں قریش نے غضل اور قارہ کے سات شخصوں کو مدینہ بھیجا کہ ہمارے ساتھ کچھ مبلغ کر دیئے جائیں تاکہ وہ ہمیں تبلیغ اسلام کریں (حالانکہ یہ دھوکا تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں دس (۱۰) صحابہ کو ان کے ساتھ کر دیا راستہ میں دوسو کافروں نے ان کو گھیر لیا تاکہ زندہ گرفتار کر لیں مگر آٹھ تو مقابلہ کر کے شہید ہو گئے تین کو گرفتار کر لیا۔ بعد میں ان کو نہایت ظالمانہ طریقوں سے شہید کر دیا ان میں سے ایک کا مختصر حال یہ ہے۔

حضرت خبیب کی محبت رسول

جب انہیں شہید کرنے سولی کے پاس لے جایا گیا تو ایک شخص نے کہا:

اے خبیب اگر تم کو چھوڑ دیا جائے اور بجائے تمہارے صاحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا جائے تو کیا تم خوش ہو گے؟

اس عاشق رسول نے جواب دیا۔ خدا گواہ ہے میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جانے کے بدلہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے۔

قریش کا چھٹا حملہ

اسی طرح ابو براء عامر نے بھی زبردست دھوکہ دیا۔ اس نے کہا کچھ معلم نجد میں تبلیغ کے لئے بھیج دیجئے۔ حضور علیہ السلام نے منذر بن عمر انصاری کو ستر صحابہ کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ یہ سب حافظ و قاری اور دین کا علم رکھنے والے تھے، جب یہ بیئر معونہ پر پہنچے تو کافروں نے دھوکے سے ان سب کو شہید کر دیا۔ صرف کعب بن زید بچ رہے جو چھپ گئے تھے۔ انہوں نے اس واقعہ کی اطلاع دی۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی)

یہودیوں سے مقابلہ

بنو قینقاع کا شہر بدر کرنا

یہودی بھی اسلام کے بت پرستوں سے کچھ کم دشمن نہ تھے، اگرچہ وہ مسلمانوں کے ساتھ معادہ کر چکے تھے مگر ڈیڑھ سال بعد ہی سے عہد شکنی شروع کر دی، ایک مسلمان عورت بنی قینقاع کے محلّہ میں دودھ بیچنے گئی اس کو یہودیوں نے شرارت سے برسر بازار ننگا کر دیا، ایک مسلمان کو غصہ آ گیا، اس نے ایک یہودی کو قتل کر دیا۔ اس پر یہودیوں نے اس مسلمان کو قتل کر ڈالا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اس معاملہ پر گفتگو کے لئے بلایا تو انہوں نے معاہدہ کا کاغذ واپس کر دیا۔ اور جنگ پر آمادہ ہو گئے، اس لئے ان کو یہ سزا دی گئی کہ تمام یہودی مدینہ چھوڑ دیں اور خیبر میں جا کر آباد ہو جائیں۔

(تاریخ اسلام)

بنو نضیر کا شہر بدر کرنا

اب قریش نے بنو نضیر کو لکھا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرو ورنہ ہم تمہارا برا حشر کریں گے، بنو نضیر نے عہد شکنی کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دھوکہ کا ارادہ کر لیا۔ ۴ھ کا ذکر ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نضیر کے محلّہ میں تشریف لے

گئے انہوں نے آپ کو دیوار کے نیچے بیٹھا دیا تا کہ ابن حجاش اوپر جا کر ایک بھاری پتھر آپ پر گرا دے اور آپ کو شہید کر دے، آپ کو وحی الٰہی سے معلوم ہو گیا۔ اور آپ بچ گئے، اس کی سزا بنو نضیر کو یہ دی گئی کہ مدینہ چھوڑ کر خیبر میں جا کر رہیں، چنانچہ وہ بھی خیبر چلے گئے۔

(ایضاً)

غزوۂ خندق

اب خیبر کے یہودی بت پرستوں اور اسلام دشمنوں کے ہمراہ دس ہزار کا لشکر لیکر ۵ھ میں مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ قرآن میں اس جنگ کا نام ''احزاب'' ہے مسلمانوں نے جب اتنا بڑا لشکر دیکھا تو مدینہ کے گرد چالیس چالیس گز کی خندق کھودلیں دس آدمی مل کر ایک خندق کھودتے۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس کام میں شریک تھے دس ہزار کے لشکر نے بیس دن تک مدینہ کا محاصرہ کیا مگر عام جنگ نہ ہوئی۔ البتہ اکا دکا مقابلہ ہوا۔ عمرو ابن عبدوُد جو اپنے آپ کو ایک ہزار جوانوں کے برابر سمجھتا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔

بنو قریظہ کا قتل

بنو قریظہ نے بدر کے موقع پر کافروں کی مدد کی تھی مگر آپ نے از راہ کرم اس غداری کو معاف کر دیا۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے غداری کی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو معاملہ کی صفائی کیلئے بلایا تو وہ آنے کے بجائے قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے ۲۵ ردن تک ان کا محاصرہ کیا پھر انہوں نے خود ہی کہا کہ ہم سعد کے فیصلہ پر راضی ہیں، حضرت سعد نے فیصلہ دیا۔

(۱) بنو قریظہ کے جنگو قتل کئے جائیں چنانچہ چھ سو اشخاص قتل کئے گئے جن میں حی بن اخطب بھی تھا۔

(۲) عورتیں اور بچے غلام بنائے جائیں۔ مال غنیمت کے طور پر تقسیم کئے جائیں حقیقت

یہ ہے کہ یہودی بجائے سعد کے اگر حضور نبی پاک علیہ السلام کا فیصلہ مان لیتے توان کوزیادہ سے زیادہ یہ سزا ملتی کہ مدینہ چھوڑ کر خیبر میں جا کر آباد ہو جائیں۔

عیسائیوں سے مقابلہ

عیسائیوں کا برتاؤ عام طور پر مسلمانوں کے ساتھ اچھا رہا۔اس لئے صرف ایک عیسائی سردار کے ساتھ جنگ ہوئی۔

جنگ موتہ

۸ھ میں جمادی الاولیٰ میں شام کے ایک قصبہ موتہ میں شرجیل (عیسائی) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر حارث بن عمیر کو قتل کر دیا۔ (طبری)

سفیر کو قتل کرنا بدترین جرم ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً تین ہزار کا لشکر حاکم غسان سے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ دشمنوں کی تعداد ایک لاکھ تھی، مسلمانوں کے کمانڈر زید بن حارثہ تھے۔ وہ اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ کی قیادت سنبھالی اور اپنے سے چالیس گنا زائد فوج کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔اس جنگ میں نو تلواریں حضرت خالد کے ہاتھ سے چلاتے چلاتے ٹوٹیں۔ (صحیح بخاری)

حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ بیٹھے ہوئے زید، جعفر طیار، اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کی اطلاع دے دی اسی جنگ کے بعد حضرت خالد کو سیف اللہ کا لقب ملا تھا۔

سفر تبوک

شام سے ایک قافلہ نے آ کر اطلاع دی کہ روم کے بادشاہ قیصر کی فوجیں مدینہ پر حملہ کرنے والی ہیں حضور علیہ السلام نے مناسب سمجھا کہ اس لشکر کا مقابلہ مدینہ سے

باہر ہی کر لینا چاہئے یہ مقابلہ ایک ایسے لشکر سے تھا جو نصف دنیا پر حکمراں تھا۔ اور ایران کی سلطنت کو مغلوب کر چکا تھا۔ حضور علیہ السلام تیس ہزار کا لشکر لیکر روانہ ہوئے سواریوں کی قلت کا یہ عالم تھا کہ اٹھارہ جوانوں کیلئے ایک اونٹ تھا۔ کئی جگہ درختوں کے پتے کھا کر گذارا کرنا پڑا اس بے مثال تنگی اور تکلیف کو برداشت کرتے ہوئے اسلام کے یہ پاسبان تبوک کے مقام پر پہنچ گئے یہاں آپ نے ایک ماہ قیام کیا، جب عیسائیوں نے مسلمانوں کی اس بہادری کو دیکھا تو طے کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسلمانوں سے جنگ کرنا درست نہیں ان کے بعد دیکھا جائے گا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ بخیریت واپس آ گئے۔

فتح مکہ

۸ھ میں مسلمانوں نے مکہ پر فوج کشی کی اس وجہ یہ ہوئی کہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں نے جو معاہدہ مشرکوں سے کیا تھا اس میں یہ دفعہ بھی تھی۔ دس سال تک جنگ نہ ہوگی، نیز یہ کہ جو قبائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ملنا چاہیں وہ آ کر مل جائیں اور جو قریش سے ملنا چاہیں وہ ان سے مل جائیں۔ چنانچہ بنو خزاعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بنو بکر قریش سے مل گئے۔

معاہدہ کو ابھی دس برس نہ ہو پائے تھے کہ بنو بکر نے قریش کی مدد سے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور ان کو ظالمانہ طریقہ سے مارا کہ خانۂ کعبہ میں بھی نہ چھوڑا وہ کہتے تھے اپنے خدا کے واسطے ہمیں چھوڑ دو تو مشرک جواب میں کہتے آج کوئی خدا نہیں ہے۔

(بخاری شریف)

ان میں سے ۴۰ر آدمی جان بچا کر مدینہ آ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کی داستان سنائی اور مدد کی درخواست کی آپ کو معاہدہ کی رو سے ان کی مدد کرنا لازم تھا چنانچہ آپ دس ہزار کا لشکر لیکر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مکہ پہنچ کر لشکر مکہ کے باہر خیمہ زن ہوا

آپ نے لشکر کو جو ہدایات دیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام امن کا پیامبر ہے۔ حتی کہ حالت جنگ میں بھی امن ملحوظ ہوتا ہے آپ نے فرمایا:

فوج کو ہدایت

(۱) جو ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۲) جو خانۂ کعبہ میں پناہ لے۔ اس کو قتل نہ کیا جائے۔

(۳) جو حکیم بن حزام کے گھر پناہ لے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۴) بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔

(۵) زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔

(۶) قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔

پھر آپ کی فوج شہر میں داخل ہوگئی۔ صرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستہ کے کافروں نے کچھ مقابلہ کیا پھر بھاگ گئے۔ باقی تمام فوج بلا مزاحمت مکہ میں داخل ہوگئی دو مسلمان شہید ہوگئے اور ۲۸ر کافر قتل ہوئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آبائی شہر سے جس بے سروسامانی کے عالم میں ہجرت پر مجبور کیا گیا تھا اسی شہر میں آپ بحیثیت فاتح ۲۰ر رمضان المبارک کو داخل ہوئے مگر اس شان سے کہ اپنی اونٹی پر سر جھکائے بیٹھے تھے، اور سورہ فتح کی آیات تلاوت فرمارہے تھے جب خانہ کعبہ میں پہنچے تو وہاں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے آپ اپنی کمان کی لکڑی سے ایک ایک بت توڑتے جاتے اور آیت کریمہ تلاوت فرماتے جاتے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا. (بنی اسرائیل)

ترجمہ: حق آگیا اور باطل رخصت ہوگیا بے شک باطل تو ہے ہی زائل ہونے والی چیز۔

پھر نماز شکرانہ ادا کر کے باہر تشریف لائے تو وہاں سرداران مکہ جمع تھے جو بہت سے مظلوم مسلمانوں کے قاتل تھے، سیکڑوں کو بے گھر کرنے کے مجرم تھے۔ شام، نجد

اور یمن تک مسلمانوں کا پیچھا کرنے والے تھے اور تو اور نبی کے چچا کو شہید کرنے والے تھے اب سب منتظر تھے کہ انہیں کس انداز سے سزائیں دی جائیں گی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تقریر فرمائی:

فتح مکہ کے دن حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریر

اے قریش کی جماعت! خدا نے تمہاری جاہلانہ نخوت اور آباء واجداد پر غرور ختم کر دیا ہے، سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اے لوگو! بے شک ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور تمہیں خاندان اور قبیلوں میں صرف اس لئے تقسیم کیا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بیشک تم میں سب سے زیادہ باعزت خدا کے نزدیک تم میں کا سب سے زیادہ متقی ہے، جاؤ تم سب آزاد ہو آج تم میں سے کسی سے کچھ گرفت نہ ہوگی۔ (تاریخ طبری وغیرہ)

اسلام لانے والوں سے بیعت

آپ نے مسلمان مردوں اور عورتوں سے مندرجہ ذیل امور پر بیعت لی:

(۱) میں خدا کے ساتھ کسی کو بھی اس کی ذات میں، صفات میں اور عبادت واستعانت کے استحقاق میں شریک نہ کروں گا۔

(۲) میں چوری، زنا اور خون ناحق نہ کروں گا۔ لڑکیوں کو جان سے نہیں ماروں گا کسی پر بہتان نہ لگاؤں گا۔

(۳) میں تمام باتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اپنی قوت کے مطابق کروں گا وغیرہ وغیرہ۔

آپ نے چار مردوں اور دو عورتوں کا خون حلال کیا

یہ چار مرد جہاں بھی ملیں قتل کر دیئے جائیں۔

(۱) ابن خطل (۲) عکرمہ ابن ابی جہل (۳) حبار بن اسود (۴) عبداللہ بن سرح۔

آخری تین کو معاف کر دیا گیا۔ صرف پہلا شخص قتل کیا گیا اور عورتوں میں سے ایک کو بطور قصاص قتل کر دیا گیا اور دوسری ہندہ ابوسفیان کی بیوی کو معاف کر دیا گیا۔ (طبری)

اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

ان لوگوں کے علاوہ اپنے چچا کے قاتل وحشی کو بھی معاف کر دیا۔ پھر مفتوح قوم کے ساز وسامان یا مکانوں پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ بعض مسلمانوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہجرت کے وقت جو کچھ ہم چھوڑ کر گئے تھے کم از کم وہی واپس دلا دیا جائے آپ نے فرمایا جن چیزوں کو تم راہ خدا میں چھوڑ چکے ہو ان کی واپسی کا مطالبہ کیوں کرتے ہو۔

فتح مکہ کے نتائج

یہ معمولی بات نہ تھی کہ جس شہر سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو بے سروسامانی کے ساتھ نکلنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ اسی شہر میں بحیثیت فاتح آپ داخل ہو گئے۔ یہ آپ کی صداقت کا واضح نشان تھا لہٰذا لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے کچھ لوگ قریش سے معاہدوں کی بناء پر اسلام سے رکے ہوئے تھے۔ اب یہ عذر ختم ہو گیا تھا۔ پھر مسلمان مبلغین کو تبلیغ اسلام میں آسانیاں ملنے لگیں۔

جنگ حنین

مکہ فتح ہو جانے سے ہوازن اور ثقیف کے قبیلوں نے جن کی حد مکہ سے ملتی تھی سوچا کہ اگر مسلمانوں کو شکست دیدیں تو وہ تمام جاگیریں اور باغات جو طائف میں ہیں ہمارے ہو جائیں گے اور مسلمانوں سے بت شکنی کا انتقام لیں گے، انہوں نے کچھ دوسرے قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور چار ہزار کا لشکر لیکر حنین کی وادی میں اترے وہ اپنی عورتوں بچوں اور ساز وسامان کو بھی ساتھ لے آئے تھے تا کہ کوئی میدان چھوڑ کر بھاگنے نہ پائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنا لشکر لیکر آگے بڑھے اس فوج میں نو مسلم اور

بت پرست معاہدہ کرنے والے بھی تھے۔اس طرح بارہ ہزار کالشکر ہوا بعض مسلمانوں کو اپنی طاقت پر غرور ہو گیا دشمن نے ایک تاریک درہ میں ماہر تیرانداز بیٹھا دیئے جب لشکر اسلام کا اگلا حصہ اس کے پاس سے گذرا تو ان لوگوں نے زبردست تیراندازی کی لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے صرف سو صحابی میدان میں رہ گئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی میدان نہ چھوڑا اور بہادری سے ڈٹے رہے آپ فرماتے ہیں:

اَنَاالنَّبِیُّ لاکَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پکارنا شروع کیا مسلمان غول کے غول واپس آئے اور فوج کی ترتیب دوبارہ کی گئی۔اب دشمن بھاگ کھڑا ہوا ان کا سردار مالک ابن عوف جنگی مردوں کو لیکر طائف قلعہ میں جا ٹھہرا مال، عورتیں اور بچوں والا گروہ اوطاس کی گھاٹیوں میں چھپ گیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے قلعہ کا محاصرہ کا حکم دیا اوطاس کی طرف ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا انہوں نے وہاں پہنچ کر دشمنوں کے مال و دولت اور اہل وعیال پر قبضہ کرلیا۔اس موقع پر ۲۴ ہزار دینار ۴۰ ہزار بکریاں، چھ ہزار عورتیں اور بچے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ (تاریخ اسلام)

شان سخاوت

ابھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ ہی میں تھے کہ قبیلہ ہوازن کے سردار آئے، قیدیوں اور مال کی واپسی کی درخواست پیش کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبدالمطلب کے قیدیوں کو بلا معاوضہ آزاد کردیا۔البتہ بنوسلیم اور فزارہ کے قیدی آزاد کرنے سے انکار کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہر قیدی کی طرف سے چھ اونٹ فدیہ ادا کر کے انہیں اس طرح آزاد کیا کہ آپ نے پاس سے لباس بھی عطا کیا کیا کوئی ایسی مثال دنیا میں مل سکتی ہے؟ انہی قیدیوں میں حلیمہ سعدیہ کی بیٹی شیماء بھی تھیں۔حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں پہنچانا تو ان کی تعظیم کے لئے اپنی نشست چھوڑ دی اور چادر بچھادی پھر انعام واکرام کے ساتھ ان کو ان کی قوم میں واپس کیا۔ (تاریخ اسلام)

مختلف ممالک کے فرمانرواؤں کو دعوتِ اسلام

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ قیامت تک کے لئے تمام دنیا کے رسول ہیں چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے: قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ آپ فرمادیجئے اے لوگو! بلاشبہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا: کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں میرا پیغام ان لوگوں تک پہنچادیں جو موجود نہیں، اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے مختلف ممالک کے حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دی۔ ۷ھ کے ماہ محرم میں آپ نے دعوت نامے جاری کئے جن لوگوں کو دعوت نامے جاری کئے گئے تھے ان کے نام یہ ہیں:

(۱) اصحم بادشاہ حبش جس کا لقب نجاشی تھا۔ ان کے پاس عمرو بن امیہ ضمری گئے۔ اس خط کے نتیجے میں نجاشی مسلمان ہوگیا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے ادب سے جواب بھیجا۔

(۲) منذر بن ساری شاہ بحرین تھا شہنشاہ فارس کا خراج گذار تھا۔ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے تھے۔ یہ بھی مسلمان ہوگیا اور اس کی اکثر رعایا بھی اسلام لے آئی۔

(۳) جیفر اور عبد کے نام عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ خط لیکر گئے یہ دونوں جلندی بادشاہ عمان کے بیٹے تھے یہ دونوں اور ان کی رعایا کا اکثر حصہ مسلمان ہوگیا۔ (تاریخ اسلام)

(۴) منذر بن حارث بن ابی شمر دمشق کا حاکم تھا اور شام کا گورنر تھا اس کے پاس شجاع بن وہب الاسدی گئے، یہ پہلے تو خط پڑھ کر بہت بگڑا مگر بعد میں سفیر کو اعزاز کے ساتھ واپس کر دیا اور اسلام نہ لایا۔

(۵) ہوذہ بن علی، یمامہ کا حاکم تھا اور عیسائی تھا۔ اس کے پاس سلیط بن عمرو آئے اس نے جواب دیا کہ اگر اسلام لانے پر میری آدھی حکومت تسلیم کر لی جائے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا پھر مسلمان نہ ہوا اور چند دن بعد مر گیا۔

(۶) جریج اس کا نام مقوقس تھا شاہ اسکندریہ اور مصر تھا یہ عیسائی تھا اس کے پاس حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ گئے۔ یہ اسلام نہ لایا مگر سفیر کے خط کو ہاتھی دانت کی ڈبیہ میں بند کر کے خزانہ میں رکھوا دیا۔

(۷) ہرقل قسطنطنیہ کا بادشاہ۔ دحیہ بن کلبی رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے تھے یہ مسلمان تو نہ ہوا مگر اس نے سفیر کو بڑے اعزاز سے واپس بھیجا اور یہ کہا:
"کاش میں ان کی خدمت میں پہنچ سکتا اور نبی کے پاؤں دھویا کرتا"۔ لیکن انجام کار مسلمان نہیں ہوا۔

(۸) خسرو پرویز جس کا لقب کسریٰ آدھی مشرقی دنیا کا مالک تھا زردشتی مذہب کا پیرو تھا۔ اس کے پاس عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے۔ اس نے غصہ میں آ کر آپ کا خط پھاڑ ڈالا اور ایک لشکر حضور علیہ السلام کے قتل کے لئے روانہ کیا ان میں ایک افسر مدینہ پہونچا اور آپ سے ملاقات کا ارادہ ظاہر کیا آپ نے کہلوا دیا کہ کل آئے جب کل آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ تمہارے بادشاہ کو خدا نے ہلاک کر دیا تحقیق سے معلوم ہوا کہ واقعی اسی دن بادشاہ کے بیٹے "شیرویہ" نے باپ کو قتل کر دیا تھا۔ اور خود بادشاہ بن گیا۔ (تاریخ اسلام)

چند بااقتدار لوگوں کا اسلام لانا

(۱) ثمامہ نجد کا حکمران ۶ھ میں مسلمان ہوا۔

(۲) غسان کا بادشاہ ۷ھ میں اسلام لایا۔

(۳) فردہ بن عمرو خزاعی شام کا گورنر۔

(۴) اکیدر، دومۃ الجندل کا حکمران ۹ھ میں مسلمان ہوا۔

(۵) ذی الکلاع حمیری۔ یمن وطائف کے بعض اضلاع کا کاحاکم مسلمان ہوکر زاہدانہ زندگی بسر کی۔ (تاریخ اسلام)

وفات شریف

وفات سے چھ ماہ قبل آپ پر سورۂ اذا جاء نازل ہوئی۔ جس سے آپ سمجھ گئے کہ روانگی کا وقت قریب ہے۔ (طبرانی)

حجۃ الوداع کے آخری خطبہ میں بھی آپ نے فرمایا تھا کہ میں عنقریب دنیا چھوڑنے والا ہوں۔ (بخاری)

میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میرے اہل بیت ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہنا گمراہ نہیں ہوگے۔

۲۹ رصفر پیر کے دن آپ ایک جنازہ سے شرکت کے بعد آرہے تھے کہ سر میں درد ہوگیا۔ اور بخار آگیا، بیماری میں گیارہ روز تک مسجد میں خود آکر نماز پڑھاتے رہے۔

بیماری کے کل ایام ۱۳ ریا ۱۴ رتھے آخری ایام میں آپ نے مندرجہ ذیل وصیت کی۔

منبر پر خطبہ میں فرمایا میں تم کو انصار کے حق میں وصیت کرتا ہوں یہ لوگ میرے جسم کا لباس اور میرا زادراہ ہیں انہوں نے اپنے واجبات کو پورا کردیا ہے۔ اور اب ان کے حقوق باقی رہ گئے ہیں ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کی قدر کرنا اور لغزش کرنے والوں سے درگذر کرنا۔ (زرقانی)

جمعرات کے دن نماز عشاء کے وقت آپ نے تین مرتبہ مسجد میں جانے کا ارادہ فرمایا مگر غشی کی کیفیت طاری ہوتی رہی، آخر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم ہوا اس حکم کے تحت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں سترہ نمازوں کی امامت فرمائی۔ وفات سے ایک دن پہلے چالیس غلاموں کو آزاد فرمادیا۔ گھر میں نقد سات دینار موجود تھے وہ غرباء میں تقسیم

کرادیئے۔ اس دن رات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چراغ کا تیل پڑوسن سے عاریت کے طور پر منگوایا تھا۔ ہتھیار مسلمانوں میں تقسیم فرمادیئے، آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس ۳۰؍صاع جو میں رہن تھی۔ وقت نزع حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیچھے سے آپ کو سہارا دیکر بیٹھایا پانی کا پیالہ حضور علیہ السلام کے سرہانے تھا آپ پیالہ میں ہاتھ ڈال کر اس کو منھ سے مل لیتے، چہرہ مبارک کبھی سرخ اور کبھی زرد ہوتا زبان سے فرماتے تھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٌ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بیشک موت کے سکرات ہیں۔

آخری وقت مسواک کی اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى

اے اللہ بلند رفیق! یہ کہتے ہی ہاتھ لٹک گیا، اور روح رفیق اعلیٰ کے پاس پہنچ گئی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

آپ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا، نماز جنازہ کی یہ شکل ہوئی کہ جہاں آپ کا انتقال ہوا وہیں آپ رہے پہلے رشتہ داروں نے نماز پڑھی پھر مہاجرین نے پھر انصار نے، پہلے مرد پھر عورتیں، پھر بچے اس نماز میں کوئی امام نہ تھا۔ چونکہ حجرہ تنگ تھا اس لئے دس اشخاص نماز پڑھ کر واپس آتے وفات سے تقریباً ۳۲۰؍گھنٹوں بعد بدھ کی شب کو تدفین عمل میں آئی۔

●●●

اخلاق

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم

بردباری، قوت برداشت، قدرت پاکر درگذر اور مشکلات پر صبر ایسے اوصاف تھے۔ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تربیت کی تھی۔ آپ نے کبھی اپنے نفس کے لئے انتقام نہ لیا سب سے جلد راضی ہو جاتے تھے۔

جود و کرم کا وصف ایسا تھا کہ اس کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا سب سے زیادہ سخی اور فیاض، شجاعت و بہادری اور دلیری میں بھی آپ کا مقام سب سے بلند اور معروف ہے۔

زینت نجم و قمر ہے رخ زیبا تیرا
بانٹتا پھرتا ہے خورشید اجالا تیرا
مدح خواں ہیں تیرے توریت و زبور و انجیل
اور قرآن ہے بھرپور قصیدہ تیرا

علامہ ادیب علیہ الرحمہ

●●●

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی فضیلت

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا۔

اس آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی عظمت وطہارت اوران کے بلند ترین درجات ومراتب کا روشن بیان ہے۔

حضرت امام ابن جریری طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اے آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے بری باتوں اور فحش چیزوں کو دور رکھے۔ اور تمہیں گناہوں کے میل کچیل سے صاف رکھے۔ (برکات آل رسول)

اور حضرت سعید بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ سے سے اہل بیت مراد ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر برائی سے پاک رکھا اور اپنی مخصوص رحمت سے نوازا۔ (ایضاً)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس میں تشریف لائے، حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ زہرا کو قریب کیا اور اپنے سامنے بیٹھایا اور حسنین کریمین کو ایک ایک ران پر بٹھایا۔ پھران پر اپنی چادر مبارک لپیٹی اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یوں فرمایا اَللّٰہُمَّ ہٰۤؤُلَآءِ اَہۡلُ بَیۡتِیۡ فَاَذۡہِبۡ عَنۡہُمُ الرِّجۡسَ وَطَہِّرۡہُمۡ تَطۡہِیۡرًا۔ یعنی یاالٰہی!

یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ہرناپا کی دور فرما۔ اور انہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ سے چادر اٹھائی تاکہ وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہو جائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ سے چادر کھینچ لی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوں حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّکَ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ عَلٰی خَیْرٍ۔ یعنی تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے ہو بھلائی پر ہو۔ (ایضاً)

جو حضرات اہل البیت سے پنجتن پاک مراد لیتے ہیں وہ اپنے دعویٰ کی دلیل میں یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ حسن اور صحیح طریقوں سے مروی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد جب فجر کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے مکان کے پاس سے گذرتے ہوئے فرماتے الصلاۃ اھل البیت.

پھر آیت کریمہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہ آخر تک تلاوت فرماتے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد چالیس روز تک صبح کے وقت حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے دروازے پر تشریف لائے۔ اور فرمایا!

السلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ الصلاۃ رحکم اللّٰہ.

یعنی اے اہل بیت تم پر خدا تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکت ہو نماز پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ پھر آیت کریمہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ الخ تلاوت فرمائی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ سات مہینے تک جاری رہا اور ایک روایت میں ہے آٹھ مہینے تک اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تصریح ہو گئی کہ آیت مبارکہ میں اہل بیت سے مراد پنجتن پاک ہیں۔ (برکات آل رسول)

بہر حال اہل بیت سے امہات المؤمنین مراد لینے والے اور پنجتن مراد لینے والے دونوں گروہ کے پاس دلائل ہیں۔ ہمارے بزرگان اہل سنت اصحاب سلسلہ عالیہ مداریہ قدسیہ، جمہور علمائے امت نے فرمایا کہ آیت مبارکہ میں اہل البیت سے امہات المؤمنین اور پنجتن پاک دونوں مراد ہیں۔

اہل بیت کی تعریف اور ان کی شان وعظمت اور ان کی تعریف وستائش میں سرکار

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث وارد ہیں۔ مسلم شریف میں ہے، اللہ کے رسول کے پیارے صحابی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان (مقام جحفہ میں) غدیر خم کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تو پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر آپ نے ہم لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔

اَلاَ اَیُّھَا النَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُوْشِکُ اَنْ یَّاتِیَ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبُہٗ وَاَنَا تَارِکٌ فِیْکُمْ ثَقْلَیْنِ اَوَّلُھُمَا کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْھُدیٰ وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاسْتَمْسِکُوْا بِہٖ فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَرَغِبَ فِیْہِ، ثُمَّ قَالَ وَاَھْلَ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ الخ.

(الشرف المؤید)

اے لوگو! میں انسان ہوں قریب ہے کہ میرا رب کا بھیجا ہوا فرشتہ میرے پاس آئے تو میں اللہ تعالیٰ کا حکم قبول کروں تو میں تم میں دو نفیس اور گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ان میں سے پہلی چیز اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔ راوی حدیث حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے قرآن پاک کے بارے میں لوگوں کو ابھارا اور رغبت دلائی۔ پھر اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا اور دوسری گرانقدر چیز میرے اہل بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں اور اس سے ڈراتا ہوں اور اس جملہ کو حضور علیہ السلام نے دو مرتبہ فرمایا۔

مطلب یہ کہ میں تاکید کے ساتھ تم لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ان کے حق کی ادائیگی میں ہرگز کوتاہی نہ کرو۔

اور ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ اونٹنی پر سوار تھے۔ اور خطبہ دے رہے تھے میں سنا آپ یہ فرما رہے تھے:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَكْتُ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلَ بَيْتِیْ.	یعنی اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ چیز ایک تو اللہ کی کتاب ہے اور دوسرے میری اولاد وذریت میرے اہل بیت۔

اور طبرانی شریف میں ہے کہ رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَّفْسِهٖ وَتَكُوْنُ عِتْرَتِیْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ عِتْرَتِهٖ وَاَهْلِیْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَذَاتِیْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ ذَاتِهٖ.

یعنی کوئی بندہ مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک مجھے اپنی جان سے میری اولاد کو اپنی اولاد سے میرے اہل کو اپنے اہل سے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔

(الشرف المؤید ص: ۹۵)

اور امام احمد روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھوں کو پکڑ کر فرمایا مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَيْنِ وَاُمَّهُمَا وَاَبَاهُمَا كَانَ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یعنی جس نے مجھ سے محبت رکھی۔ اور ان دونوں سے اور ان کے والدین سے محبت رکھی تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔ (الشرف المؤید)

یعنی پنجتن پاک سے محبت کرنے والا بصورت خدمتگار حضور علیہ السلام کے درجہ میں دکھائی دے گا۔ جیسے بادشاہ، حاکم وغیرہم خادم یہ مطلب نہیں کہ اس کا مقام وہی ہوگا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن چار قسم کے لوگوں کی

شفاعت (اولاً) کرونگا۔

(۱) میری اولاد کی عزت کرنے والا۔

(۲) ان کی ضرورتوں کو پوری کرنے والا۔

(۳) وہ شخص جوان کے امور کے لئے کوشش کرے جب ان کو اس کی ضرورت پیش آئے۔

(۴) دل اور زبان سے ان کی محبت کی تصدیق کرنے واقرار کرنے والا۔

آل رسول کا مقام اور ان کا مرتبہ بہت بلند ہے ان سے محبت ایمان کی نشانی ہے اور ان سے عداوت بے ایمانی ہے۔

جاننا چاہئے کہ سلسلہ اہل بیت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھنا، جہنمی ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ کی لعنت ہے ان پر دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ (القرآن)

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا۔ جس نے انہیں ایذا دی اس نے ہمیں ایذا دی۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فاطمہ کے ناراض ہونے سے خدا ناراض ہو جاتا ہے اور اس کے راضی ہونے سے خدا راضی ہو جاتا ہے۔

حضرات! حضرت امام حسن کو زہر دینے والے اور حضرت امام حسین کو تیغ ستم سے میدان کربلا میں شہید کرنے والے سے سیدہ فاطمہ ناراض ہوں گی یا خوش ہوں گی اپنی بیٹیوں اور شہزادوں کے ہاتھوں میں زنجیریں دیکھ کر آپ کو ایذا ہوئی ہوگی یا نہیں اگر واقعی اذیت ہوئی اور تکلیف پہنچی تو ظاہر ہے کہ فاطمہ کو ایذا دینا حبیب خدا کو ایذا دینا ہے اور خدا کو ناراض کرنا ہے اور جس نے خدا اور رسول کو ایذا دی اس پر اللہ رب العزت کی لعنت ہے۔ یزید اور ابن زیاد اور ان ملعونوں کے ماننے والوں جنہوں نے آل رسول ائمہ اہل بیت اطہار

کو ستایا اور زہر دیکر شہید کیا وہ سب کے سب از روئے قرآن و احادیث مستحق لعنت ہیں، آل رسول سے دشمنی اور حسد کرنے والے اور سلسلۂ ائمہ اہل بیت یعنی سلسلۂ عالیہ حسینیہ جعفریہ مداریہ کی توہین کرنے والے عنقریب بڑے مواخذہ میں مبتلا ہوں گے۔

(ذریعۂ نجات)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے وہ لوگ جو آل رسول کے خلاف اپنی زبان کھولتے ہیں اور ان کے خلاف لکھتے اور بولتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کر کے ان کے ایمان کو تباہ کرتے ہیں، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آلِ پاک سے لوگوں کو جدا کرتے ہیں ان یزید کے ہمنواؤں کو شرم آنا چاہئے۔ سلسلۂ آل رسول وہ عظیم الشان سلسلہ ہے جو تا قیامت باقی رہے گا منکرین ومنافقین لاکھ کوشش کرتے رہیں اور سلسلۂ آل رسول سلسلہ عالیہ مداریہ کو سوخت و منقطع بتاتے رہیں مگر وہ اپنی اس کاوش میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے کیونکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی خبر دیدی ہے کہ:

قیامت کے دن تمام لوگوں کا سلسلۂ نسب وحسب منقطع ہو جائے گا مگر میرا سلسلۂ نسب وحسب منقطع نہیں ہوگا۔(کل سبب ونسب ینقطع یوم القیامۃ الاسببی ونسبی)

(الشرف المؤید)

مطلب یہ کہ نہ آپ کا سلسلۂ نسب منقطع ہوگا اور نہ ہی آپ کا ذریعہ فیض منقطع ہوگا اور ہر وہ سلسلہ جس کا تعلق آپ سے ہے کبھی منقطع نہیں ہوگا۔تو سلسلۂ عالیہ حسینیہ جعفریہ مداریہ جس کا تعلق نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام سے ہے اور سرکار سیدنا حضور مدار العالمین رضی اللہ عنہ، آل رسول ہیں تو کیسے یہ سلسلہ مبارکہ منقطع اور سوخت ہوسکتا ہے۔

آل رسول کو ستانے والا اور ان کے سلسلہ پاک کی توہین کرنے والا یزید کا ساتھی ہے۔

(ذریعۂ نجات)

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میرے گھر والوں سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا اور جو اللہ سے بغض رکھے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بغض آل رسول میں مراوہ کافر مرا۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بغض آل رسول میں مراوہ جہالت کی موت مرا۔ قیامت کے دن وہ اس حال میں اٹھے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا ''اللہ کی رحمت سے ناامید'' اور وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

اور فرمایا جو میری اولاد کا حق نہ پہچانے وہ تین باتوں میں سے ایک سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی، یا حیضی بچہ۔

قرآن واحادیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ سلسلہ پاک آل رسول کی توہین کرنے والا ان کے حق کو نہ پہچاننے والا اور بزرگان سادات کی توہین کرنے والا یقیناً جہنمی ہے۔

اندھا ہو وہ بھی دیکھ لے اہل نظر کا ذکر کیا
روشن ہے مثل آفتاب سلسلہ مداریہ

● ● ●

شانِ اولیاء

اولیاء راہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند زراہ
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء
گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(مولانا روم)

استقامت راہ عرفاں عطا کرکے مجھے
مشکلیں حل کر مری مشکل کشا کے واسطے

امیر المؤمنین مولائے کائنات

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

نام ونسب: آپ کا نام نامی، علی ابن ابی طالب۔

کنیت: ابوالحسن وابوتراب ہے۔

آپ حضور نبی پاک علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام کے چچا حضرت ابوطالب کے صاحبزادے ہیں۔

آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے۔ اور یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی۔ (تاریخ الخلفاء ۱۱۳)

آپ کا سلسلہ نسب

اس طرح ہے۔ علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ آپ ۳۰ عام الفیل میں پیدا ہوئے اور اعلان نبوت سے پہلے ہی حضور نبی پاک علیہ السلام کی پرورش میں آئے کہ جب قریش قحط میں مبتلا ہوئے تھے، تو حضور نے جناب ابوطالب پر عیال کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لے لیا تھا۔ اس طرح حضور نبی پاک علیہ السلام کے سایۂ عاطفت میں آپ نے پرورش پائی۔ اور انہیں کی آغوشِ محبت میں ہوش سنبھالا۔ آپ ہی کو دیکھا آپ ہی سے سب کچھ سیکھا۔ اور انہیں کی عادات کو اپنایا اسی لئے کوئی نجاست کوئی ناپاکی آپ کے قریب سے بھی نہ گذر سکی۔ آپ کو نماز پڑھتے دیکھا، بی بی خدیجہ کو بھی دیکھا۔ انہوں نے دیکھا آپ دونوں رکوع اور سجدے بھی کر رہے ہیں، پیاری پیاری آیتیں پڑھ رہے ہیں ان آیات میں اچھی اچھی پیاری پیاری باتیں ہیں۔

حضرت علی یہ سب دیکھتے رہے، ان کو پیارے نبی علیہ السلام سے بہت محبت تھی آپ کی ہر ادا انہیں محبوب تھی، آپ کی ہر بات انہیں جان و دل سے عزیز تھی اور آپ جو کہتے بے تکلف وہ مان لیتے۔ لیکن آج تو پہلی بار دیکھ رہے تھے، حضرت علی گہری سوچ میں پڑ گئے، پھر آپ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟

حضور نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا:

یہ اللہ کا دین ہے۔ اسی دین پر چلنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، اللہ کے جتنے رسول آئے، سب یہی دین لے کر آئے۔ حضرت علی نے پوچھا: اچھا یہ رکوع اور سجدے کیسے؟

آپ نے فرمایا:

اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے۔ مجھ پر اپنا کلام اتارا ہے تاکہ میں لوگوں کو اچھی اچھی باتیں بتاؤں، لوگ بھٹک رہے ہیں، ان کو سیدھی راہ دکھاؤں اور ان کو اللہ کی عبادت پر ابھاروں یہ رکوع اور سجدے ہم اسی اللہ کو کرتے ہیں۔ مولانا علی نے کہا۔

یہ تو بڑی اچھی چیز ہے تو کیا جس کے حکم پر آپ عمل کر رہے ہیں میں بھی کر سکتا ہوں، کیا آپ کی طرح میں عبادت کروں، کیا آپ کے ساتھ میں بھی نماز پڑھوں۔ آپ نے فرمایا: ہاں، پیارے بھائی اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور وہی عبادت کے لائق ہے تم اسی کی عبادت کرو۔ حضرت علی نے عرض کیا:

اچھا ذرا میں اپنے والد سے بھی پوچھ لوں۔

رات بھر حضرت علی کو نیند نہیں آئی۔ وہ جاگتے رہے، اور آپ سے جو کچھ سنا تھا یا جو کچھ کرتے دیکھا تھا سب پر غور کرتے رہے پھر صبح ہوئی تو بولے:

میں آپ پر ایمان لے آیا ہوں اور آپ کی پیروی کا عہد کرتا ہوں مجھے باپ سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

مسلم اوّل شہ مرداں علی
عشق را سرمایہ ایماں علی

ترجمہ: پہلے مسلم اور تمام مردوں کے بادشاہ علی ہیں اور عشق کے لئے سرمایۂ ایماں علی ہیں۔

اس کے بعد تا عمر بانیٔ اسلام اور اسلام کی عظمت وشان کے قیام میں آپ کی جو خدمات ہیں وہ محتاج بیان وتحریر نہیں۔ مرأۃ الاسرار میں شواہد النبوت کے حوالہ سے تحریر ہے۔ کہ آپ بارہ اماموں میں سے امام اوّل ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ائمہ من بعدی اثنی عشر خلیفتی۔ (میرے بعد بارہ امام میرے خلیفہ ہوں گے)

منقول ہے کہ کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا:

اے امیر المؤمنین مجھے کوئی وصیت فرمایئے!

آپ نے فرمایا، اپنے اہل وعیال سے تیرا انہماک سب سے بڑا مشغلہ نہ بن جائے اگر تیرے اہل وعیال اولیاء میں سے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کو ضائع نہیں کرتا اور اگر وہ دشمنِ خدا ہیں تو اس کے دشمن سے تجھے کیا سروکار؟ یہ مسئلہ من دون اللہ سے دلی انقطاع وعلیحدگی سے متعلق ہے وہ اپنے بندوں کو جیسا چاہتا ہے رکھتا ہے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اہلیہ کو جو کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں، انتہائی نازک (دوردزہ) میں چھوڑ کر تسلیم ورضا الٰہی اختیار فرمائی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی حضرت ہاجرہ اور اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بے آب وگیاہ میدان میں چھوڑ کر رضائے الٰہی پر شاکر ہو گئے انہوں نے ان کو اپنا سب سے بڑا مشغلہ نہ جانا اور ہمہ تن ہو کر دل کو حق سے واصل کر لیا، بالآخر انہیں دونوں جہاں میں سرفرازی حاصل ہوئی۔

حضرت علی مرتضیٰ سے کسی نے ایک موقع پر دریافت کیا کہ سب سے اچھا عمل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا!

اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کو تونگر بنانا جو دل خدا کے ساتھ غنی ہوتا ہے اسے نہ تو دنیا کی نیستی پریشان کر سکتی ہے اور نہ دنیا کی ہستی خوش کر سکتی ہے اس کا اندازہ حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ کی سیرت پاک سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

شہادت

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ۱۹؍رمضان المبارک جمعہ کی شب میں زخمی ہوئے اور ۲۱؍رمضان المبارک شب یکشنبہ ۴۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔

صوفیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے حضرت خواجہ حسن بصری نے خلافت طریقت پائی اور تبلیغ دین کا کام بخوبی انجام دیا۔

اور میر سید کرمانی نے سیر الاولیاء میں حضرت نظام الدین اولیاء کے ملفوظات نقل کیے ہیں جن میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، تمام صحابہ کرام میں جود و کرم اور بخشش وعطاء فقر و دعا میں ممتاز تھے، قوت اور شوکت کی وجہ سے حق تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اسد اللہ کا خطاب ملا تھا۔ حضور نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے:

اَنَـا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا. میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں کے بموجب کثرت علم کی بناء پر تمام صحابہ کرام میں مخصوص تھے۔ اور خرقۂ فقر کی خلعت جو حضور علیہ السلام کو حق تعالیٰ کی طرف سے شب معراج عطا ہوئی اس کے متحمل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوئے اور خرقہ عطاء کرنے کی یہ سنت مشائخ عظام میں تا قیامت رہے گی اور دین کے اس کام میں ان کی وجہ سے بڑی استقامت ہوئی۔ اور روحانیت میں آپ کا مرتبہ بہت بلند اور شان بہت ورفیع تر ہے۔

اولیاء کہتے ہیں ہاں واقعی اپنے رب کا
ہم کو حاصل ہوا عرفان علی کہنے سے

(نادر مکن پوری)

کشف المحجوب میں ہے:

کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصول وبلا میں ہمارے رہنما اور پیشوا حضرت علی مرتضٰی ہیں اور آپ علم طریقت اور اس کے معاملات میں ہمارے امام ہیں۔

• • •

دیتا ہوں تجھ کو حسن بصری کا واسطہ
منتخب مجھ کو بھی کر اپنی ولا کے واسطے

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

ولادت: ۲۲ھ میں وفات: ۱۱۱ھ میں۔

ابوسعید کنیت تھی، آپ کا پیشہ جواہر فروشی تھا، اس وجہ سے آپ حسن لولوئی کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ آپ جلیل القدر تابعین میں شمار کئے جاتے ہیں، آپ نے حضرت مولائے کائنات اوران کے علاوہ ایک سوتیس صحابہ سے ملاقاتیں کی ہیں، روایات میں آیا ہے کہ آپ کی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کنیزوں میں شامل تھیں۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا، مسلمان کی کیا تعریف ہے؟ اور مسلمان کسے کہتے ہیں جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا، مسلمانی در کتاب ومسلماناں در گور (مسلمانی کتاب میں ہے اور مسلمان قبروں میں مدفون ہیں) پھر آپ سے سوال کیا گیا، حضرت! ہمارے دل خوابیدہ ہیں آپ کے ارشادات ان پر اثر انداز نہیں ہوتے، آخر ہمیں اس کا کیا علاج کرنا چاہئے؟ آپ نے فرمایا اگر دل خوابیدہ ہوتے تو بات ہی کیا تھی، انہیں تو جھنجھوڑ کے جگایا جاسکتا ہے مگر ان پر تو موت وارد ہوچکی ہے، انہیں کتنا ہی جھنجھوڑو، انہیں بیدار نہیں کیا جاسکتا۔

(سفینۃ الاولیاء اردو، ص: ۴۵)

علم باطن کی تعلیم وتربیت باب مدینۃ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پائی، انہیں سے بیعت ہوئے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اجل خلفاء میں سے تھے خرقہ واردات حضرت علی سے ملا تھا اور یہ کمبل کا وہ خرقہ تھا جو شب معراج حضور محبوب رب العالمین کو بارگاہ ایزدی سے عطا ہوا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی کے بموجب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادیا تھا جسے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔ (سیر الاقطاب

ص:۲۵)

آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام اور کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ اس طرح حضرت حسن بصری کی ذات تمام علوم و معارف کا مخزن بن گئی تھی۔ تفسیر و حدیث، ادب و لغت، تصوف و طریقت کے ایسے مجمع البحرین تھے جن سے تشنگان علوم و معارف اپنی تشنگی دور کرتے تھے۔

حضرت خواجہ حسن بصری اعلائے کلۂ حق اور تبلیغ دین کے جذبات سے ہمیشہ سرشار رہے انہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ کفر و شرک کو مٹانے کی جدوجہد کی اور اپنے مواعظ و نصائح سے ان گنت لوگوں کو ظلمت کفر سے نکال کر اسلام کے نورانی دائرہ میں داخل کر لیا۔

آپ کے پڑوس میں شمعون نامی ایک مجوسی رہتا تھا جب مرض الموت میں مبتلا ہوا اور اس پر جان کنی کیفیت طاری ہوئی تو آپ اس کے پاس گئے اور اس سے فرمایا اے مشرک تو نے ساری عمر آتش پرستی کی اب بھی خدا سے ڈر اور اسلام قبول کر لے تاکہ خدا تجھے بخشدے، شمعون نے کہا اے خواجہ دو باتیں مجھے مسلمان ہونے سے روکتی ہیں، ایک یہ کہ مسلمان دولت دنیا کو برا کہتے ہیں پھر بھی اس کے پیچھے دوڑتے ہیں اور اس کی طلب میں مرتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ لوگ موت کو امر حق جانتے ہوئے بھی اس کے لئے کچھ نہیں کرتے اور آئندہ کے لئے کچھ تدبیر نہیں سوچتے حضرت نے فرمایا! مسلمان اگرچہ ایسا کرتے ہیں مگر خدا کی وحدانیت کے تو دل سے قائل ہیں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے اگر وہ گناہ کرتے ہیں تو توبہ بھی کر لیتے ہیں اور پھر ان کا پروردگار انہیں بخش دیتا ہے تم نے ساری زندگی آتش پرستی میں گذاری ہے تم اپنی انگلی آگ میں ڈال دو اور وہ نہ جلائے تو میں جانوں مگر اس کے برخلاف میں اس خدا کی پرستش کرتا ہوں کہ اگر میں اپنا ہاتھ آگ میں ڈال دوں اور خدا سے مانگوں کہ وہ نہ جلنے دے تو پھر کیا مجال ہے جو ایک بال بھی جل جائے، شمعون نے کہا اگر ایسا ہو جائے تو میں آپ کے اللہ پر ایمان لے

آؤں گا، آگ سامنے موجود تھی حضرت خواجہ حسن بصری نے اپنا دست مبارک اس میں ڈال دیا، کچھ دیر بعد ہاتھ نکالا تو ایک بال بھی نہ جلا تھا۔ شمعون یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور وہ تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ (سیر الاقطاب ص:۳۱)

وفات

بعض خاصان خدا جب دنیا چھوڑتے ہیں تو اس سے قبل ہی آثار مفارقت ظاہر ہونے لگتے ہیں، چنانچہ بعض لوگوں کو حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا اشارہ خواب میں مل گیا تھا، ان کی وفات سے قبل ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک پرندہ نے مسجد کی سب سے خوبصورت کنکری کو اٹھالیا، مشہور معبر خواب محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تعبیر بیان کی کہ حسن کا انتقال ہو جائے گا، اس خواب کے چند ہی دنوں بعد خواجہ حضرت حسن بصری مرض میں مبتلا ہوئے اور مرض شدت اختیار کرتا چلا گیا۔ علالت کے دوران فرماتے تھے، کاش انسان نے اپنی صحت وتندرستی کے زمانہ میں بیماری کے دن کے لئے کچھ رکھ چھوڑا ہوتا۔

آخر وقت کاتب کو بلا کر لکھوایا کہ حسن اس کی شہادت دیتا ہے کہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جس نے موت کے وقت صدق دل سے اس کی شہادت دی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ابن سعد ص:۱۲۶)

اس کے بعد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جان جاں آفریں کے سپرد کی اور ۴ محرم الحرام ۱۱۱ھ میں جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔
(سیر الاقطاب، تذکرہ مشائخ عظام)

● ● ●

شہ حبیب عجمی کے دل کا واسطہ
بخش دے وجدان حب مصطفیٰ

رئیس المتّقین

حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ

کشف المحجوب میں ہے آپ بلند ہمت، مرد خدا، اور صاحب کمال بزرگ ہیں، آپ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر توبہ فرمائی۔ اس سے قبل آپ میں ریاء وفساد بہت تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے سچی توبہ عطا فرمائی۔ آپ نے عرصہ تک حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے علم وطریقت کی تحصیل فرمائی، چونکہ عجمی تھے عربی زبان پر عبور حاصل نہ ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقرب بنا کر متعدد کرامتوں سے سرفراز فرمایا۔

ایک رات حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ان کی خانقاہ کی طرف گذر ہوا، آپ اقامت کہہ کر نماز مغرب شروع کر چکے تھے۔ حضرت حسن بصری نے ان کی اقتداء میں نماز نہ پڑھی، کیونکہ صحیح تلفظ اور درست مخارج کے ساتھ تلاوت قرآن کریم پر آپ کو قدرت حاصل نہ تھی۔ حضرت خواجہ حسن بصری جب رات کو سوئے تو دیدار الٰہی حاصل ہوا، آپ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا!

رب العالمین تیری رضا کس چیز میں ہے؟

حق تعالیٰ نے فرمایا اے حسن! تو نے میری رضا تو پائی، لیکن اس کی قدر نہ کی، آپ نے عرض کیا پروردگار وہ کونسی رضا ہے؟

حق تعالیٰ نے فرمایا اگر تو حبیب عجمی کی اقتدا میں نماز پڑھ لیتا تو صحتِ نیت اور معتبر عبادت کے انکار کے خطرے سے محفوظ رہتا اور تجھے رضائے الٰہی حاصل ہو جاتی۔

مشائخ طریقت میں یہ بات مشہور ہے کہ جب حضرت حسن بصری حجاج کے ظلم

سے بھاگ کر حضرت حبیب عجمی کی خانقاہ میں تشریف لائے اور حجاج کے سپاہی تعاقب کرتے ہوئے اندر گھس آئے تو سپاہیوں نے پوچھا، اے حبیب! تم نے حسن بصری کو کہیں دیکھا ہے؟ فرمایا! ہاں، سپاہیوں نے پوچھا کس جگہ ہے؟ فرمایا میرے حجرے میں ہیں، وہ آپ کے حجرہ میں گھس گئے، لیکن وہاں کسی کو نہ پایا، سپاہیوں نے سمجھا کہ حبیب عجمی نے مذاق کیا ہے اس پر انہوں نے درشت کلامی کے ساتھ پوچھا سچ بتاؤ وہ کہاں ہیں؟ انہوں نے قسم کھا کر فرمایا میں سچ کہتا ہوں، وہ میرے حجرے میں ہیں سپاہی دو تین بار اندر گئے آئے مگر وہ حسن بصری کو نہ دیکھ سکے، بالآخر وہ چلے گئے، جب حسن بصری حجرہ سے باہر تشریف لائے تو فرمایا اے حبیب میں سمجھ گیا کہ حق تعالیٰ نے آپ کی برکت سے ان ظالموں کے پنجہ سے محفوظ رکھا، لیکن اس کی وجہ بتایئے کہ آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ وہ اس حجرہ میں ہیں، حضرت حبیب عجمی نے جواب دیا، اے میرے مرشد برحق! اللہ تعالیٰ نے آپ کو میری برکت کی وجہ سے ظاہر نہیں کیا بلکہ سچ بولنے کی وجہ سے خدا نے ان سے مخفی رکھا، اگر جھوٹ کہتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دونوں کو رسوا کرتا، اس قسم کی بکثرت کرامتیں آپ سے منسوب ہیں۔ (کشف المحجوب اردو ص:۱۴۰)

(۱) ایک عورت گریہ وزاری کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں آئی، فریاد کی میرا بچہ گم ہوگیا ہے، جس کی وجہ سے سخت پریشان ہوں، آپ نے دریافت فرمایا، تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا کہ دو درہم ہیں، آپ نے دونوں درہم لیکر راہِ خدا میں دیدیئے، اور کہا جاؤ تمہارا بچہ آ گیا، جب وہ مکان پر پہنچی اس کا بچہ موجود تھا، فرط محبت میں گلے سے لگا لیا پوچھا تم کہاں چلے گئے تھے؟ لڑکے نے کہا میں تو کرمان میں تھا۔ میرے استاد نے مجھے گوشت لینے مجھے بازار بھیجا تھا، راستہ میں ایک شدید آندھی آئی، جو مجھے اڑا کر یہاں لے آئی، میں نے کسی کو کہتے سنا کہ اس بچہ کو گھر پہنچا دے۔

دعا کا اثر

ایک قاتل کو قتل کے جرم میں تختہ دار پر چڑھایا گیا، اس کی ہلاکت کے بعد اسے دفن کر دیا گیا، اسی رات لوگوں نے اس قاتل کو لباس فاخرہ پہنے ہوئے جنت کے اندر سیر کرتے ہوئے دیکھا حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ تم تو خونی مجرم تھے۔ اس بلند مرتبہ تک کیسے پہنچ گئے؟ اس نے کہا جب مجھے سولی دی جا رہی تھی، اتفاقاً حبیب عجمی ادھر آ نکلے اور میری جانب متوجہ ہو کر دعائے مغفرت فرمائی یہ ان کی دعائے مغفرت کا نتیجہ ہے۔

(تذکرۂ مشائخ عظام)

خلفاء

لطائف اشرفی میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کے خاندان سے دو پرہیزگار متقی عالم مبارک بن حمزہ بن عبدالرحمٰن اور محمد بن حمزہ بن عبدالرحمٰن ان کے مرید ہوئے، خلوت اور عزلت اختیار کی، حبیب عجمی نے ان دونوں کو خلافت دی اور کہا کہ پہاڑ کے دامن میں جا کر رہو آدمیوں سے الگ اور سات روز کے بعد افطار کیا کرو اور جو کوئی ان کے مرید ہونے کا قصد کرتا وہ پہلے فاقہ کشی اور تجرد کی عادت ڈال لیتا، تب ان کا مرید ہوتا۔ کہتے ہیں کہ ان کے خلفاء نے ۱۲ر سال کوہ حرا پر مشغولی کی اور حبیب عجمی کی وفات کے بعد دن کو کھانا پینا ترک کر دیا۔ (لطائف اشرفی اردو دوم، ص:۴۹)

وفات

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۵۶ھ میں وفات پائی۔ مزار مقدس بصرہ میں مرجع خلائق ہے۔

● ● ●

صدقہ یارب بایزید پاک کا
نور عرفاں کی حقیقت کر عطا

سلطان العارفین مرشد حضور سیدنا مدار العالمین

حضرت شیخ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ

ولادت: ۱۳۶ھ وفات: ۲۶۱ھ

خانوادہ طیفوریہ مداریہ سلطان العارفین حضرت سیدنا بایزید بسطامی تک پہنچتا ہے۔ ان کا نام طیفور بن عیسیٰ تھا۔ آپ کے جد امجد آتش پرست (مجوسی) تھے عمر کے آخری ایام میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ آپ کا وطن بسطام تھا۔ آپ کے والد، اللہ کے ولی تھے، والدہ ایک پارسا عبادت گزار تھیں۔

کشف المحجوب میں ہے:

آپ تمام مشائخ طریقت میں جلیل القدر ہیں، آپ کا حال سب سے رفع تر ہے۔ آپ کی جلالت شان کے بارے میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ابو يزيد منا بمنزلة جبرئيل من الملائكة .

صوفیاء کرام میں ابو یزید کی شان ایسی ہے جیسے فرشتوں میں جبرئیل علیہ السلام کی ہے۔ آپ کے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حدیثیں روایت کی ہیں جن کا مقام بہت بلند ہے۔

تصوف میں جودس امام گذرے ہیں ان میں سے ایک آپ ہیں۔ حقائق ومعرفت میں آپ سے بڑھ کر کسی کو دسترس اور قوت انبساط نہیں ہے۔ طریقت وشریعت کے تمام علوم اوران کے احوال کے آپ بہت بڑے عالم اوران سے محبت کرنے والے تھے۔ ملحدین کا وہ مردود گروہ جو خود کو آپ کی وضع وطریق کا پابند بتاتا ہے، آپ کا حال ان

کے بالکل خلاف تھا، آپ کا ابتدائی زمانہ مجاہدے اور تحصیل علم طریقت میں گذرا تھا آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ:

عملت فی المجاهدة ثلثین سنة فماوجدت شيئا اشد على من العلم ومتابعته ولولااختلاف العلماء لبقيت واختلاف العلماء ورحمة الا فى تجريد التوحيد.

میں نے تیس سال مجاہدہ میں گذارے لیکن علم اور اس کی متابعت سے زیادہ سخت و دشوار کوئی چیز مجھ پر نہیں گذری، اگر ہر مسئلہ میں علماء کا اختلاف نہیں ہوتا تو میں رہ جاتا اور دین حق کی معرفت نہ ہوسکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ علماء کا اختلاف رحمت ہے، مگر توحید خالص میں اختلاف مضر ہے۔ چونکہ انسانی طبیعت جہل کی طرف زیادہ مائل ہے کیونکہ بے علم آدمی بوجہ جہالت بہت سے تمام بے رنج ولقب کر گذرتا ہے، لیکن علم کے ساتھ ایک قدم بھی بغیر دشواری کے نہیں چل سکتا، شریعت کی راہ جہان کی تمام راہوں سے زیادہ باریک و پرخطر ہے۔ ہر حال میں بندہ کے لئے یہی سزا وار ہے کہ اگر بلند مقامات اور احوال رفیعہ سے گذرنا مشکل ہو تو میدان شریعت میں اتر جائے اس لئے کہ اگر اس سے ہر چیز گم ہو جائے تو وہ شریعت کے دائرہ میں تو قائم رہے گا۔ مرید کے لئے سب سے بڑی آفت سلوک کے معاملات کا ترک ہے اور مدعیان کاذب کے تمام دعوے میدان شریعت میں پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ اور شریعت کے مقابلہ میں تمام زبانیں گنگ اور خاموش ہو جاتی ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

الجنة لاخطر لها لاهل المحبة واهل المحبة محجوبون بمحبتهم.

اہل محبت کے نزدیک جنت کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ وہ تو اپنی محبت میں ہی مستغرق وشیدا رہتے ہیں۔ کیونکہ جنت ایک مخلوق شئی ہے اگرچہ وہ بلند عزت ہے، لیکن

حق تعالیٰ کی محبت ایسی صفت ہے جو غیر مخلوق ہے جو شخص غیر مخلوق سے ہٹ کر مخلوق کی طرف دھیان رکھے گا وہ علائق دنیا میں پھنس کر سبک ہوگا۔ خدا کے محبوبوں کے نزدیک مخلوق کی کوئی عزت ومنزلت نہیں ہوتی، وہ خدا کی محبت ہی میں مگن رہتے ہیں ۃ اس لئے کہ وجود اور ہستی دوئی کو چاہتی ہے اور اصل توحید میں دوئی ناممکن ہے، محبوبان خدا کا راستہ وحدانیت سے وحدانیت کی طرف ہے محبت کی راہ محبت کی علت ہے۔

اگر کوئی مرید اللہ تعالیٰ سے محبت ودوستی اس خیال سے کرے کہ وہ مرید ہو جائے یا مراد بن جائے اگر چہ وہ مرید حق ہو کر مراد بندہ ہو جائے تو مرادِ حق میں ہستی بندہ ثابت ہوگئی اور اگر مرید بندہ ہو کر مرادِ حق کا طالب ہو تو مخلوق کی ارادت کی وہاں گنجائش نہیں دونوں حالتوں میں یہ آفت ہے، کیونکہ محبت میں ہستی کا ثبوت ہے، لہٰذا وہی شخص محبّ صادق ہے جو بقائے محبت میں کامل طور سے فنا ہو جائے۔ کیونکہ اس کی فنا ہی میں محبت کی بقا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

پہلی مرتبہ جب میں مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا تو خالی مکان دیکھ کر میں نے گمان کیا کہ حج مقبول نہیں ہوا۔ کیونکہ ایسے پتھر تو دنیا میں بہت دیکھے ہیں اور جب دوسری مرتبہ حاضر ہوا تو خانہ کعبہ کو بھی دیکھا اور صاحب خانہ کو بھی، اس وقت میری سمجھ میں آیا کہ ابھی میں حقیقت توحید سے دور ہوں اور جب تیسری بار حاضر ہوا تو صاحب خانہ ہی نظر آیا گھر نظر نہیں آیا۔

اس وقت غیب سے ندا آئی اے بایزید جب تم نے اپنے آپ کو نہ دیکھا اور سارے عالم کو دیکھا تو تم مشرک نہ ہوئے لیکن جب تم نے سارے عالم کو نہ دیکھا اور اپنے پر نظر رکھی تو اب تم مشرک ہوگئے اسی وقت اس خیال سے توبہ کی، بلکہ میں نے توبہ کی اور اپنی ہستی کی روئیت سے بھی توبہ کی۔ یہ واقعہ آپ کی درستگی حال میں بہت اہم ولطیف ہے۔ اور صاحبانِ حال کے لئے عمدہ نشانی ہے۔

(کشف المحجوب اردو ص: ۱۶۵۔۱۶۷)

والدہ کی خدمت

حرم نبوی کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد والدہ محترمہ کی قدمبوسی کا خیال آیا۔ بسطام کا رُخ کیا، جب اہل بسطام کو آپ کی آمد کی خبر ملی تو بسطام سے کافی فاصلہ پر استقبال کے لئے آ گئے، جب آپ نے لوگوں کا اژدہام دیکھا، خیال آیا کہ اگر لوگوں سے ملتا ہوں تو یادالٰہی میں غفلت ہوگی لہٰذا آپ نے لوگوں کو اپنی ذات سے متنفر کرنے کے لئے یہ ترکیب کی کہ رمضان کے باوجود دوکان سے کھانا خرید کر دن کے وقت تناول فرمانا شروع کر دیا یہ دیکھتے ہی تمام ظاہر بین عقیدتمند واپس ہو گئے۔

آپ نے فرمایا۔ اگرچہ میں نے اجازت شرعی پر عمل کیا لیکن لوگ مجھے برا سمجھ کر منحرف ہو گئے۔ جب مکان پر پہنچے دروازہ سے کان لگا دیا والدہ کو سنا کہ وہ وضو کرتے ہوئے یہ کہہ رہی تھیں:

اے معبود! تو میرے مسافر کو راحت عطا کر اور بزرگوں کو اس سے خوش رکھ کر اچھا بدلہ دے۔ یہ سن کر آپ پر رقت طاری ہوگئی اور رونے لگے پھر دروازہ پر دستک دی اندر سے والدہ نے پوچھا کون ہے؟ عرض کیا آپ کا مسافر! چنانچہ آپ نے دروازہ کھول کر ملاقات کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اس قدر طویل سفر اختیار کیا کہ تمہاری جدائی میں روتے روتے میری بینائی زائل ہوگئی اور غم کے بوجھ سے کمر جھک گئی۔

والدہ کی دعا

حضرت بایزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے جس قدر مراتب حاصل ہوئے وہ سب والدہ محترمہ کی اطاعت وخدمت میں حاصل ہوئے ایک رات کافی سردی تھی میری والدہ نے پانی مانگا، لیکن اس وقت گھر کے اندر پانی موجود نہیں تھا، چنانچہ میں گھڑا لیکر نہر سے پانی لایا آمدورفت میں تاخیر کی وجہ سے والدہ کو نیند آ گئی اور میں رات بھر پانی کو لئے کھڑا رہا۔ جب والدہ بیدار ہوئیں اور میں نے انہیں پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا پانی

رکھ دیا ہوتا تنی دیر تک کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا میں صرف اس خیال سے نہیں سویا کہ کہیں آپ بیدار ہوں اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے آپ کو تکلیف ہو، یہ اطاعت وفرمانبرداری دیکھ کر مجھے دعائیں دیں۔ اسی طرح ایک رات والدہ محترمہ نے فرمایا دروازے کا پٹ کھول دو لیکن میں رات بھر اسی پریشانی میں کھڑا رہا کہ داہنا پٹ کھولوں یا بایاں، کیونکہ ان کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا تو حکم عدولی ہوگی۔

(تذکرۂ مشائخ عظام، ص:۱۲۷)

استاد کا ادب واحترام

اساتذہ کا احترام کئے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ معرفت اور عرفان کے کہ جو سراسر ادب واحترام کے متقاضی ہیں، افسوس یہ چیز اب ہماری درسگاہوں میں مفقود ہوتی چلی جارہی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو ہمارے اس زمانہ کے اساتذہ میں کاروباری ذہنیت کا پیدا ہوجانا اور مشنری اسپرٹ سے تہی داماں ہونا ہے، بر حال تلامذہ کا فرض یہی ہے کہ اپنے اساتذہ کا ادب کریں احترام سبق ہی حضرت بایزید ہمیں دیتے ہیں زبان قال سے اور زبان حال سے بھی تذکرہ نگار متفق ہیں کہ آپ اپنے اساتذہ کرام کا بے حد احترام کیا کرتے ہیں چنانچہ آپ کے ایک نامور شاگرد اور بھتیجے حضرت ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے وصیت کی تھی کہ میری قبر میرے استاد کی قبر سے پست بنائی جائے اور یہ وصیت انہیں استاد کی قبر کے بارے میں تھی کہ جن سے آپ نے قرآن پڑھا تھا کیونکہ بسطام میں جہاں بعد ازاں حضرت طیفور دفن ہوئے وہاں انہیں استاد کی قبر تھی۔

اساتذہ اور شیوخ

حضرت سلطان العارفین طیفور شامی رضی اللہ عنہ کے اساتذہ اور مشائخ کی تعداد خاصی ہے صاحب تذکرہ الاولیاء نے یہ تعداد ایک سو تیرہ بیان کی ہے اور یہ ان کی علمی استعداد، طلب صادق اور محنت شاقہ کی نشاندہی کرتی ہے، بعض بزرگوں کی خدمت میں

اگر چہ خود حاضر نہ ہو سکے تاہم غائبانہ طور پر ان سے بھی فیضیاب ہوئے جیسا کہ صاحب رشحات نے لکھا ہے کہ:

آپ حضرت امام جعفر صادق کے اویسی ہیں یعنی آپ نے غائبانہ طور پر ان سے فیض پایا ہے۔ (سفینۃ الاولیاء)

اور بعض اصحاب طریقت نے بلاواسطہ فیض یافتہ تحریر فرمایا ہے:

''مرأۃ الاسرار'' کے حوالہ سے تذکرۂ مشائخ عظام میں ہے سلوک ومعرفت کے میدان میں حضرت بایزید نے جن بزرگوں سے رہنمائی حاصل کی ان میں حضرت امام جعفر صادق علی جدہ وعلیہ السلام نمایاں ہیں ان کی بارگاہ میں اکثر وبیشتر حاضری ہوا کرتی اوران کے فیوض وبرکات سے روحانی توانائی حاصل کرتے۔ ایک دن حضرت امام جعفر صادق نے آپ سے فرمایا۔

اے بایزید! فلاں طاق میں جو کتاب رکھی ہے وہ اٹھالاؤ، آپ نے پوچھا وہ طاق کس جگہ ہے؟

امام جعفر نے فرمایا، عرصہ تک یہاں رہنے کے باوجود بھی تم نے طاق نہیں دیکھا، آپ نے عرض کیا طاق تو کجا۔ میں تو آپ کے روبرو سر بھی نہیں اٹھاتا۔ اس وقت امام جعفر نے فرمایا کہ اب تم مکمل ہو چکے لہٰذا بسطام واپس چلے جاؤ، یہ کہہ کر خرقۂ خلافت عطا کیا اور بسطام کی طرف روانہ کر دیا۔

(مرأۃ الاسرار، ص:۳۷، تذکرۂ مشائخ عظام، ص:۱۳۴)

اس امر کی تائید سلسلہ عالیہ مداریہ کے شجرۂ مقدسہ سے بھی ہوتی ہے سلسلہ نقشبندیہ کے شجرہ شریف سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ کہ آپ کے اہم ترین روحانی مرشد حضرت امام جعفر صادق ہی تھے جو خاندان نبوت کے نامور بزرگ ہیں اور جن کی شاگردی پر بڑے بڑے ائمہ اور فقہاء کو ناز ہے۔ حضرت امام جعفر صادق قرآن وسنت کے بہت بڑے عالم اور اسرار شریعت وطریقت کے رازداں تھے کیوں نہ ہو آپ اہل

بیت نبوت میں سے تھے اور مشہور مقولہ ہے:

صاحب البیت یدری مافیھا

ترجمہ: گھر کا مالک ہی اچھی طرح جانتا ہے کہ گھر کے اندر کیا ہے۔

حضرت امام جعفر علیہ السلام کی شاگردی اور روحانی فیض حضرت بایزید بسطامی کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی اور آپ علم و عرفان کے میدان میں بڑی تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

مسلک

اسلامی انسائیکلوپیڈیا کے فاضل مصنف کے بیان کے مطابق آپ فقہ میں حنفی المذہب تھے۔ آپ ہر اس فتویٰ پر عمل کرتے تھے کہ جو تقویٰ اور زیادہ احتیاط پر مبنی ہوتا اور یہی سبھی اہل طریقت کا طریقہ ہے اگرچہ آپ کی ذات گرامی اس درجہ پر تھی کہ کسی خاص مسلک فقہ کی پابندی اور تقلید کی بذات خود آپ کو حاجت نہ تھی۔

علم پر عمل

یہ علم و عرفاں جو کچھ آپ نے حاصل کیا اس پر عمل بھی کیا اور اس طرح علم و عرفاں کے خود عملی پیکر بن گئے۔ قرآن پڑھا تو اس کے معانی و معارف سے بھی آگاہی حاصل کی اور ان تعلیمات کو بڑے حسن کارانہ انداز میں اپنی عملی زندگی میں جگہ دی۔ تعلیم قرآن کا درحقیقت یہی طریقہ تھا جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اہل بیت نبوت اور سلف صالحین میں مروج تھا۔ چنانچہ اسی حقیقت کی نشاندہی کرتے ہوئے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا نقشہ ان دو لفظوں میں کھینچا تھا۔

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن

ترجمہ: آپ کی سیرت اور اخلاق بعینہ وہی تھا کہ جسے قرآن نے پیش کیا ہے یہی وجہ تھی کہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سورہ بقرہ یاد کرنے میں بارہ سال کا طویل عرصہ لگ گیا تھا کیونکہ آپ نے علم کے ساتھ عمل کو بھی سیکھا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہی کیا کرتے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ہم (صحابہ) نے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سیکھا تو علم وعمل کو ساتھ ساتھ سیکھا۔ (الاتقان سیوطی)

یہ ہم مسلمانوں کی کم نصیبی ہے کہ ہم نے اب محض قرأت، ناظرہ پر اکتفاء کرلیا ہے (اگرچہ یہ بھی بڑے ثواب کا کام ہے) جبکہ صحابہ کرام اور ہمارے اسلاف علم وعمل کو ساتھ ساتھ سیکھتے تھے اور نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ان کی مقدس زندگیاں قرآن وسنت کی عملی تفسیریں بن گئیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ علم پر عمل کرنا آسان نہیں سمجھا جاتا لیکن ہمت اور عزیمت والے ہمیشہ ایسا کرتے ہی رہے ہیں۔

علم پر عمل کرنے کا خوشگوار نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت بایزید نے اپنی زندگی اور سیرت کو قرآنی تعلیمات اور حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مقدس سانچے میں ڈھال لیا۔ قادر مطلق نے دست گیری فرمائی اور اس وقت تک انہیں دنیا سے نہیں اٹھایا، جب تک انہوں نے اپنے سیرت و کردار کی تعمیر و تکمیل نہ کرلی۔

حفظ قرآن

فانی دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے پہلے حضرت بایزید پاک کو پورا قرآن مستحضر ہوگیا تھا۔ چنانچہ امام القاسم قصیری رسالہ قشیریہ میں لکھتے ہیں:

قیل لم یخرج ابو یزید من الدنیا حتی استظهر القرآن کله.

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے دنیا سے کوچ کرنے سے پہلے پورا قرآن معنوں کے ساتھ حفظ اور زبانی یاد کرلیا تھا۔

علم پر عمل کرنے کے فوائد

علم پر عمل کرنے سے علم ومعرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔اور فیضان ربانی میسر آتا ہے۔جیسا کہ امام شعرانی رقمطراز ہیں:

ایک روز حضرت بایزید سے ان کے شہر بسطام کے ایک عالم اور فقیہ نے آکر پوچھا،اے بایزید!

تمہارے اس علم کا آخر مآخذ کیا ہے؟

سکھانے والا کون ہے؟اور کہاں سے یہ علم آیا ہے؟

آپ نے جواب میں فرمایا،خدا کی بخشش وعطاء اس کا مآخذ ہے سکھانے والا خدا ہے اور وہیں سے یہ آیا ہے جہاں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

من عمل بما یعلم ورثه الله العلم مالم یعلم.

ترجمہ: جس شخص نے اس چیز پر عمل کیا جس کو کہ وہ جانتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ ایسے علم کا وارث بنادے گا کہ جو اس کو معلوم نہیں ہے۔یہ سن کر وہ فقیہ جو اعتراض کررہا تھا خاموش ہو گیا۔ (طبقات کبریٰ)

کیونکہ یہ سوال اس نے اس شخص سے کیا جو علم وحکمت کے مجمع البحرین،شہزادۂ باب شہر علم حضور سیدنا امام جعفر صادق کا شاگرد رشید اور خلیفۂ اعظم تھا،جن کے در دولت علم وحکمت پر بے شمار طالبانِ علوم وحکمت نے فمن اراد العلم فلیات الباب پر عمل کرتے ہوئے اپنی جبینوں کو جھکایا ہے۔

حدیث کی تعلیم

قرآن کے ساتھ حدیث وسنت کا علم سیکھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا لازمی ولابدی ہے۔کیونکہ یہ دونوں میں آپس میں لازم وملزوم ہیں

این دو شمع اند کہ از یک دگر افروختہ اند

حضرت بایزید رضی اللہ عنہ عاشق رسول تھے اس لئے انہوں نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پوری طرح توجہ دی کیونکہ محبّ کو اپنے محبوب کی باتیں بڑی پیاری معلوم ہوتی ہیں اور اسے وہ خوب یاد رہتی ہیں، چنانچہ تعلیم کے دوران حضرت بایزید پاک بسطامی نے حدیث شریف کا درس بھی لیا تھا اور اپنے وعظ اور درس میں اکثر احادیث بیان کیا کرتے تھے، ایک ولی کامل سنت سے پوری طرح باخبر ہوتا ہے تا کہ وہ سنت کے خلاف کسی فعل کا مرتکب نہ ہو سکے، آپ تو سلطان العارفین ہیں۔

حدیث کی روایت

متعدد سیرت نگار حضرت بایزید بسطامی کا تعارف احادیث نبوی کے ثقہ راوی کی حیثیت سے کراتے ہیں اور ان کی روایات پر اعتماد کرتے ہیں مثلاً حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں اور امام شعرانی طبقات کبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بیان کردہ روایات عالی ہیں۔

امام ابو عبد الرحمٰن سلمی نے طبقات الصوفیہ میں مرویات بایزید میں سے ایک حدیث روایت کی ہے جس کا سلسلہ سند حسب ذیل ہے:

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو سعید الخذری

حضرت عطیہ العوفی

حضرت عمرو بن قیس الملائی

حضرت ابو عبد الرحمٰن السدی

حضرت ابو یزید البسطامی

حضرت ابو موسیٰ الدیبلی

حضرت علی ابن جعفر البغدادی

حضرت ابوالفتح احمد المعروف بہ ابن الحمصی الواعظ

حضرت ابو عمرو عثمان بن مجدہ الکازونی

حضرت ابوالحسن منصور بن عبداللہ الدیمرتی

حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمی

حدیث مندرجہ ذیل ہے:

ان من ضعف اليقين ان ترضى الناس بسخط اللّٰه تعالى وان تحمدهم على رزق اللّٰه وان تذمهم على مالم يوتک اللّٰه وان رزق اللّٰه لايجره حرص حريص ولايرده كره كاره ا ن اللّٰه تعالىٰ بحكمة وجلاله جعل الروح والفرح فى الرضاء اليقين وجعل الهم والحزن فى الشک والسخط.

ترجمہ: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شک یقین کی کمزوری میں سے یہ بات ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرے اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر لوگوں کی تعریفیں کرتا پھرے اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی چیز عطا نہ کرے تو تو لوگوں کی برائی بیان کرنے لگے، بے شک اللہ کا رزق ایسا ہے کہ جس کو کسی حرص کرنے والے کی ناگواری روک نہیں سکتی تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور جلال سے کام لیتے ہوئے طمانیت اور فرحت کو رضا اور یقین میں رکھا ہے اور حزن وملال کو شک اور (قضاء وقدر) ناراضی میں رکھ دیا ہے۔

مفہوم حدیث یہ ہے کہ رازق حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہی عطا کرنے والا ہے اور وہی روکنے والا ہے۔ اس لئے اگر وہ عطا کرے تو اولاً اسی کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اور کچھ عطا نہ کرے تو قضاء وقدر پر صبر کرنا چاہئے اور راضی برضا رہنا چاہئے۔ لوگ اگر ہمیں کچھ کھانے پینے کو دے دیتے ہیں تو وہ درحقیقت خدا کے حکم سے ہوتا ہے کہ وہ ان کے دلوں میں دوسروں کی مدد کرنے کی بات ڈال دیتا ہے اور اسی طرح لوگوں کے پاس سے جب کچھ نہیں ملتا تو یہ بھی خدا کی طرف سے ہوتا ہے اس لئے ہمیں ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی رہنا چاہئے اور اسی میں طمانیت قلب، پختگی ایمان اور نجات اخروی کا سامان ہے۔

صاحب کرامت

سلطان العارفین بایزید طیفور شامی رضی اللہ عنہ پابند شریعت تھے، جیسا کہ علامہ ابن خلکان نے آپ کے ترجمہ وتعارف میں لکھا ہے ولہ مقالات کثیرۃ ومجاہدات مشہورۃ وکرامات ظاہرۃ۔ (وفیات الاعیان)

صاحب تواریخ آئینہ تصوف نے آپ کے ایک سوستر خوارق گنوائے ہیں بایں ہمہ حضرت بایزید کی سوانح سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کرامت کے خواہاں نہ تھے اور اس کو کوئی زیادہ اہمیت نہ دیتے تھے بلکہ اس کے مقابلہ میں انہیں اپنی شخصیت اور روحانیت کی تکمیل کا زیادہ خیال رہتا تھا، چنانچہ ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز آپ دریائے دجلہ پر گئے، دریا دونوں کناروں سے بھر آیا، آپ نے یہ کرامت دیکھی تو فرمایا:

مجھے اس امر کے ظاہر کرنے میں ذرہ برابر بھی غرور وفخر محسوس نہیں ہوتا گو کہ میں کیسا ہی بے حیثیت ہوں، لیکن اپنی عمر کے تیس سال کسی قیمت پر بھی ضائع نہیں کرسکتا۔ مجھے بس کریم بننا پسند ہے اور مجھے کرامت نہیں چاہئے۔ (سفینۃ الاولیاء، تذکرۃ الاولیاء)

بارگاہ نبوت کے ادب کے صدقہ میں سلطان العارفین

حضرت سیدنا سلطان العارفین نے جو کچھ پایا وہ صاحب شریعت علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت، اتباع اور ادب واحترام کے وسیلے سے پایا تھا، چنانچہ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا یہ درجہ جو آپ نے پایا ہے کس چیز کے ذریعہ پایا ہے اور یہ مقام کہ جس پر آپ پہنچے ہیں کیسے پہنچے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

بچپن میں ایک رات بسطام سے باہر نکلا، چاند اپنی چاندنی بکھیر رہا تھا۔ اور ساری دنیا محو خواب تھی، بارگاہِ حق میں نگاہ کی تو اٹھارہ ہزار عالم اس کے پہلو میں ایک ذرہ معلوم ہو رہے تھے، طبیعت پر عجیب سی روحانی کیفیت طاری ہوگئی اور عرض کی: بارالٰہا! تیری بارگاہ اتنی عظیم اور اس قدر خالی! اس قدر وسیع کائنات اور اس قدر تنہائی:

غیب سے جواب آیا: یہ بارگاہ اس سے خالی ہے کہ جو ہمیں نہیں چاہتا ناشستہ رو اس بارگاہ کے لائق کیسے ہو سکتے ہیں؟

دل میں خیال آیا کہ دریائے رحمت جوش میں ہے ہم کلامی کا شرف میسر ہے اور اس سے بہتر کیا موقع ہوگا کیوں نہ ساری مخلوق کی بخشش کے لئے عرض کر دوں دفعتاً خیال آیا کہ مقام شفاعت تو شافع روز جزا حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہے بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے خاموش رہا۔

پردۂ غیب سے آواز آئی، اس ایک ادب کی وجہ سے کہ جس کا تم نے لحاظ رکھا ہے، ہم نے تمہارا نام بلند کر دیا ہے چنانچہ اب تمہیں قیامت تک لوگ سلطان العارفین بایزید کے نام سے یاد کرتے رہیں گے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

امام ابونصر قشیری کے سامنے حضرت بایزید کا یہ واقعہ بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: بهذه الهمة نال مانال.

ترجمہ: حضرت بایزید نے جو کچھ پایا، وہ اسی ہمت (ادب پیمبر) کے ذریعہ پایا۔

داد جملہ داد ایمان بایزید
آفرین ہا چنیں شیر خرید

(مولانا روم)

بعض باتیں اور ان کی حقیقت

حضرت سلطان العارفین سیدنا بایزید کے بارے میں بعض باتیں بیان کی جاتی ہیں کہ جو شریعت کے خلاف معلوم ہوتی ہیں، ان کی حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے بہت سی باتیں ان سے منسوب کر دی گئی ہیں درحقیقت انہوں نے یہ کہی ہی نہیں، یہ باتیں کچھ تو نادان لوگوں نے شیخ کی بڑائی کے لئے گھڑ لی ہیں جیسا کہ بعض بزرگوں کے لئے دوسرے بہت سے لوگوں نے کیا کچھ لکھا اور بیان کیا ہے۔ زیادہ تر بدطینت دشمنوں کی کارستانی ہے کہ جنہیں حضرت بایزید کی عظمت وشہرت کھٹکتی تھی۔ چنانچہ شیخ الاسلام عبداللہ

انصاری کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت بایزید پر بہت زیادہ جھوٹ باندھے ہیں منجملہ ان کے ایک معراج والا واقعہ ہے۔ (نفحات الانس، سفینۃ الاولیاء)

بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن کی تاویل کی جا سکتی ہے اور روحانی بصیرت سے کام لینے والے ان کے معانی سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتے ان کے بارے میں ہمیشہ یہ امر پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ بعض اوقات الفاظ، معانی کی وسعت کا ساتھ نہیں دے سکتے، لہٰذا معرفت اور واردات روحانی کے اظہار و بیان کے لئے الفاظ کی تنگ دامانی الجھن کا باعث بن جاتی ہے، بعض باتیں ایسی ہیں جن کو وہ شخص تو سمجھ سکتا ہے جو اس روحانی واردات سے گذر رہا ہو مگر دوسرے لوگ انہیں سمجھنے کے قابل نہیں ہوتے ایک پہلو یہ بھی ہے کہ حضرت بایزید کا حقائق و معارف بیان کرنے میں اپنا مخصوص انداز ہے، جب تک اس انداز سے آگاہی نہ ہو، بات سمجھنے میں مغالطہ ہو جانے کا امکان ہے، آپ کا انداز کچھ اس طرح کا ہے کہ پہلا جملہ چونکا دینے والا ہوتا ہے لیکن جب آگے وضاحت کرتے ہیں تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے۔

ظاہر پرست علماء پہلے جملہ کو سن کر چونک اٹھتے ہیں لیکن دوسرے جملہ کو سن کر شرمندہ ہو کر رہ جاتے ہیں اور ان لوگوں کی کم علمی و بے بضاعتی ظاہر ہو جاتی ہے۔ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو اصحاب طریقت سے غلبۂ سکر میں زبان سے نکل جاتی ہیں ان کی حیثیت شطحیات کی ہے اور وہ قطعاً قابل اعتناء نہیں اگرچہ ان سے کہنے والے کی عظمت میں کوئی فرق نہیں پڑتا تاہم وہ ہمارے لئے سکوت کے مقتضی ہیں اور یہی احتیاط کی راہ ہے۔

عظیم کارنامہ

حضرت سلطان العارفین نے جب ہوش سنبھالا اور روحانی مراحل طے کرنا شروع کئے اور گردو پیش پر نگاہ ڈالی، تو ملت اسلامیہ کو ایک بڑی آزمائش سے دوچار پایا۔ دنیاداری، ظاہرداری اور عقل پرستی بری طرح مسلمانوں پر چھائی ہوئی تھی، یقین کی جگہ

تذبذب، سادگی کی جگہ تکلف، سنت کی جگہ بدعت اور ایمان واعتقاد کی جگہ شکوک وشبہات جنم لے چکے تھے، قیصر روم کی بھجوائی ہوئی کتابیں اپنا رنگ لا رہی تھیں یہ انہیں علوم وفنون کے برگ وبار ہی تھے جو شجر اسلام پر اکاس بیل کی طرح چھائے جا رہے تھے، اعتزال اور عقل پرستی، سرکاری دربار تک رسائی حاصل کر چکی تھی اور وہاں سے شہ پا کر فیشن کا درجہ اختیار کرتی اور فتنہ سامان بنتی جا رہی تھی، افسوس علمائے امت چند ایک کو چھوڑ کر عموماً دنیاداری، حق پرستی اور نفس پرستی کو اپنا شعار بنا چکے تھے۔ اور دربار میں جگہ مل جانے کو نعمت عظمیٰ سمجھنے لگ گئے تھے، مفتی فتوی دینے سے پہلے امراء خلفاء کے اشارۂ ابرو کو دیکھ لیتے تھے۔ اسلامی تعلیمات کے چشمہ صافی پر دنیاداری کی کدورت تہہ جما چکی تھی۔ عبادات پر ظاہرداری اور سطحیت غالب آ چکی تھی، نمازیں تھی مگر دکھاوے کی، حج تھے تو نام ونمود کی خاطر اذانیں تھیں تو روح بلالی سے خالی، عقل عیار نے زکوٰۃ سے بچنے کے لئے طرح طرح کے حیلہ اختراع کر لئے تھے۔

غرض یہ کہ ہر طرف نفسانیت ہی نفسانیت تھی اور خود پسندی، خود غرضی اور خواہشات نفس کی پرستاری کی عملداری تھی دل سوز سے خالی جرأتِ یقین سے محروم، عشق الٰہی کی لذت سے ناآشنا، اخلاص علم سے عاری اور خداترسی کے پاکیزہ جذبے سے تہی داماں ہوتے جا رہے تھے، کان تھے کہ وجدانی بول سننے کو ترس گئے تھے۔ اور آنکھوں کو تو عشق کی جلوہ گری کا مشاہدہ کئے مدتیں ہو چکی تھیں۔

ان حالات میں ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی اہل دل اٹھے، جو بھٹکے ہوئے انسان کو راہ ہدایت دکھائے، دلوں کی گرہیں کھولے اور انہیں حرارتِ عشق سے گرما دے، عقلیت کے غلام لوگوں کی سوچ کے زاویئے بدل کر انہیں حریت فکر سے نوازے، انہیں وجدان اور عشق کی دولت عطاء کرے، اور اخلاص ومحبت روحانی کیف وسرور انسان دوستی اور خداترسی کے سبق دے۔

چنانچہ بسطام کی سرزمین سے ایک اللہ والا اٹھا جس نے عقلیت، وضعیت اور رسم

پرستی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور فرزندانِ توحید کو فقر جسور اور عشق غیور کی دعوت دی اور تاریخ بتاتی ہے کہ یہ دعوت صدا بصحرا نہیں رہی، بلکہ بالآخر بڑی پُراثر ثابت ہوئی۔ اور سکون قلب کے متلاشی کشاں کشاں فقر و تصوف کے سکون بخش نخلستانوں کا رخ کرنے لگے، انہوں نے زوردار الفاظ میں عقل کی نارسائی ماندگی اور بے چارگی کو واضح کیا۔ کیونکہ عقل اپنی تمام تر عقل پروازیوں کے باوجود وحی اور دین کے ارفع حقائق کا کما حقہ ادراک نہیں کر سکتی، اس کی اپنی ایک حد ہے اور اس حد سے آگے یہ ہرگز آگے نہیں بڑھ سکتی جبکہ دین کی حقیقتیں ماوراء العقل ہیں، لیکن یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ماوراء العقل ہونا اور چیز ہے اور خلافِ عقل ہونا کچھ اور ہے۔

اسلام بلاشبہ دین فطرت ہے وہ عقل و خرد کا مخالف نہیں، لیکن عقل پرستی کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا، وہ ہمیشہ اس فکر و نظر اور تدبر و تعقل کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ جو دینی وجدان کے زیر اثر ہو، عقل کے استعمال اس حد تک اجازت و ضرورت ہے کہ اس کے ذریعہ یہ معلوم کر لیا جائے کہ فلاں کام کرنے کا واقعی اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے یا فلاں کام سے روکا ہے، یہ عمل تدبر فی القرآن اور درایت فی الحدیث کہلاتا ہے۔ پس اگر غور و فکر اور تحقیق و تفحص کے بعد قرآن وسنت سے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم ثابت ہو جائے تو عقل اپنا فرض سرانجام دے چکی، اس کے بعد عشق کی باری ہے، اب مادی نفع ونقصان سے بلند تر ہو کر اس پر عمل پیرا ہو جانا ہے اور امر و نواہی پر عمل کرتے وقت خواہ کتنا ہی مادی نقصان کیوں نہ ہوتا ہو، اس کی پرواہ نہ کرنا، کسی ملامت گر کی ملامت اور کسی جابر حکمراں کی سلطنت کو خاطر میں نہ لانا، رخصت کے بجائے عزیمت پر عمل کرنا اور محض رضائے الٰہی کو مطمح نظر بنانا عشق کہلاتا ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کی حضرت سلطان العارفین بایزید پاک نے اپنی زبان کے ہر قول سے اور عمل کے ہر پہلو سے ہمیں تلقین کی ہے۔ عشق الٰہی ان کی زندگی تھی، یہی ان کا سرمایۂ حیات اور یہی ان کا سبق تھا۔ آپ جو کچھ عشق کے بارے میں کہتے تھے۔ پورے یقین و اذعان کے ساتھ

کہتے تھے وجہ ظاہر ہے عشق ان کا محض قال نہیں تھا بلکہ حال بھی تھا ۔

درمحبت آنچہ می گویم اول من کنیم

پارہ بیش است از گفتار ما کردار ما

ترجمہ: محبت کے بارے میں ہم جو کچھ کہتے ہیں پہلے اس کا تجربہ کر چکے ہوتے ہیں، ہمارا عمل ہماری گفتار سے کچھ زیادہ ہی ہے۔

انہوں نے دلوں کی ناحکمی کی صحیح تشخیص کی تھی اور نہایت ہی مناسب علاج عشق کے نسخۂ شفا میں پیش کیا تھا۔ یہ ان کا عظیم کارنامہ ہے جس کے لئے اہل دل انہیں رہتی دنیا تک خراجِ عقیدت پیش کرتے رہیں گے۔

دار فانی سے دار بقا کی طرف

ماہ وسال اور دن ورات گذرتے چلے گئے اور وہ دن قریب آ گئے جبکہ قافلہ سالار عشق سلطان العارفین حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادت مندوں کو سوگوار چھوڑ کر راہیٔ ملک بقاء ہونے والے تھے زندگی کے آخری ایام میں آپ اپنا زیادہ وقت دعا ومناجات اور ذکر الہٰی میں بسر کرتے تھے کچھ فرصت میسر آئی تو رشد وہدایت کا سلسلہ جاری ہوجاتا تھا۔ طبیعت میں سوز وگداز پہلے سے ہی تھا، لیکن ان دنوں تو یہ کچھ اور بھی فزوں تر ہوگیا تھا دل سے بات نکلتی اور دلوں میں گھر کرتی جاتی تھی، روحانیت کا یہ سدرہ نشین بلبل ہزارداستان کی طرح بیٹھا آخری روحانی بول بول کر اڑ جانے کے لئے پر تول رہا تھا ان دنوں نصیحت میں وہی انداز ہوتا تھا کہ جیسے کوئی بچھڑنے والا اپنے پسماندگان کو وصیت کر رہا ہو۔

نفحات الانس میں ہے کہ حضرت سیدنا بایزید پاک ابتداء عمر سے ہی بہت زیادہ اللہ اللہ کرتے تھے اور ذکر الہٰی میں وقت بسر کرتے تھے۔ جب وصال کا وقت ہوا تو بھی اللہ اللہ زبان مبارک پر جاری تھا اور وہی احساس دامن گیر تھا کہ جو خاصان خدا کا حصہ

ہے۔ یعنی یہ احساس کہ اس طرح عبادت نہیں ہوسکی جس طرح عبادت کرنے کا حق تھا چنانچہ زبان مبارک پر یہ جملہ لاتے۔

الٰهی لاذکرتک الاعن غفلة وماخدمت الا عن فترة.

ترجمہ: اے میرے اللہ! میں نے تجھے یاد نہیں کیا مگر بھول بھول کر اور اسی طرح تیری عبادت نہیں کرسکا مگر وقفوں کے بعد۔ اب جبکہ اپنی جان تیرے حوالے کررہا ہوں، اس وقت بھی تیری طاعت سے غافل ہوں معلوم نہیں تیرے حضور کے قابل کیسے ہوں گا۔

وفات ووصال

وفات کے وقت زبان پر اسم ذات تھا، امید ورجاء کا غلبہ بڑھ گیا تھا، اور بقائے الٰہی کا اشتیاق فزوں ہوگیا تھا اس طرح ذکر وحضور میں آپ نے اپنی جان جان آفریں کا سپرد کی۔ وصال کے وقت یقیناً عالم بالا سے یہ ندا آرہی ہوگی۔

يَا اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ. ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً. فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ. وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

ترجمہ: لوٹ آؤ لوٹ آؤ اے مطمئن جان! اپنے رب کی طرف راضی خوشی ہوکر، پس شامل ہوجاؤ میرے خاص بندوں میں اور داخل ہوجاؤ میری خاص جنت میں (کہ جو تمہارے لئے چشم براہ ہے)

سن وفات

سال وصال صحیح قول کے مطابق ۲۶۱ھ بمطابق ۸۷۵ء ہے بعض اقوال میں ۲۳۴ھ اور ۲۶۴ھ کو بھی وفات کا سال بیان کیا جاتا ہے لیکن یہ سال درست نہیں۔ صاحب تواریخ آئینہ تصوف نے بعض ارباب کشف کی تحقیق کی بناء پر مزید تصریح کی ہے کہ وصال مبارک ۱۵ر شعبان ۲۶۱ھ بروز دوشنبہ بوقت نصف شب ہوا۔ وقت وفات

عمر شریف ایک سو تینتس سال تھی (۱۳۳) اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

مدفن مبارک

حضرت سرکار سید طیفور شامی بسطام میں پیدا ہوئے تھے اور اسی خاک میں دفن ہوئے۔ وہ مقام کہ جہاں آپ آسودۂ خواب ہیں وہاں اب گورستان طیفور کے نام سے ایک قبرستان عالم وجود میں آ گیا ہے مزار مبارک مرجع خاص وعام ہے۔ یہاں صوفیاء کرام بڑی عقیدت سے حاضر ہوتے ہیں۔ فاتحہ پڑھتے اور روحانی فیض اٹھاتے ہیں۔

مزار پر ایک قبہ ہے جو ایک تاتاری حکمراں کے اظہار عقیدت کی یادگار ہے۔ تاتاری بزرگان دین کے بڑے معتقد ہو گئے تھے، کیونکہ ان کا اسلام قبول کرنا مشائخ اور صوفیاء کرام کی پرخلوص کوششوں کا مرہون منت تھا۔ آپ کا مقبرہ الجامو نامی حکمراں نے ۷۰۰ ہجری، مطابق ۱۳۰۰ء/۱۳۰۱ء میں تعمیر کرایا تھا۔

خلفاء

آپ نے حضرت امام جعفر صادق علی جدہ وعلیہ السلام وحضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ شیخ مسعود، شیخ محمود، شیخ ابراہیم، شیخ احمد سید بدیع الدین قطب المدادر رضی اللہ عنہم آپ کے نامور مرید اور خلیفہ ہوئے۔ یہی چاروں اصحاب سلسلۂ طیفوریہ کے ارکان اربعہ ہیں۔ جن سے آپ کا سلسلۂ مبارکہ چار دانگ عالم میں مشتہر ہوا۔

• • •

شان استغنا عطا کر مجھ کو میرے کردگار
شہ بدیع الدین مدار دوسرا کے واسطے

قطب وحدت تاجدار ولایت

سید بدیع الدین قطب المدار

الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ

نام: شیخ احمد سید بدیع الدین

اسم طریقت: عبداللہ زندان الصوف اور احمد زندہ صوف۔

القاب: زندہ شاہ مدار، شاہ والا، حی المدار، شاہ زنداں، شاہ طبقات، مدار پاک، مدار العالمین وغیرہم۔

نسب شریف: نجیب الطرفین سید۔

والد گرامی کی طرف سے نسب

سید بدیع الدین شیخ احمد بن سید قدوۃ الدین علی بن سید بہاء الدین حسین بن سید ظہیر الدین احمد بن سید اسمعیل ثانی، بن سید محمد بن سید اسمعیل بن سیدنا امام جعفر صادق بن سید امام محمد باقر بن سید امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین بن سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

والدہ محترمہ کی جانب سے نسب

سید بدیع الدین احمد بن سیدہ فاطمہ ثانیہ بی بی ہاجرہ بنت سید عبداللہ بن سید محمد زاہد بن سید حسن عابد بن سید ابو صالح محمد بن سید ابو یوسف عبداللہ بن سید ابو القاسم محمد نفس ذکیہ بن سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سید امام حسن رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(مکتوبات حمید، سید الابرار، بدیع العجائب کتب عامہ سیر) (مکتوبات عبدالقدوس)

سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ مادرزاد ولی اور سعید ازلی ہیں، تذکرہ نگاروں کے مطابق اس رات جبکہ آپ صلب پدر سے رحم مادر میں رونق بخش ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ ان کے حجرۂ شریفہ میں ایک آفتاب عالم تاب طلوع ہوا اور اس کی شعاعیں دور دراز تک پھیل گئیں اسی شب کو والد بزرگوار کو دونوں عالم کے سردار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باکرامت کا عز وشرف حاصل ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ اے علی۔تجھ کو اللہ کریم ولی ازلی عطا فرمانے والا ہے جو عجوبۂ روزگار، مشہور دیار وامصار ہوگا نام اس نو مولود کا بدیع الدین رکھنا۔آپ کے والدین کریمین اس بشارت پر مسرت کو سن کر بیحد وحساب، شاداں وفرحاں ہوئے۔اور بچے کے ظہور پرنور کا انتظار بحال کیف وسرور کرنے لگے۔اور بچہ رحم مادر شریف میں شگوفہائے تصرفات وکرامات کھلانے لگا۔

والدہ ماجدہ سے مروی ہے: کہ ایام حمل میں ان کو کوئی گرانی اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی، وہ فرمایا کرتیں کہ میں نے بار ہا دیکھا کہ میرے اندر ایک پارۂ نور ہے جو کبھی نیچے ناف کی طرف جاتا ہے اور کبھی اوپر سینے کی طرف آتا ہے۔میں اپنے اندر ایسی خوشبو محسوس کرتی تھی کہ جس خوشبو سے ہمہ اوقات دل ودماغ معطر رہتے تھے، اتفاقاً ان دنوں میں کوئی مشکوک غذا منھ میں رکھ بھی لیتی تو کراہت پیدا ہوتی اور وہ چیز میں تھوک دیتی، اگر اس کا کچھ اثر بھی باقی رہ جاتا تو میرے پیٹ میں تکلیف پیدا ہوجاتی اور مجھ کو قئے ہوجاتی۔الغرض نو ماہ تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ (مکتوبات عبدالقدوس علیہ الرحمہ)

بابائے قوم وملت مرشد گرامی حضرت علامہ حکیم سید محمد ولی شکوہ علیہ الرحمۃ والرضوان جمال مداریت میں تحریر فرماتے ہیں:

۲۴۲ھ ماہ رمضان المبارک شہر حلب میں ایک پرندہ ظاہر ہوا چالیس مرتبہ اس طرح چلایا:

یا معشر الناس اتقوا اللہ ، اللہ ، اللہ اور اڑ گیا، اسی طرح تین دن برابر

ظاہر ہو کر آوازیں لگا تار ہا ہزاروں لوگ اس آواز کو سنتے رہے آخر رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہوا۔

ولادت یکم شوال المکرّم بروز پیر عید کے دن صبح صادق میں قاضی سید علی حلبی کے گھر مہر حلب آغوش سیدہ فاطمہ ثانیہ سے طلوع ہو کر تمام عالم کو نورانی ضیاء میں بخشنے لگا۔

(جمال مداریت، ص:۱۵)

حضرت علامہ ادریس حلبی رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ولادت کی رات ساری فضا انوار کی کثرت سے بقعۂ نور بن گئی تھی، زمین سے آسمان تک نورٌ علیٰ نور ایک ستون سا دکھائی دیتا تھا۔ اور قاضی سید علی حلبی کے گھر کا انوار و تجلیات نے احاطہ کر لیا تھا در و دیوار سے ہذا ولی اللہ، ہذا ولی اللہ کی صدائیں سنائی دے رہی تھیں۔

سید البشر افضل الانبیاء والمرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مع خلفاء راشدین وائمہ اہل بیت اطہار عالم مثال میں تشریف لائے اور حضرت سید علی حلبی کو پسر نیک اختر کی پیدائش کی بصد زیبائش مبارکباد دی، حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے بھی علامہ حلبی کو فرزند ارجمند کی ولادت باسعادت پر تہنیت اور مبارکباد پیش کی۔

(مکتوبات عبدالقدوس) (انیس الابرار)

الغرض حضرت سیدی قطب المدار کی جب ولادت شریف ہوئی تو سب سے پہلے آپ نے سر نیاز بارگاہِ بے نیاز میں رکھا، پھر سر سجدہ سے اٹھا کر بآواز بلند اشھد ان لاالہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھا۔ تمام حاضرین نے اس پر نور منظر کا عینی مشاہدہ کیا۔ اور آپ کی عظمت و جلالت کا دل سے اعتراف کیا۔ اسی روز دمشق سے ایک بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے حضرت علی حلبی سے اندرون خانہ حاضر ہونے کی اجازت طلب کی اور عرض کیا کہ آپ کے گھر میں جو نومولود ہے وہ ازلی سعید ہے۔ اور میرا دوست ہے۔ میں اس کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہوں، سرکار قطب المدار کے والد ماجد نے زنانخانے میں پردہ کا انتظام کر کے ان

بزرگ کو گھر کے اندر بلایا۔ بزرگ محترم کی جیسے ہی بچہ کے چہرہ پر نگاہ پڑی بے اختیار ہو کر سجدے میں گر گئے۔ اور پھر کچھ افاقہ ہوا تو سجدے سے اٹھ کر فرمانے لگے کہ میں اولیائے عارفین سے سنتا تھا کہ یہ نومولود ایسا ہوگا کہ اس کے جمال پر جس کی نگاہ پڑے گی سجدہ میں گر جائے گا۔ الحمدللہ آج مجھے عینی مشاہدہ اور عملی تجربہ ہوگیا۔ (مکتوبات عبدالقدوس)

حضرت سیدنا عبدالقدوس اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: روایان صادق البیان کا ارشاد ہے کہ "بدیع الدین" پیدا ہوئے تو اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نوش نہیں فرمایا، والد محترم نے ایک دایہ کو مقرر کیا اس دایہ کا بھی دودھ نوش نہیں کیا، کچھ غور و فکر کے بعد حضرت علی حلبی نے سیدہ بی بی ہاجرہ کو دوسرے مکان میں ٹھہرایا تو آپ نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ کیونکہ پڑوس میں ایک سودخور کا مکان تھا۔ اور اس کی دیوار کا سایہ قاضی صاحب کے مکان میں آتا تھا۔ اس لئے سرکار بدیع الدین نے وہاں دودھ نوش نہیں فرمایا۔

والدہ ماجدہ اگر کبھی بغیر وضو دودھ پلانے کی کوشش کرتیں تو آپ دودھ نہیں پیتے تھے اور نہ رمضان کے مہینے میں دن میں دودھ پیتے تھے۔ والدہ ماجدہ جب آپ کو دودھ پلاتیں تو پی لیتے تھے، دوسرے بچوں کی طرح بھوک و پیاس میں نہ روتے تھے نہ ایڑیاں رگڑتے تھے، صبر و استقلال سے گہوارہ میں لیٹے رہتے تھے، اذان کی آواز غور سے سنتے تھے، تلاوت قرآن کریم سنتے تو مسکراتے تھے۔

صاحب مخبر الواصلین نے نقل کیا ہے کہ قاضی سید علی حلبی کے گھر ایک بوڑھی بکری تھی جو عرصہ سے دودھ دینا بند کر چکی تھی مگر جب آپ تولد ہوئے تو آپ کے وجود کی برکت سے اس بکری نے اتنا دودھ دیا کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیا تھا۔

(سید الاقطاب، تذکرۂ مدار عالم)

ایامِ طفولیت کے واقعات

سیرت اولیاء کرام کے مطالعہ کا ذوق وشوق رکھنے والے حضرات پر مخفی نہ رہے

جیسا کہ اوراق گزشتہ میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ سرکار قطب المدار شیخ احمد زندہ شاہ مدار مادر زادولی اور سعید ازلی تھے، اسی لئے ولادت سے پہلے اور عہد شیرخوارگی اور بچپن میں ایسے واقعات ظاہر ہوئے جو کہ نہ صرف دوسرے بچوں میں بلکہ جلیل القدر اولیاءاللہ کی طویل فہرست میں آپ کو ممتاز کرتے ہیں بچپن میں دوسرے بچوں کی طرح کھیل کود میں مصروف نہیں ہوتے تھے، اگر بچوں کے ساتھ کبھی تشریف لے جاتے تو صدائے غیبی کانوں میں آتی یابدیع الدین ارجع الی۔ آپ اس آواز کو سن کر ہیبت جلال خداوندی سے لرزہ براندازم ہوا ٹھتے اور وحشت ودہشت کے عالم میں والدہ ماجدہ کی آغوش شفقت میں پناہ گزیں ہوتے۔

بزرگوں سے منقول ہے کہ محلّہ کے کچھ بچوں کے ساتھ سیر وتفریح کے ارادہ سے ایک باغ کی طرف رواں دواں تھے، کہ دفعتاً ایک صدائے غیبی نے چونکا دیا۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:

یا بدیع الدین ام خلقت لھذا و امرت لھذا.

آپ حیرت زدہ ہو کر ٹھہر گئے۔ ایک دم ساکت وجامد، اس تھوڑے توقف کے بعد بے اختیار پکارے لا واللہ، لا واللہ، اور واپس گھر کی طرف دوڑتے ہوئے روانہ ہوئے اور والدہ ماجدہ کی آغوش محبت سے لپٹ گئے۔ جسم اقدس پر حیرانی وپریشانی کے آثار واضح طور پر نمایاں تھے، والدہ محترمہ گھبرائیں اور نور نظر کے حال پریشاں سے اپنے شوہر نامدار حضرت علی حلبی کو مطلع کیا، والد محترم نے لخت جگر کو دیکھ کر فرمایا، پریشان ہونے کی بات نہیں میرے فرزند کو اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ اور وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ آپ خود کھیل کود سے دور رہتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی یہی درس دیتے تھے۔ کہ لہوولعب میں اپنی حیات مستعار کو رائیگاں نہ کرو۔ (مکتوب عبد القدوس، تذکرۂ مدار العالمین)

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کچھ بچے کھلونوں سے کھیل رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے

مگر آپ ایک گوشہ تنہائی میں کھڑے ہوئے رو رہے تھے۔ وہاں سے ایک شخص کا گذر ہوا کہنے لگا سب بچے کھیل میں مگن ہیں خوش ہو رہے ہیں، آپ کیوں روتے ہوئے نظر آتے ہیں کیا آپ کے پاس کھلونے نہیں ہیں؟ فرمایا:

نہ مجھے کھلونوں کی ضرورت ہے نہ کھیلنے کا شوق، میرا سینہ تو اس غم سے پھٹا جاتا ہے کہ اللہ نے جس واسطہ پیدا کیا ہے، اس مقصد سے غافل ہو کر یہ بچے اپنا وقت کھیل کود میں ضائع کرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ حیات چندروزہ کی گھڑیاں تمام ہو جائیں اور سرمایۂ آخرت سے محرومی مقدر بن جائے۔ وہ شخص بہت متاثر ہوا اور اپنے استفسار پر بھی نادم وپشیمان ہوا۔ (مکتوب عبدالقدوس، جدید مدار اعظم وغیرہ)

خضر علیہ السلام کی تشریف آوری اور تربیت باطنی

حضرت سیدنا عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار گھر سے نکل کر جنگل میں جا پہنچے اور ایک ٹیلہ پر مستغرق فی اللہ ہو کر بیٹھ گئے، کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ ایک بزرگ وہاں پر رونق افروز ہیں پوچھا۔ من انت یا ولدی؟ آپ نے کہا انا عبداللہ پھر پوچھا ما اصلک؟ کہا ھذہ الطین اور مٹھی بھر خاک اٹھاتے ہوئے پڑھا، مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى.

بزرگ محترم یہ جواب سن کر بہت زیادہ خوش ہوئے، فرطِ مسرت سے سینے سے چمٹالیا، پھر سینہ پر دست مبارک مس فرماتے جاتے اور دعا کرتے جاتے۔ فرمایا: یا ولدی ان شعیتک لمحمدیة وبذرک علویة وتربتک فاطمیة، ومیلادک حلبیة سیجعلک اللہ مدار الکرامات ومحار العلامات پھر فرمایا میرا نام خضر ہے، عنقریب منازل سلوک میں میں ممد ومعاون ہوں گا۔

(مکتوب مذکور، ص: ۸)

تذکرہ مدار العالمین میں ہے کہ آپ اکثر و بیشتر فاقہ کشی کی مشقت سے ہمکنار ہوتے رہتے اور مزاج اقدس میں تلخی اور ترشی پیدا نہ ہوتی بلکہ سدا سرور و مستی کے عالم میں نظر آتے مسلسل کئی وقت فاقہ کشی کے بعد ایک دن گھر کے باہر ٹہل رہے تھے، ایک شخص آیا اور پیار و محبت کے ساتھ گود میں اٹھالیا اور تازہ انگور کا خوشہ پیش کیا اور کہا کہ صاحبزادے اس کو تناول کیجئے آپ نے کہا ھذا نصیب غیر ۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نہایت مفلوک الحال بھوک کی حالت سے دوچار ادھر آتا ہوا نظر آیا آپ نے کہا ھذا نصیب لھٰذالرجل اور انگور کا خوشہ اس آنے والے بھوکے شخص کو عطا کر دیا۔

(تذکرہ مدار العالمین)

بچپن مدار کا ہے نہ جوانی مدار کی
واللہ ہے عجیب کہانی مدار کی
سید محضر مکن پوری

زمانۂ طالب علمی، بیعت، حج و زیارت

عمر شریف جب چار سال چار مہینے چار دن کی ہوئی، تو رسم بسم اللہ خوانی کی گئی، اور اس زمانہ کے جلیل القدر عالم علوم ظاہری و باطنی حضرت سدید الدین حذیفہ شامی کے سپرد کر دیا گیا تا کہ وہ علوم دینیہ شرعیہ سے روشناس کرائیں۔

سیرت کی کتابوں میں صراحت سے لکھا ہے کہ جس روز پہلی مرتبہ استاد محترم کے پاس پہنچے استاد محترم نے کمال شفقت اور محبت سے اپنے قریب بیٹھایا اور الف پڑھایا تو آپ نے الف کی وہ معنی خیز تشریح فرمائی کہ استاد محترم متحیر اور ششدر رہ گئے۔ بے اختیار پکار اٹھے ھٰذَا وَلِیُّ اللّٰہِ ، ھٰذَا وَلِیُّ اللّٰہِ.

تذکرہ نگاروں کے بیان کے مطابق ایک ہفتہ تک الف کی تشریح بیان فرماتے رہے۔ مکتب کو جاتے ہوئے اور واپس ہوتے ہوئے ہذا ولی کی آوازیں سنائی دیتی تھیں،

چودہ سال کی عمر شریف میں علوم مروجہ قرآن کریم، حدیث، فقہ، تفسیر، وغیرہ پر ملکہ وافرہ حاصل کر کے علوم ہیمیا، سیمیا، کیمیا، ریمیا پر بھی کامل دستگاہ حاصل کر لی۔ اور اپنے وقت کے جلیل القدر عالم اور صائب الرائے فقیہ مانے جاتے تھے، تشنگانِ علم دین کا جم غفیر در دولت پر حاضر ہوتا اور دقیق سے دقیق مسائل دریافت کرتا شب و روز ابھی یہی مشغلہ جاری تھا کہ تحصیل علوم باطنی کا شوق دامن گیر ہوا اور خود بخود آپ کی توجہ مدینۃ العلم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مبذول ہوئی، اب روز و شب اسی فکر و تردد میں گزرتے، کہ وہ ساعت سعید کب آئے، کہ دیار حبیب تک رسائی میسر ہو اسی شوق فراواں کے عالم میں ایک دن دیکھا کہ میدان عرفات میں تمام حجاج کرام جمع ہیں۔ کچھ لوگ صفا، مروہ کی سعی میں مشغول کچھ منی میں، کچھ خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں، غرض کہ وہ تمام ارکان ولوازم حج بیت اللہ کی ادائیگی میں مشغول ہیں، آپ خواب سے بیدار ہوئے۔ تو زار و قطار اشکبار گریہ وزاری شروع کر دی۔ والد محترم کو علی الصبح آگاہ کیا اور حرمین شریفین کی حاضری کی اجازت چاہی والد مکرم کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا اور راہی حرمین طیبین ہوئے۔ نہ کوئی رفیق سفر، نہ زادِ راہ، اللہ پر بھروسہ کر کے منزل کی طرف بڑھے جاتے تھے، راستے میں ایک غار نظر آیا، وہاں ٹھہر گئے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے جب آگے جانے کا ارادہ کیا تو صدائے غیبی سنی:

بدیع الدین! پہلے بیت المقدس جاؤ

تو آپ بیت المقدس پہنچے وہاں سلطان العارفین حضرت بایزید پاک بسطامی قدس سرہ العزیز آپ کا انتظار فرما رہے تھے، کیونکہ بدیع الدین ہی سلطان العارفین کی مراد ہے۔ غرض جب سید بدیع الدین مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے، حضرت طیفور شامی کی نگاہ جیسے ہی آپ پر پڑی، چند لمحات وہ محو حیرت بنے ہوئے دیکھتے رہے۔ پھر والہانہ طور پر سینے سے چمٹا لیا، گویا کہ متاعِ گمشدہ دستیاب ہو گئی۔

پھر فرمایا کہ اب سے بیس برس قبل میں یہاں ایک نور کا ستون دیکھا تھا تمہیں

دیکھنے کے بعد لگا کہ نور کا وہ ستون تمہیں ہو۔ تمہارے جد امجد کی چند امانتیں تمہارے واسطے میرے پاس ہیں جو میں تمہیں تفویض کرنا چاہتا ہوں۔

سرکار مدار پاک نے صحن بیت المقدس میں ۱۰ ارشوال المکرّم ۲۵۹ھ میں حضرت سید ناطیفور شامی کے دست حق پرست پر بیعت کر کے شرف اجازت وخلافت بھی حاصل کیا۔ پھر پیر و مرشد سے رخصت ہو کر مکۃ المکرّمہ پہنچے وہاں پہنچ کر ارکان حج ادا فرمائے۔ ایک دن عالم رویاء میں ایک بزرگ تشریف لائے، انہوں نے فرمایا اپنے جد محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو اس اشارہ غیبی پر مدینہ منورہ کا عزم فرمایا وہاں اپنے جد اعلی سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس کو بوسہ دیا۔ پائیگاہ سے آنکھیں ملیں اور اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔

ایک روز زیارت اقدس کا شرف حاصل ہوا تو شہنشاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے امین علوم مصطفوی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سپرد فرمادیا اور حکم دیا کہ یہ جوان سعید ازلی تیری نسل سے ہے اس کو علوم باطنی سے روشناس کر و خدا تعالیٰ نے اسے روز میثاق سے محبوبیت وصمدیت عطاء فرما کر مدار العالمین کیا ہے۔ حضرت باب العلم مولیٰ علی نے رموز و اسرار ہائے باطنی سے روشناس کرانے کے بعد روح پر فتوح امام آخر الزماں حضرت مہدی منتظر علیہ السلام کے سپرد کیا تا کہ وہ تربیت باطنی کرے۔ روح پاک امام مہدی نے تربیت باطنی فرما کر بارگاہ باب العلم مولیٰ علی میں پیش کیا، عرض کیا لیجئے جوان لائق ارشاد ہو گیا۔ پھر حضرت مولا علی نے بارگاہِ نبوت میں پیش کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہ نفس نفیس اپنے نورانی ہاتھوں میں سرکار مدار پاک مقدس ہاتھ لیکر کامل واکمل فرمایا۔ اور نسبت خاص اویسیہ سے سرفرازی بخشی۔

الغرض یہیں سے سلسلہ عالیہ اویسیہ مداریہ، مہدویہ مداریہ کا اجراء ہوا اور وقت کے اکابر روزگار اولیاء اللہ نے اسی نسبت شریفہ کے حصول کیلئے سلسلہ عالیہ مداریہ سے منسوب ہونے کو باعث صد افتخار سمجھا۔

اور بے باکی کا مظاہرہ کرتے تھے۔

آپ دن بھر روزہ رکھتے تھے، اور بوقت افطار دستِ غیب سے دو جو کی روٹیاں آتیں ایک خود تناول فرماتے اور ایک کسی حاجتمند کو دیدیتے۔ آپ تبلیغ فرماتے ہوئے عروس البلاد بغداد پہنچے۔ حضرت ابوالعباس احمد بن محمد مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں قیام کیا اور تربیت باطنی فرما کر قطبیت پر فائز کیا۔ (تاریخ بدیع)

ایک عرصہ تک آپ عراق میں مقیم رہے اور اس کے اطراف میں تبلیغ اسلام فرماتے رہے آپ ۲۸۲ھ میں ہندوستان تشریف لائے (جمال مداریت)

ہندوستان میں آمد

انیس الابرار میں ہے جب آپ عازم ملک ہندوستان ہوئے تو عراق وغیرہ کا سفر تو آپ کا خشکی کا سفر تھا پھر سمندری سفر شروع ہوا آپ خشکی پر چلتے چلتے ایک بندرگاہ پر پہنچے اور ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ کر سوچنے لگے کہ اب تک تو سفر اپنے بس میں تھا سو جیسے تیسے طے ہو گیا مگر اب یہ سمندری سفر کیسے طے ہوگا۔ جبکہ پاس ایک درہم نہیں اور فقیروں کو جن کو اپنے خالق و مالک پر بھروسہ ہوتا ہے۔ دینار و درہم سے متعلق ہی کیا جس خدا کی مدد و نصرت ہے یہ خشکی کا سفر طے ہوا ہے کیا وہ اس سمندری سفر طے کرانے سے عاجز ہے؟ نہیں اور کبھی نہیں۔ اور جب کہ میں اس کے حبیب حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سفر کر رہا ہوں تو بیشک وہ خدا میری مدد ضرور کرے گا اور اس بحری سفر کے لئے بھی آسانیاں پیدا کر دے گا۔ جہاز سامنے کھڑا تھا اور مسافر آ آ کر سوار ہو رہے تھے۔ اور آپ خاموش اپنے اللہ پاک مسبب الاسباب پر بھروسہ کئے ہوئے بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ جہاز کی روانگی میں ابھی کچھ دیر باقی تھی اتنے میں جہاز کا ایک ملازم ٹہلتا ہوا آپ کی طرف سے نکلا آپ کی بزرگ پاکیزہ اور نورانی صورت دیکھ کر اس نے آپ کو سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا۔ پھر اس نے بہت نرمی

قاضی سید محمود کنتوری رحمۃ اللہ علیہ جو خلیفہ ہیں حضرت قطب المدار کے ایک روز عرض کرنے لگے حضرت شجرہ لکھوا دیجئے؟ فرمایا:

اُکْتُبْ اِسْمَکَ ثُمَّ اِسْمِیْ ثُمَّ اِسْمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ.

لطائف اشرفی میں بھی تحریر ہے کہ حضرت سید بدیع الدین مشرب عالی رکھتے تھے اویسی تھے۔ علم ریمیا، کیمیا، سیمیا، ہیمیا کے عالم تھے، سفر حج میں مجھ کو آپ کی صحبت میسر آئی تھی۔

دربار رسالت سے فرمان

حضرت شیخ احمد زندہ شاہ مدار ایک دن دربار رسالت میں حاضر تھے مراقب ہوئے حضوری ہوئی، ارشاد ہوا کہ ملک ہندوستان جاؤ اور گم گشتگان بادیہ ضلالت کو راہ راست پر لاؤ، حق تعالیٰ تمہارے فیض و ہدایت کی برکت سے دین اسلام کو روشن کرے گا۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے تم کو مدار العالمین کیا ہے۔ اقطاب واغواث، ابدال واوتاد، نقباء وغیرہ کو تمہارے تابع کیا ہے جو نعمتیں تم کو حاصل ہوئیں وہ بے مثل ہیں۔ اے بدیع الدین زمین کے طول وعرض میں بسنے والے اللہ کے بندوں کو اللہ کا دین پہنچاؤ، نافرمانوں کو فرمانبرداری کی تلقین کرو۔

حضرت قطب المدار یہ حکم سن کر تعمیل پر کمربستہ ہوئے۔ حج وزیارت کے تمام ارکان سے فارغ ہو کر والدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آگاہ کیا۔ اور رخصت چاہی۔ ماں باپ سے رخصت ہو کر تبلیغ دین کے لئے روانہ ہوئے۔ قرب وجوار کے دیار وامصار میں تبلیغ فرماتے ہوئے عازم ہندوستان ہوئے۔ حالانکہ تن تنہا تھے اور زاد سفر کچھ نہ تھا۔ بمصداق آیۃ کریمہ! اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَـاءَ اللّٰـہِ الایۃ۔ حضرت قطب المدار بھی کسی شرارت اور فتنہ وفساد کی پرواہ نہ کرتے اعلائے کلمۃ الحق فرماتے، اور بڑے سے بڑے جابر وظالم کے سامنے بھی حق گوئی

اور لجاجت سے پوچھا کہ آپ کہاں جانے کا قصد رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ہندوستان جانا چاہتا ہوں مگر کس طرح جا سکتا ہوں جبکہ میرے پاس ایک درم بھی نہیں، اس شخص نے کہا اچھا آپ میرے ساتھ چلیں میں اپنے افسر سے کہونگا، وہ منظور کرلے گا تو آپ اسی جہاز پر چل سکتے ہیں اور اگر وہ نہ بھی منظور کرے گا تو آپ کا کرایہ میں اپنے پاس سے ادا کروں گا بلکہ آپ کو اس کے پاس جانے کی بھی ضرورت نہیں، آپ بے خوف وخطر جہاز پر بیٹھیں، میں ابھی اپنے پاس سے اپ کا کرایہ جمع کئے دیتا ہوں چنانچہ ایسا ہی کیا۔ سچ کہا ہے کسی بزرگ نے کہ!

خدا مہرباں تو سب مہرباں ہے

آپ کے جہاز میں بیٹھنے کے بعد تھوڑی دیر میں جہاز ہندوستان جانے کے لئے روانہ ہو گیا چونکہ حضور رحمۃ للعالمین سید المرسلین محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کو تبلیغ احکام دین اور اصلاح مسلمین پر مامور فرما کر روانہ کیا تھا اس لئے حضرت سیدنا مدار العالمین نے جبکہ اہل جہاز کی بداطواری ملاحظہ فرمائی تو اپنا فرض اولین ادا کرنے کے لئے ان سب کو پند و نصیحت کرنے لگے اور حقانیت اسلام پر وعظ کہنے لگے آپ کی یہ سچی نصیحتیں "الحق مر" کے تحت کڑوی معلوم ہوئیں۔ یہاں تک کہ بعض لوگ نازیبا بدسلوکیاں کرنے پر اتر آئے۔

خدائے پاک کو اپنے ولی کے ساتھ یہ بدسلوکیاں پسند نہ آئیں آپ تو خاموش رہے، لیکن اللہ واحد القہار کے دوسرے قہر و غضب میں جوش آ گیا اور ضرورت ہوئی کہ دشمنان حق ناہنجار اور بدکردار لوگوں کو کیفر کردار کو پہنچایا جائے۔ تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور اولیاء اللہ کو ستانے اور دکھ پہنچانے سے باز رہیں۔ چنانچہ خدا کے حکم سے تند اور مخالف ہوا چلنے لگی بادبان ٹوٹ گئے جہاز سندر کی موجوں کے تھپیڑوں سے ڈگمگانے لگا راستہ چھوڑ کر بے راہ ہو گیا، ہر طرف شور الامان والحفیظ کا بلند ہوا ہر شخص اپنے اپنے عقائد کے مطابق دعائیں مانگتا اور التجائیں کرتا تھا مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ اس

لئے ہر التجا اور دعا بے نتیجہ رہی۔ جہاز کی یہ حالت تھی کہ اب ڈوبا اور اب ڈوبا کسی کے کچھ بنائے نہ بنتی تھی، جہاز موجوں کی زد میں بے راہ بہتا چلا جاتا تھا کہ سمندر کے اندر کے ایک پہاڑ سے ٹکرا کر ٹکڑے ہو گیا اور تو سب ڈوب گئے مگر آپ اور آپ کے چند ہیرو (جو تعداد میں غالباً گیارہ تھے) خدا کی قدرت سے جہاز کے ایک تختہ پر رہ گئے۔ تختہ بہتا چلا جاتا تھا مگر یہ کسی کو بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں ہے اور کدھر جا رہا ہے تختہ کو بہتے ہوئے کئی دن ہو چکے تھے جہاں تک ہو سکا بھوک کو ضبط کیا مگر کب تک آخر وہ بھی بھوک کی وجہ سے ایک ایک کر کے ختم ہو گئے۔ اور آپ تنہا اس تختہ پر رہ گئے چونکہ خدا کو آپ کا زندہ رکھنا منظور تھا۔ اس لئے وہ تختہ سمندر کے ایک کنارہ پر لگ گیا اگرچہ بھوک کی وجہ سے آپ میں بھی قوت اور سکت نہ تھی مگر پھر بھی جوں توں تختہ سے اتر کر خشکی میں آ گئے۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

قدرتِ خدا سے وہ تختہ ساحل مراد ہی کی طرف جا کر کنارے لگا کہ آپ کو دوبارہ جہاز کی ضرورت پیش نہ آئے۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کہاں اور کس سرزمین پر ہیں تختہ سے اتر کر ایک طرف کو چلے گئے ابھی بہت دور نہیں گئے تھے کہ خدا نے اپنے ولی کی مدد کی سامنے سے دو بزرگ پاکیزہ صورت آتے ہوئے دکھائی دیئے یہ دونوں بزرگ اپنے وقت کے ابدال تھے آپ کے پاس تشریف لائے اور اپنے ساتھ چلنے کے لئے اشارہ کیا آپ ان کے ساتھ ہو لئے ان دونوں بزرگوں نے آپ کو سامنے کے پہاڑ پر پہنچا دیا۔ اور نظر سے اوجھل ہو گئے۔ (انیس الابرار ص: ۴۵)

آپ کو ابھی تک کھانا نہیں ملا تھا بھوک و پیاس اور پیدل چلنے سے بہت ہی نڈھال ہو گئے تھے، اس لئے آپ ایک درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور آنکھیں بند کر کے اللہ کی یاد میں لگ گئے اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی یا اللہ مجھ سے یہ اکل وشرب خواہشات نفسانی کو صلب کر لے تا کہ میں تیرے عشق میں ہر وقت مستغرق رہ کر

تیرے دین کا کام کرسکوں۔ آپ کی یہ دعا بارگاہ رب العزت میں قبول ہوئی۔ اس پر تمام صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ آپ آخر وقت تک ان خواہشات سے علیحدہ رہے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء تو جس دم کی وجہ سے اور جب سے عروج ہوا تو آپ کی دعا کے اثر سے۔ اور کثرتِ صیام کی وجہ سے اسی لئے نوجوانی میں بھی شادی بیاہ کی بھی ضرورت پیش نہ آئی۔

(انیس الابرار، درالمعارف وغیرہ)

حضرت سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ کا مرتبہ صمدیت سے سرفراز ہونا

آپ اسی استغراق کی کیفیت میں بیٹھے تھے کہ پھر ایک نورانی شکل کے بزرگ آئے آپ کو سلام کیا اور ساتھ چلنے کو کہا حضرت قطب المدار ان بزرگ کے ہمراہ ہو لئے، حضرت نے دیکھا کہ ایک نہایت ہی پرفضا جنت نما باغ ہے جو انواع واقسام کے پھلوں اور میوؤں سے اس کے تمام درخت جھکے جا رہے ہیں اور طرح طرح کے رنگین خوشبودار پھول مشام جان کو معطر کر رہے ہیں اس کے درمیان ایک عالی شان نہایت خوبصورت قصر ہے آپ خراماں خراماں اس باغ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ پھاٹک پر ایک بزرگ صورت دربان کھڑے ہیں آپ کو دیکھ کر وہ بولے آؤ، آؤ سید بدیع الدین ہمارے بادشاہ بہت دیر سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں، آپ نے تعجب سے پوچھا۔ آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا۔ اس نے کہا تم وہ بزرگ ہو کہ تمہارے نام سے تمام عالم علوی اور سفلی آگاہ ہے، اس کے بعد آپ اندر تشریف لے گئے باغ کے اندر جو قصر معلّٰی تھا اس میں یکے بعد دیگرے سات ڈیوڑھیاں تھیں اور ہر ڈیوڑھی پر ایک بزرگ متعین تھے۔ آپ سے ہر ڈیوڑھی بان بزرگ پہلے شخص کی طرح سلام وپیام کے ساتھ پیش آئے آپ ساتوں دروازے طے کر کے جب اس قصر معلّٰی ومعطر کے اندر تشریف لے گئے تو دیکھا

کہ ایک بہت ہی حسین مرصع تخت بچھا ہوا ہے اس پر ایک نورانی شکل وشمائل کے بزرگ رونق افروز ہیں جن کے چہرۂ انور کی ضیاء بدری سے تمام قصر متجلی اور نور علی نور ہورہا ہے۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے۔

نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

جب حضرت زندہ شاہ مدار قطب المداران کے سامنے پہنچے تو پہلے ادب کے ساتھ السلام علیک یا رسول اللہ کہا۔ حضور علیہ السلام نے آپ کے سلام کا جواب دیا۔ اور ہاتھ بڑھا کر حضرت قطب المدار کو نہایت محبت وشفقت کے ساتھ تخت مرصع پر اپنے پہلو میں بیٹھا لیا۔ ابھی تھوڑی سی دیر بھی نہ ہوئی تھی کہ دو شخص مردانِ غیب سے حاضر ہوئے جن کے سروں پر دو طشت (خوان رکھے ہوئے تھے) ان دونوں نے سرکار کے سامنے طشت رکھ دیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طشت سے خوان پوش ہٹایا جو طعام ملکوتی سے معمور تھا جسے مؤرخین ومؤلفین نے مخصوص لفظ اس کیلئے غذائے ملکوتی کہا گیا ہے۔ بہر صورت وہ نعمات بہشت میں سے کوئی چیز تھی حضور علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے نو لقمے اس طعام لطیف کے آپ کو کھلائے جس کو کھاتے ہی آپ کے اوپر ارض وسماوات کا حال آئینہ ہو گیا، پھر صراحی سے ٹھنڈا پانی ایک پانی میں انڈیل کر پلایا، اس کھانا کھانے اور پینے کا یہ اثر ہوا کہ عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک تمام حالات آپ کے سامنے اس طرح روشن ہو گئے کہ جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی سامنے ہوتی ہے دوسرے خوان میں لباس فاخرہ موجود تھا۔ سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لباس آپ کو پہنایا جس میں دستار، صافہ پیراہن یعنی کرتا اور تہبند اور عبا تھا۔ حضور علیہ السلام نے اپنا دست مبارک حضرت کے چہرۂ مبارک پر پھیرا جس کی بدولت آپ کا چہرہ چودھویں چاند کی مانند ہو گیا اس وقت ان انوار وبرکات کے علاوہ آپ کے سب خواہشات نفسانی کو سلب کر لیا تھا۔ اور اپنے خاص پرتو یطعمنی ویسقینی ربی سے آپ کے تمام بدن کو مالا مال کر دیا۔ پھر یہ

کیفیت ہوگئی تھی کہ آپ بالکل ایک نور کا پتلہ بن گئے تھے آپ کا تنزیہ وتنقیہ ہوتا تھا جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں: یا نور کن مثل ملک۔ چہرہ ایسا نورانی تھا کہ کسی کو دیکھنے کی تاب نہ ہوتی تھی بالکل حضرت یوسف علیہ السلام کے پرتو ظاہر ہوتا تھا، سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نقاب عطاء فرمایا کہ اسے اکثرہ چہرہ پر ڈالے رکھنا یہ نقاب آپ نے تا زندگی چہرہ سے بغیر حاجت نہ ہٹایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے نور نظر تیری دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی اور اب تجھے تمام زندگی کھانے پینے کی اور لباس تبدیل کرنے کی ضرورت نہ ہوگی اور زندگی بھر میلا نہیں ہوگا اور تیرے وجود سے باری تبارک وتعالیٰ نے تمام خواہشات زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔ تم مرتبۂ صمدیت پر فائز رہو گے۔

(انیس الابرار، گلستان مدار وغیرہ)

خطابات، قطب المدار، حی المدار، مدار العالمین

درج ذیل القاب سے سرفراز فرمایا۔ جو آج تک زندہ شاہ مدار کے نام کے ساتھ مشہور ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ سرکار دو عالم نے ارشاد فرمایا، اے میرے نور عین ہندوستان میں بندگان خدا کو راہِ حق دکھا تم بااختیار بنا کر بھیجتا ہوں شہنشاہ بنا کر بھیجتا ہوں، تم سے خلق خدا اور ولی اللہ فیض پاتے رہیں گے۔ پروردگار عالم نے میرے سر پر تاج شفاعت رکھ کر خطاب رحمۃ للعالمین سے سرفراز فرمایا ہے اور تم کو جملہ کاروبار انتظامات باطنی کا مختار بنا کر خطاب مدار العالمین سے سرفراز فرمایا۔ اور عزل ونصب رجال اللہ کا اختیار بخشا ہے اور دعائے بشمخ کی تعلیم کی جس کی برکت سے ایک تخت ہوائی غیب سے نمودار ہوا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے لئے یہ ایک تخت جو وقت ضرورت ہوا پرواز کرتا ہے اور ایک عصاء عطاء فرمایا اب تمہیں زحمت سفر کی صعوبتیں برداشت نہ کرنا پڑیں گی۔ دعائے بشمخ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خاص دعاء تھی جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکار مدار العالمین کو عطا فرمائی۔ (جواہر خمسہ ص:۴۱، گلستان مدار، ص:۵۵)

ارشاد ہوا، جاؤ اور مخلوق خدا کو اللہ کا پیام سناؤ آپ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ادب کے ساتھ اٹھے اور حضور کے قدم بوس ہوئے آپ نے اس نعمت غیر مترقبہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی آپ بارہ سال عبادت الٰہی میں مشغول رہے اس کے بعد پہاڑ سے اترے اب آپ بالکل تر و تازہ تھے۔ لہٰذا سفر پر آمادہ ہو کر تخت پر سوار ہوئے اور ایک سمت روانہ ہو گئے۔ یہ واقعہ کھمبات گجرات کا ہے جہاں پر قدم رسول کے نشان اب بھی موجود ہیں وہاں کثرت سے لوگ زیارت کے لئے جاتے ہیں، حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کا چلہ ہے جہاں سے کرامتوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

وہ حیات النبی ہیں یہ زندہ ولی
چاند طیبہ میں ہے اور یہاں چاندنی

(سرت قطب العالم ص:۱۷، گلشن مدار ص:۵۵)

صحابی رسول علیہ السلام

حضرت بابا رتن ہندی رضی اللہ عنہ سے ملاقات

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی جو بابا رتن ہندی رضی اللہ عنہ سے مشہور ہیں، ان سے ملاقات کے لئے سرکار سید نا مدار پاک رضی اللہ عنہ بھٹنڈہ پہنچے۔

(ریاض المدار، تاریخ مدار عالم)

پھر کاٹھیاواڑ پہنچ کر کچھ دن قیام فرمایا اور وہاں کے باشندوں میں تبلیغ فرمائی وہاں رہ کر آپ نے ایک شغل بھی کیا جسے شغل حیات ابدی کہتے ہیں۔ اس زمانہ میں احمد آباد شہر موجود نہیں تھا آپ نے دریائے سابرمتی کے قریب اس جگہ قیام فرمایا جہاں اب احمد آباد ہے۔ (شاہ مدار ص:۲۵)

پھر اجمیر شریف تشریف لے گئے، حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے لشکر کے سپہ سالار سید ساہو غازی کو اولاد کیلئے دعا دی. اور کچھ عرصہ قیام فرمایا اور قرب و جوار میں ایک عرصہ تک تبلیغ دین فرماتے رہے۔ پھر حج کیلئے روانہ ہوئے۔ (ریاض المدار)

دوسرا حج

آپ مکہ معظّمہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر حج کیا اور کچھ دن وہاں قیام کیا آپ اپنا زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت میں گذارتے تھے۔

مدینہ منورہ میں حاضری

حج سے فارغ ہوکر آپ مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں روضہ منورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوکر درود وسلام کا تحفہ رسول گرامی وقار علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی پھر احد کے میدان کی طرف گئے۔ اور شہدائے احد کے مزارات کی زیارت کی۔ حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو یاد کر کے آبدیدہ ہوئے۔ اشکبار آنکھوں سے وہاں سے رخصت ہوئے۔

(ریاض المدار، مکتوب عبدالقدوس علیہ الرحمہ)

ورود نجف اشرف

مدینہ منورہ میں کچھ عرصہ قیام کر کے آپ نجف اشرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر آپ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔

کربلا میں حاضری

پھر آپ کربلا تشریف لے گئے، شہدائے کربلا کے مزارات پر نگاہ پڑتے ہی آپ بے قرار ہوگئے اور ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی، آنسوؤں سے آپ کی ریش مبارک تر ہوگئی۔ (جدید مدار اعظم)

اصحاب امام عالی مقام کو یاد کرتے اور اشکبار ہوتے، کبھی مخدرات عصمت کا تذکرہ کر کے بے چین ہوتے، کبھی جوان علی اکبر وقاسم کو یاد کر کے روتے تھے امام عالی مقام کے مزار اقدس کے جب قریب ہوئے تو کیفیت یہ تھی درود پڑھتے جاتے اور آنکھوں سے اشک رکتے نہ تھے آپ پر بیخودی طاری ہوگئی، جب تک آپ کربلا میں قیام پذیر رہے کسی سے زیادہ بات نہ کرتے تھے الغرض دل گرفتہ وہاں سے رخصت ہوئے۔ اور اپنے آبائی وطن حلب کی طرف تشریف لے گئے۔ اور اصلاح المسلمین کی طرف متوجہ ہوئے۔

بغداد شریف میں قیام

حضرت سیدنا غوث پاک عبدالقادر جیلانیؓ سے ملاقات

علامہ قانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الکوکب الدراریہ میں تحریر ہے کہ جب حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ عنہ بغداد شریف تشریف لے گئے۔ حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ بھی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ اس وقت حضرت والا غوث پاک رضی اللہ عنہ پر اسم جلالی کا ظہور تھا یعنی جب آپ آسمان کی طرف نظر اٹھا دیتے تو اڑتے ہوئے پرندے جل بھن کر زمین پر گر جاتے، یہ کیفیت سید قطب المدار رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر ارشاد فرمایا اے اخی! ہمارے جد اعلیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف تشریف لے گئے تو طائف کے شریر اور اوباش لوگوں نے آپ پر پتھر برسائے آپ کو غصہ آتا بجائے اس کے آپ خدائے تعالیٰ سے دعا کرنے لگے، خدا ان کو عقل سلیم عطا فرما تا کہ تجھ کو اور تیرے نبی کو پہچانیں۔

چنانچہ اے عزیز ہم کو اپنے جد اعلیٰ کی سنت پر ہی زندگی گذارنا چاہئے تا کہ ہمارے دست وزبان ونظر سے خلقت خدا کو نقصان نہ پہنچے ابھی آپ کی زبان مبارک

سے یہ جملہ پورا ہی ہوا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کیفیت جلال کیفیت جمال میں تبدیل فرمادی اسی کو تصوف میں فیض پہنچانا کہتے ہیں۔

کتاب مدار اعظم اور دیگر کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ حضرت بی بی نصیبہ خاتون جو حضرت سیدنا غوث پاک کی ہمشیرہ ہیں لاولد تھیں، اپنے بھائی غوث الاعظم سے دعا کے لئے عرض کیا تو حضرت سیدی عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری خواہش اور تمنا کا حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ کی دعا پر انحصار ہے۔ چنانچہ حضرت بی بی سید نصیبہ نے حضور والا سیدی زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کی جناب میں اپنی استدعا پیش کی اور آپ نے بی بی نصیبہ کو دعا دیتے ہوئے تشفی دی۔ خدا تعالیٰ تم کو دو بچے عنایت فرمائے گا۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا سے سیدہ بی بی نصیبہ کو دو بچے عنایت فرمائے، جن کا نام آپ نے سید محمد اور سید احمد رکھا۔ اور دونوں بڑے پائے کے بزرگ ہوئے۔ اور حضرت والا ہی کی خدمت میں تمام عمر رہے، حضرت سید محمد جمال الدین جانمن جنتی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقۂ دیوانگان مداری جاری ہوا اور بعد میں اس سے بہتر (۷۲) شاخیں نکلیں، جن کے علیحدہ علیحدہ نام ہیں، وہ دیوانگان مداری کہلاتے ہیں۔

(جمال مداریت ص: ٦٦، ٦٧)

سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین حسن رضی اللہ عنہ سے ملاقات

حضرت خواجہ سید معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ سے اجمیر شریف کوکلہ پہاڑی پر ملاقات ہوئی۔ جب سرکار قطب المدار قدس سرہ اجمیر شریف تشریف لے گئے تو کوکلہ پہاڑی پر قیام فرمایا، جس کو مدار ٹیکری کہتے ہیں اس وقت حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ سیدی قطب المدار رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں تو آپ ان سے ملاقات کے لئے مع مریدوں کے تشریف لے گئے

لیکن اپنے تمام مریدین کو پہاڑی کے نیچے چھوڑ دیا اور خود اوپر پہاڑی پر تشریف لے گئے۔ لکھا ہے کہ خواجہ صاحب آپ کے پاس تین رات اور تین دن بلا کلام و خموش زبان بیٹھے رہے اور تین دن کے بعد پہاڑی سے نیچے اتر آئے اور اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے ان دونوں بزرگوں میں کیا بات ہوئی سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا لیکن خواجہ بزرگ کی حاضری قطب المدار کے حضور استفادہ کی دلیل ہے۔ (جمال مداریت ص:۶۷)

ملک شام کا سفر

اجمیر شریف میں قیام کے ساتھ راجستھان اور گجرات کے مختلف شہروں میں تشریف لے گئے۔ اچانک مدینہ منورہ کی یاد ستانے لگی لہٰذا حجاز مقدس کے لئے روانہ ہو گئے، مکہ مکرمہ پہنچے حج کیا حج بیت اللہ سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ کے طرف بذوق وشوق چلے روضۂ منورہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہو کر ارشاد فرمایا کہ بدیع الدین ہندوستان جاؤ اور دعوت و تبلیغ میں پورے طور پر مصروف ہو جاؤ۔ ہندوستان میں شہر قنوج کے جنوب میں ایک تالاب ہے اس کی لہروں سے یا عزیز کو آواز سنائی دے گی وہی تمہارا مسکن ہے۔

حکم رسول گرامی وقار علیہ السلام کے باعث مدینہ منورہ سے رخصت ہو کر آخری دیدار کے لئے حضرت مولائے کائنات مشکل کشا کے روضۂ پر انوار پر حاضر ہوئے۔ کاظمین پھر کربلائے معلیٰ حاضر ہوئے۔ وہاں سے وطن مالوف کا رخ کیا اور ملک شام کے شہر حلب شریف میں جلوہ گر ہو گئے۔ اپنے والدین کی قبروں پر فاتحہ خوانی کے بعد آخری سلام پیش فرمایا۔ حلب شریف سے قریب قصبہ چنار میں کچھ دنوں تک قیام فرمایا وہیں حضرت سید عبد اللہ کے شہزادوں کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔

(۱) سید محمد ارغون (۲) حضرت سید ابو تراب فنصور (۳) حضرت سید ابو الحسن طیفور، تینوں شہزادگان کو اپنے ہمراہ لے کر ہندوستان وارد ہوئے۔ (گلستان مدار، قطب المدار)

ہندوستان میں قیام

یوں تو آپ نے دنیا کے بیشتر ممالک کا سفر کیا ہے مگر مرکز دعوت وتبلیغ سرزمین ہند کو بنایا بالخصوص شمالی ہند پر آخر عمر شریف میں توجہ فرمائی جہاں تشریف لے جاتے بے شمار لوگوں کا ازدہام ہوتا جب لکھنؤ اور کالپی میں جلوہ گر ہوئے تو چاروں طرف سے زائرین امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح حاضر ہوئے، اور جب جونپور تشریف لے گئے تو وہاں کے علماء وفضلا ارکان مملکت اور مختلف صوبوں سے قدبوسی کے لئے آنے والوں کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ جون پور میں کافی دنوں تک قیام پذیر رہے۔ یہاں تک کہ ہر شخص یہی سمجھتا رہا کہ یہی آخری آرام گاہ ہوگی مگر ایک دن رخت سفر باندھا تو پتہ چلا آخری قیام گاہ جونپور نہیں ہے بلکہ مکن پور ہے ہزاروں عقیدت مند لوگوں نے ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں سے نشان قدم کو بوسہ دیتے ہوئے آپ کو رخصت کیا۔

مختلف شہر وقصبات، دیہات، میں ہوتے ہوئے آخری قیام گاہ مکن پور شریف جلوہ گر ہوئے۔ وہ تالاب جس کی دھاروں سے یا عزیز کی آواز آتی تھی خشک ہوگیا۔ عقیدت کیشوں، مریدوں اور خلفاء نے ایک حجرہ تیار کردیا اس حجرہ میں فروکش ہوکر روحانیت کی شمع روشن فرماکر ہر طرف پرنور کردیا۔ ایک دن اپنے خادم حضرت یاسین سے پانی طلب کیا مگر انہیں پانی کہیں نہیں ملا آپ نے اپنا عصا حضرت شاہ یٰسین کو دیکر فرمایا کچھ دوری پر مغرب سے مشرق کے سمت ایک لکیر کھینچ دو ایک چشمہ جاری ہوکر بہہ نکلا آج اسے اِیسن ندی کہتے ہیں۔

آپ کے وجود کی برکت سے بہار جانفزا نظر آئی۔ لوگ جوق در جوق آتے رہے اور فیضان محمدی سے مالا مال ہوکر دم مدار بیڑا پار کا نعرہ لگاتے رہے آپ کے قدموں کی برکت سے مکن پور شریف کو جو عزت حاصل ہوئی اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ وہ دارالنور مشہور ہوا۔

حضرت نے مکن پور میں رہ کر سلسلہ کی تنظیم، خلفاء کی تربیت، مریدین کی تعلیم

اور رشد و ہدایت کی طرف خاص توجہ دی۔ (داعی اسلام، شاہ مدار)

مکن پور شریف آمد ۸۱۸ھ میں ہوئی۔ حضرت خیر الدین کے نام پر مکن پور شریف کا نام خیر آباد رکھا۔ اور خیر آباد کے عدد ۸۱۸ ہیں۔

حضرت سرکار زندہ شاہ مدار کی حیات ظاہری کا بڑا حصہ مخلوقِ خدا کی خدمت میں گزرا۔ سفر اور حضر میں بھی، تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہتا تھا، لوگ دیار وامصار سے مسلسل آپ کی خدمت میں اگر فیضیاب ہوتے تھے۔

ہر مذہب، ہر طبقہ اور ہر مکتبہ خیال کے لوگ آج بھی حاضر ہوتے ہیں۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے آپ کو ایک خط لکھا، جس میں آپ سے دو سوال کئے۔ آپ نے ان کے خط کا جواب دیا۔ اس میں ان کے سوالات کا حوالہ بھی ہے، آپ نے قاضی شہاب الدین دولت آبادی کو جو جواب دیا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

برادرم قاضی شہاب الدین سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ نے دو سوال کئے ہیں؟

سید طاہر کے ساتھ کیا خصوصیت ہے؟ کہ ان کو ہر وقت اپنے پاس رکھتے ہیں اور لوگوں کو اپنی صحبت سے محروم رکھتے ہیں؟

العلماء ورثة الانبیاء حدیث ہے۔ یعنی علمائے دین انبیاء کے وارث وجانشین ہوتے ہیں، اس علم سے مراد یہی علم ہے جو میں نے تحصیل کیا ہے؟ یا اور کوئی علم ہے؟

اس کا جواب یہ ہے:

حدیث قدسی ہے۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری، یعنی اولیاء میرے دامن کے نیچے ہیں ان کو میرے سوا اور کوئی نہیں پہچانتا۔ جن لوگوں کے قلب اسرار الٰہی اور انوار الٰہی کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ ان کی طرف اولیاء اللہ خاص طور پر متوجہ ہوا کرتے ہیں، ہر شخص کو اسرار کا جاننا مشکل ہے۔

ہر گدائے مرد میدان کے شود
پشۂ آخر سلیمان کے شود

خداوندی غیرت ایسے لوگوں کو عام خلائق کی نظروں سے محفوظ و مستور رکھتی ہے۔ سید طاہر کے ساتھ جو خصوصیت ہے اس کی وجہ امر ربی ہے۔ جس شخص کے لئے جیسا حکم ہوتا ہے، ویسے ہی اس کی تعمیل کی جاتی ہے۔

رہا دوسرا سوال اس کا جواب یہ ہے کہ علم سے مراد علم معرفت ہے کیونکہ جس طرح انبیاء علیہم السلام اسرار نامتناہی سے واقف ہوتے ہیں، ان کے وارثین وجانشین پران کا پرتو ہونا ضروری ہے ورنہ جانشینی صادق نہیں آسکتی جو لوگ عارف باللہ ہوتے ہیں ان پر اسرار خداوندی کا انکشاف ہو جاتا ہے اور وہ انبیاء کرام کے وارث حقیقی ہو سکتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ خاص طور پر ممتاز نظر آئیں گے یہ باتیں علم ظاہری سے نہیں حاصل ہوسکتیں، اس میں شک نہیں کہ علم باطنی کے لئے علم ظاہری کی بھی سخت ضرورت ہے اگر علمائے ظاہر و باطن کے بھی علماء ہوں گے تو انبیاء کرام کے وارث ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں، کیونکہ ان لوگوں پر انکشافات باطنی نہیں کھل سکتے۔ ہر شخص جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ کام اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

وراثت انبیاء کرام کے لئے خاص خاص آدمی منتخب کئے جاتے ہیں جس علم کو آپ نے حاصل کیا ہے اس میں سخت مشکلاتِ ظاہری کا سامنا آپ کو کرنا پڑا ہے جس سے قلب میں یقین کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اس میں روز بروز قلبی تسکین ہوتی رہتی ہے۔

اس میں تمام قرآن وحدیث کا خلاصہ حاصل ہو جاتا ہے اور تمام امر ونواہی کی حقیقت کھل جاتی ہے، اس میں بحث ومباحثہ نہیں ہے، بلکہ جو علم بحث ومباحثہ سے حاصل ہوتا ہے وہ بندے اور خدا کے درمیان حجاب ہو جاتا ہے۔ العلم حجاب الاکبر کے یہی معنی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ ایک فقرہ ہے اس کے دو معنی ہیں۔

یہ باتیں جب تک علم باطن نہ ہو حاصل نہیں ہوسکتیں علم ظاہر حجاب اکبر ہے یعنی قرب خداوندی کے مانع ہے اور علم باطن ماسوائے اللہ کے درمیان میں حجاب ہے یعنی اس علم کے ذریعہ سے قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو یہ علم حاصل ہو جاتا

ہے تمام حجابات ان کے سامنے سے اٹھ جاتے ہیں اور علم الاولین والآخرین کے پرتو سے یہ لوگ منور ہو جاتے ہیں۔ قاضی شہاب الدین کو جب حضرت کا خط ملا تو وہ بہت متاثر ہوئے، معتقد ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ (شاہ مدار، مدار اعظم وغیرہ)

قطب الاقطاب سید ابو محمد ارغون کا نکاح

ایک روز حضرت سید ابو محمد ارغون سے کسی نے نکاح کے بارے میں کہا انہوں نے انکار کیا چنانچہ یہ بات حضور سرکار مدار پاک کو معلوم ہوئی، تو آپ نے فرمایا اے فرزند تمہارا اور تمہارے بھائیوں کا نکاح ہوگا اور اولاد کا سلسلہ چلے گا اس سے انکار نہ کرنا چاہئے غرض وہ خاموش ہوگئے، جب نکاح کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا ولادت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک راہ صلبی دوسری روحانی، صلبی تو ماں، باپ سے تعلق رکھتی ہے اور اس کا تعلق عام خلق سے ہے جو کوئی آتا ہے اس لباس ظاہری کو پہنے ہوئے آتا ہے ایک روز اس کو ترک کرنا ہوگا اور دوسری ولادت روحانی ہوتی ہے جو میرا اور تمہارا تعلق ہے یہ قیامت تک قائم رہے گا، اس کو فنا نہیں ہے۔ میں نے تم کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ ظاہری تعلق میرا تمہارے ساتھ یہ ہے کہ تم میرے بھائی کی اولاد سے ہو اور بھائی کی اولاد بھائی کی طرف منسوب ہوا کرتی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَائِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ.

اور ظاہر ہے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب حضرت اسمعیل علیہ السلام سے ملتا ہے۔ چونکہ حضرت اسحاق، حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بھائی تھے ان کو بھی باپ کہا گیا ہے، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد بھی حضرت اسحٰق علیہ السلام کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ لہٰذا تم بھی میری اولاد ہو شریعت وطریقت میں تم میرے جانشین ہو۔

غرض قصبہ جتھرا کے سادات گھرانے میں ایک دختر نیک اختر کے ساتھ بروز جمعہ

یکم ربیع الاوّل ۸۲۴ھ کو ان کا عقد کیا گیا خدا نے ان کی اولاد میں وہ برکت عطا فرمائی ہے کہ اب تک ان کے نسب کا سلسلہ قائم ہے آپ کے بعد آپ کے بھائیوں کے بھی نکاح ہو گئے۔ اور نسل چلی سب مکن پور شرف میں آباد ہیں (فی زمانہ کچھ سادات کرام نے ہجرت بھی فرمائی ہے) بڑے بڑے اولیاء ان کی اولاد میں ہوئے۔ اور ایسے ترک و تجرید میں رہے کہ مکان تک نہ بنائے۔ امراء وسلاطین نے بہت چاہا کہ اچھے اچھے مکانات تعمیر کرا دیں مگر ان بزرگوں نے اس کو پسند نہ کیا ورنہ آج مکن پور شریف کی حالت بھی فتح پور سیکری وغیرہ جیسی ہوتی۔ بارہ مواضع سلطنت مغلیہ کی طرف سے مقرر کئے گئے تھے، وہ بھی انگلش گورنمنٹ نے ضبط کر لئے۔ اصل یہ ہے کہ ان سادات نے اس کو پسند ہی نہ کیا، ان لوگوں نے اپنی اولاد اور خلفاء کو خاص طور پر وصیت کی تھی کہ امراء وسلاطین کی مجلس سے پرہیز کریں چنانچہ بہت سے بزرگ اس خاندان کے ترک و تجرید میں بسر کر کے گذر گئے۔ (گلستان مدارص:۱۸۶، ۱۸۷)

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا بقول صاحب مدار اعظم

حضرت سرکار سید بدیع الدین قطب المدار نے جس قدر ہندوستان میں اپنی روحانی قوت سے اسلام کے پھیلانے میں حصہ لیا ہے ایسے بزرگ بہت کم ہیں۔ اللہ رب العزت نے ولایت میں آپ کو بہت بلند مقام و درجہ عطاء فرمایا۔

آپ کے مختصر فضائل

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے سرہانے سے نور کے چند ستون چمکتے ہوئے نکلے اور شام میں جا کر ٹھہر گئے۔ (بیہقی شریف)

جب سرکار مدار پاک حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیت المقدس پہنچے تو حضرت طیفور شامی نے فرمایا تھا کہ آمد سے قبل نور کا ایک ستون زمین سے لیکر آسمان تک دیکھا

کرتا تھا آج نور کا وہ ستون تمہاری پیشانی میں نظر آ رہا ہے۔ (جیسا کہ شروع میں بیان ہوا)

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

کون شخص بہتر ہے؟ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں وہ سب سے بہتر ہے جو تقویٰ والا ہو اور عمر طویل ہو۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب سے دو سو سال بعد تم میں سب سے بہتر ''خفیف الحاذ'' ہے صحابہ کرام نے عرض کیا ''خفیف الحاذ'' کیا ہے تو فرمایا نہ اس کی بیوی ہوگی نہ بچے۔ (عوارف المعارف)

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے افضل زمانہ میرا اور میرے بعد صحابہ کا ہے پھر سو سال، پھر سو سال پھر فتنے عام ہو جائیں گے۔

سرکار قطب المدار خیر القرون تیسری صدی ہجری قرن الخیر ۲۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔

سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احدیت المعارف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور سے احیاناً ایک نقاب اٹھ جاتا تو مخلوق خدا سجدہ کرنے لگتی۔ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اپنے نطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت قطب المدار کے چہرۂ انور سے ایک یا دو نقاب اٹھ جاتے تھے تو مخلوق خدا جلوں کی تاب نہ لا کر سجدہ ریز ہو جاتی تھی جس طریقہ سے آدم علیہ السلام مسجود ملائک گذرے اسی طریقہ سے حضرت سید بدیع الدین قطب المدار مسجود خلائق گذرے۔ (تواریخ آئینہ تصوف)

بابائے قوم وملت ارشاد فرماتے ہیں:

تیرا اختیار ومنصب کوئی جانتا نہیں ہے
تو مدار ہر دو عالم تیرے پاس کیا نہیں ہے

آپ کو مقام مداریت حاصل ہوا اسی لئے آپ کو قطب المدار اور مدار العالمین

کہتے ہیں۔ رسالۂ الیاس یمس ہے:

اَلْمَدَارُ مَحَلٌّ بَیْنَ النُّبُوَّةِ وَالْوِلَایَةِ.

مقام مداریت نبوت اور ولایت کے درمیان ہے۔

جو بطور ولایت اجل صحابہ کرام یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت سیدنا علی مرتضٰی، سیدہ فاطمہ زہرا، حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل ہوا۔

جمال مداریت میں ہے کہ اولیاء میں کوئی قطب ہے تو کوئی غوث، تو کوئی قطب عالم اور غوث الاعظم اور کوئی قطب الاقطاب اور کوئی غوث الاغواث، قطب المدار، فرالافراد، قطب الارشاد غرض کہ اپنے اپنے مدارج پر فائز ہو کر خدمت انجام دیتے رہے ہیں۔ جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے سپرد ہیں بزرگان دین کی کتابیں یہ سب کچھ بتارہی ہیں (حضرت محی الدین اکبر رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے بزرگ اور سید المکاشفین ان کا لقب ہے) جو اپنے زمانہ میں بڑے ممتاز بزرگ تصور کئے جاتے تھے جنہوں نے اسی تعلق سے ایک کتاب فتوحات مکیہ لکھی ہے جس میں موصوف نے جلود جمالی اور جلود جلالی اور اقطاب واغواث کے پورے پورے سلسلے اور کار خدمات جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سپرد ہیں، تحریر فرمائے ہیں اور قریب قریب جن بزرگوں نے ان مراتب پر روشنی ڈالی اس کی بنیاد شیخ اکبر ہی کی تالیف ہے خود موصوف نے لکھا ہے کہ مجھ سے پہلے ان مراتب کو کسی نے بیان نہیں کیا اور یہ سب میرے مشاہدے اور تحقیق سے تعلق رکھنے والی چیز ہے، اب سوال اٹھتا ہے اس کی تصدیق وتائید کتاب وسنت سے ہونا چاہئے۔ اگرچہ بظاہر علم ظاہر والوں کو کتاب وسنت میں نظر نہ آئے گا کیونکہ یہ علماء صرف کتابی علم کے نزدیک ہیں ان کو اکثر تائید غیبی میسر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اصطلاحات صوفیا سے ناواقفیت کی بنیاد پر لغوی معنی مراد لیکر کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور علم باطن کے علماء کتاب کے پاس بھی ہیں اور ان کو تائید غیبی بھی حاصل ہے۔ انہیں میں حضرت شیخ محی الدین اکبر علیہ الرحمہ بھی ہیں جن کی تصانیف میں موجود اقوال کا قائل تمام اہل اللہ اور علماء ہیں۔ علامہ ابن الجوزی سے ناقد بھی سر جھکائے نظر آرہے ہیں۔ معلوم

ہوا کہ تصنیف علامہ محی الدین اکبر رحمۃ اللہ علیہ کتاب وسنت کے مطابق ہے جس کو تمام محققین قبول فرماتے ہیں اور استفادہ کرتے ہیں۔ اور قائل ہیں کہ اولیاء اللہ کا مشاہدہ برحق ہے وہ جو کچھ کہتے ہیں غلط نہیں ہوتا۔

حضرت سید ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے جب کوئی حدیث شریف تلاوت کرتا ہے تو میری نگاہ رسول پاک کے روئے عالی پر ہوتی ہے آپ جب تیور بدلتے ہیں میں سمجھ لیتا ہوں حدیث موضوع ہے، اگر خوش ہوتے ہیں تو میں سمجھ لیتا ہوں صحیح حدیث ہے، تو اب غور کیجئے کہ یہ حضرات کسی کا غلط قول کس طرح قبول کر سکتے ہیں۔

چنانچہ ہم جب ان حضرات کو حق مانتے ہیں تو ان کے اقوال کیسے غلط کہے جا سکتے ہیں تمام علمائے ظاہر و باطن ان کا احترام کرتے ہیں یہ حضرات مشاہدے سے کہتے ہیں ان کی زبان و قلم کذب سے محفوظ ہیں، اب میں یہاں نقشہ اہل خدمات باطنیہ پیش کر رہا ہوں جو انہیں بزرگان دین کی کتب صادقہ میں موجود ہے تا کہ اہل خدمات کی کارگذاریاں اور مراتب سمجھ میں آسکیں سلسلۂ اقطاب جلود جمالی سے شروع ہو کر قطب الاقطاب پر اختتام پاتا ہے اور سلسلۂ اغواث جو جلود جلالی سے شروع ہو کر غوث الاغواث پر مختتم ہوتا ہے۔ قطب الاقطاب اور غوث الاغواث دونوں ماتحت قطب المدار کے ہوتے ہیں۔ اسی کو فرد الافراد، قطب الارشاد کہتے ہیں۔ اور وہ براہ راست قلب سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کرتا ہے۔ جناب بابائے طب و حکمت علامہ فرید احمد نقشبندی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مدار اعظم میں جو نقشہ اقطاب واغواث تحریر فرمایا ہے بحوالہ کتاب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ اسی نقشہ کا اقتباس پیش کرتا ہوں:

سلسلہ	سلسلہ
اقطاب عدلیہ	اغواث انتظامیہ
جلود جمالی	جلود جلالی
وتد سادہ	بدل سادہ
قطب یمنی	غوث یمنی
قطب الکونین یمنی	غوث الصور یساری
قطب نذری	غوث بدری
قطب الکون نذری	غوث الصور بدری
قطب سادہ	غوث سادہ
قطب الکون سادہ	غوث الصور سادہ
قطب اصغر	غوث اصغر
قطب الکون اصغر	غوث الصور اصغر
قطب المز ار	غوث المز ار
قطب اکبر	غوث اکبر
قطب الکون اکبر	غوث الصور اکبر
قطب الکون اکبر الکبار	غوث الصور اکبر الکبار
قطب اعظم	غوث اعظم
قطب الکون اکبر الاعظم	غوث الصور اکبر الاعظم
قطب عالم	غوث عالم
قطب الاقطاب	غوث الاغواث

قطب المدار

خواجہ غریب نواز سید معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نقشہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ سلسلہ قطب میں بعض بعض دو سے آٹھ تک جسم رکھتے ہیں یعنی ایک ہی وقت میں وہ آٹھ مقام پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ کتاب مدار اعظم، درالمنظم فی مناقب غوث الاعظم وغیرہ جو اردو کی کتابیں ہیں۔ ان کے علاوہ فارسی، عربی کی بہت سی کتابوں میں تفصیل موجود ہے۔ قطب المدار، کی تعریف میں بزرگوں نے بہت کچھ لکھا اور کہا ہے۔ چند اقوال پیش کر رہا ہوں:

حضرت داؤد قیصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قطب المدار کے وجود کی برکت سے دنیا اور آخرت کا قیام و مدار ہے۔ اور وہ حق تعالیٰ سے بے واسطہ فیض حاصل کرتا ہے۔

علامہ ظہیر الدین الیاس رحمۃ اللہ نے فرمایا:

مدار وہ ہے جس کی ذات سے عجائبات کا ظہور ہوتا ہے اور یہ درجہ اسے پروردگار کی طرف سے ملتا ہے اور وہ واصل رب ہوتا ہے۔

علامہ محمد علیم الدین قنوجی نے اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا: المدار نور بالعرش والنبوۃ یعنی مدار نور ہے عرش و نبوت کا اور فخر حاصل ہے تمام اولیاء پر۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قطب المدار کے ہاتھ میں کائنات کی باگ ڈور ہے۔

درالمنظم فی مناقب غوث الاعظم میں بحوالہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث پاک رضی اللہ عنہ، تحریر ہے کہ قطب سولہ عالم پر متصرف ہوتا ہے اور وہ بے جہت تمام عالموں کو ہتھیلی پر دیکھتا ہے اور جو مدار القطب ہو یعنی قطب المدار تو اس کے اختیارات اور اس کی کیا شان ہوگی یقیناً وہ تمام عالموں پر تصرف رکھتا ہے اسی وجہ سے اس کا لقب مدار العالمین بھی ہے۔ (جمال مداریت، تالیف حضور بابائے قوم وملت علیہ الرحمہ)

بعض لوگوں نے سرکار سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ کے لقب "مدار العالمین" پر اعتراض کیا ہے انہیں چاہئے کہ وہ سیدنا امیر الاولیاء الحاج سید منظر علی قبلہ جعفری مداری وقاری علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب "مدار کیا ہے؟" اور محقق عصر حضرت علامہ مفتی سید منور علی بدیعی مداری مدظلہ العالی کی کتاب "ضرب ید اللّٰہی" کا مطالعہ کریں۔

آخر الذکر کتاب میں جملہ عبارات معترضہ کے جوابات تفصیل سے موجود ہیں، حاصل کر کے مطالعہ کر سکتے ہیں اور اپنی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اور لقب "مدار العالمین" کے جواز پر ابو الحماد مفتی محمد اسرافیل حیبی صاحب کا کتابچہ فیضان مدار العالمین دیکھنا چاہئے۔

قطعہ

بنائے جلوہ باریٔ مدار العالمیں رکھ دی
دیار ہند میں کس نے مدینے کی زمیں رکھ دی
جمال ذات تھا مشکوک ذہن اہلِ عرفاں میں
نقابِ رُخ الٹ کر تم نے بنیاد یقیں رکھ دی

(حضرت علامہ ادیب علیہ الرحمہ)

سفینۃ الاولیاء میں ہے، حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار، شیخ محمد طیفور شامی کے مریدین میں سے ہیں آپ کا سلسلۂ طریقت اور باطنی نسبت درازی عمر یا کسی دوسرے سبب کی بنا پر پانچ اور چھ واسطوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتی ہے آپ سے خوارق عادات اور کرامات کا ظہور ہوا۔ حضرت شاہ مدار کا درجہ اتنا بلند ہے کہ احاطۂ بیان میں نہیں آ سکتا۔ (سفینۃ الاولیا اردو ص:۲۲۳، دارا شکوہ قادری)

کیا تیرے مرتبہ کو بیاں کر سکے کوئی
اقلیم معرفت کا تو ہی تاجدار ہے

(علامہ محمد سعید اختر مداری رحمۃ اللہ علیہ)

حضور سیدنا مدار العالمین کے
اخلاق عالیہ کی ایک ہلکی سی جھلک

مرشد گرامی حضور بابائے قوم وملت
حضرت علامہ حکیم سید محمد ولی شکوہ مداری علیہ الرحمۃ والرضوان

شہنشاہِ ولایت سیدنا سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ انک لعلیٰ خلق عظیم کا پرتو جمیل تھے، حیات مبارکہ سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بسر فرمائی اور حلقۂ ارادت میں داخل ہونے والے تمام مریدین وخلفاء سلسلۂ عالیہ کو کتاب وسنت پرعمل پیرا ہونے کی تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا جو دائرۂ شریعت سے باہر ہے ہمیں اس کی ضرورت نہیں اور فرمایا جس کی ہر حقیقت کی شہادت شریعت نہ دے زندقہ ہے، آپ اکثر ارشاد فرماتے تھے!

"ٹوٹ جائے جسے ٹوٹنا ہو اور جڑ جائے جسے جڑنا ہو۔ جو
پاسدار شریعتِ مصطفوی نہیں ہمیں اس کی ضرورت نہیں"۔

آپ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت رحمت کا کامل نمونہ تھے ہر کہہ ومہہ پر فیضان کرم یکساں تھا، غرباء ومساکین، ضعیف وناتواں ہر ایک اس پیکر خلق عظیم کے دربار میں حاضر ہوتا اور آپ سب سے حسن وتواضع سے پیش آتے تھے، فضول اور لایعنی گفتگو سے زبان کو کبھی ملوث نہ ہونے دیا، جس پر نگاہ کرم ڈال دی وہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر کلمۂ طیبہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا نظر آیا۔

حضور سیدنا مدار العالمین نے کبھی امراء وسلاطین کے درباروں میں حاضری نہیں دی لیکن آپ کے اخلاق کریمانہ کا یہ اثر تھا کہ بڑے بڑے امراء وسلاطین، علماء وصلحاء

مفسرین ومحدثین اور محققین نیاز مندانہ حضوری میں باریاب ہوتے اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق نعمات دنیوی واخروی سے متمتع ہوتے تھے جسے آپ کی صحبت میسر آئی تھی اس میں دنیا سے بے نیازی پیدا ہونے لگتی تھی۔

سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ کی بلند اخلاقی اور فیض رسانی عالم کا اس بات سے اندازہ لگائیے کہ ہندوستان جیسے اوہام پرست ملک میں آپ تیسری صدی ہجری میں بحکم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے یہ وہ دور تھا جب یہاں مسلمانوں کا نام ونشان نہ تھا فاتح سندھ محمد بن قاسم کی قائم کردہ حکومت زوال پذیر ہو چکی تھی، فاتحین سندھ سندھی زبان میں عربی کے جو اثرات چھوڑ گئے تھے ان کا وجود بھی باقی نہ رہا تھا، جنوبی ہند کے ساحلی علاقہ میں بغرض تجارت آنے والے چند مسلمان خال خال نظر آتے تھے۔آپ کو ایک ایسے ملک اور ایسی قوم سے سابقہ پڑا تھا جہاں کی زبان، رہن سہن، رسم ورواج طور وطریق یکسر جداگانہ تھے، ایسے ہی مشرکانہ ماحول اور ظلمات کفر میں آفتابِ مداریت کو طلوع ہو کر اپنی ضیا پاشیوں سے ہندوستان کی سرزمین کو مطلع نور بنانا تھا۔خالق کائنات نے آپ کو روحانی قوت سے نوازا تھا۔

شمس الافلاک، جو سب سے پہلے ساحل مالا بار پر جلوہ ریز ہوا اور اپنی تجلی اخلاق سے عوام وخواص کے قلوب کو منور کرنے لگا شعاع ولایت جس پر پڑتی وہ کھنچتا چلا آتا۔ سرکار سرکاراں ان کے سامنے اسلام پیش فرماتے، عوام حقانیت اسلام اور کمال خلق مدار العالمین سے متاثر ہو کر دعوتِ اسلام کو قبول فرماتے اور کلمہ طیبہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے، آپ انہیں روحانیت کا درس دیتے، انہیں اسلام قبول والوں میں ایسے ایسے اکابر اولیاء ہوئے جن کے آستانوں سے آج بھی فیضانِ مدار العالمین جاری وساری ہے۔

آپ نے قریہ، قریہ، شہر شہر گھوم کر دعوت اسلام دی اور اپنے عمل سے اخلاق محمدی کے بہترین نمونے پیش فرمائے۔ ہندوستان کے چپہ چپہ پر بنی ہوئی خانقاہیں آج بھی شہادت دے رہی ہیں کہ یہ وہ سرزمین ہے جو قدوم پاک قطب المدار رضی اللہ عنہ کے

صدقے میں نور اسلام سے منور اور تابناک نظر آرہی ہے۔

آپ تن تنہا تشریف لائے تھے، مگر تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے انگنت لوگوں کو مشرف بہ اسلام ہی نہیں فرمایا بلکہ ہزاروں کو مبلغ اسلام بنا کر اور اپنی خلافت سے نواز کر چار گوشۂ ہند میں روانہ فرمایا آپ کسی حلقہ اور کسی گوشۂ ملک میں تشریف لے جائیں تو آپ کو کسی نہ کسی خلیفۂ قطب المدار کا آستانہ ملے گا۔ (الکواکب الدراریہ اردو ص:٦٥)

سرکار کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حضرت مدار پاک مکن پور میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے خیال سے ہندوستان آئے تھے۔ آپ نے کچھ دن خیبر میں قیام فرمایا اور رشد وہدایت میں وقت گذارا خیبر میں آپ کا قیام زیادہ عرصہ نہیں رہا لیکن پھر بھی کافی لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔ خبر سے کابل پہنچ کر آپ نے وہاں کچھ عرصہ قیام فرمایا قیام کے دوران آپ نے وہاں ایک مسجد اور کنواں تعمیر کرایا۔ کابل سے روانہ ہوکر آپ لاہور میں رونق افروز ہوئے، وہاں بہت لوگ حلقہ بگوش ہوئے۔ لاہور سے آپ شرف نگر پہنچے اور کچھ روز وہاں رشد وہدایت فرما کر دہلی روانہ ہوئے۔ دہلی کے قیام کے دوران آپ نے عرفان کی دولت خوب لٹائی وہاں بہت سے لوگ آپ کے سلسلہ میں داخل ہوئے اور بہت سے لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔

سلطان فیروز شاہ تغلق اس وقت ہندوستان کا فرمانروا تھا وہ بھی آپ کا معتقد ہوا الہ داد خان آپ کا ایسا شیفتہ وفریفتہ ہوا کہ اس نے اپنے منصب وزارت سے دست بردار ہوکر آپ کی غلامی میں رہنا پسند کیا، وہ آپ کے سلسلہ میں داخل ہوا اور آپ کی توجہ خاص سے فیضاب ہوا۔

دہلی سے روانہ ہوکر آپ میوات کے علاقہ میں داخل ہوئے جہاں آپ نے پیغام حق سنایا اور بہت سے لوگوں کو بیعت سے مشرف فرمایا وہاں پر آپ نے ایک پہاڑی پر چلہ بھی کیا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ڈاکوؤں نے آپ کے ہمرائیوں کو لوٹنا چاہا لیکن وہ اپنے ارادے میں ناکام رہے وہ ڈاکو معافی کے خواستگار ہوئے۔ ناکامی کی وجہ یہ کہ ان

ڈاکوؤں کو دکھائی دینا بند ہو گیا تھا۔ بعدہ آپ کی دعا سے بینائی واپس ہوئی۔ وہ لوگ حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے ان میں سے ایک نام چوہر سدھ تھا، آپ نے ان کا نام اسلام نبی رکھا۔ ان کا عرس میوات میں اب بھی ہوتا ہے، وہ چوہر سدھ کے نام سے مشہور ہیں۔ اسلام نبی کے نام سے انہیں بہت کم لوگ جانتے ہیں۔

جے پور پہنچ کر آپ نے وحدت کا جام بہت سے لوگوں کو پلایا جن لوگوں تک یہ جام نہ پہنچ سکا ان کے لئے آپ کے دیدار کا شربت کافی تھا۔ وہاں سے پھر اجمیر شریف پہنچ کر آپ نے کوکلہ پہاڑی پر قیام کیا۔ حضرت سید جمال الدین وہاں چلّہ کشی کر رہے تھے وہاں شغل حیات ابدی میں مشغول تھے ان کو آپ نے ہمراہ لیا اور اجمیر سے روانہ ہوئے۔ اجمیر شریف سے روانہ ہو کر آپ مالوہ کے علاقہ میں رونق افروز ہوئے وہاں کچھ دن امر ہدایت اور تعلیم و تلقین میں مشغول رہے۔

کالپی میں قیام

کالپی میں آپ نے ایک عرصہ قیام فرمایا، آپ کے قیام کے دوران مخلوق کا آپ کے کاشانے پر ہجوم رہتا تھا آپ کے مریدین معتقدین نے آپ کی رہائش کے لئے ایک حجرہ تعمیر کیا، آپ اس حجرہ میں یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ وہاں قاضی سید صدر الدین ، مولوی محمد شیخ فولاد حضرت شیخ بھیکا مجذوب اور حضرت شیخ محمد الیاس کو آپ نے شرف بیعت بخشا اور بعد ازاں ان کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ کالپی کے قیام کے دوران ایک ایسا واقعہ ہوا جو بحث و مباحثہ کا موضوع بن گیا۔ (شاہ مدارص:۳۹) بلکہ جان بوجھ کر سوچی سمجھی سازش کے تحت فتنہ پردازی کی گئی ہے جبکہ اصل واقعہ یہ ہے:

شیخ سراج الدین کا واقعہ

کالپی میں اس وقت شیخ سراج رہتے تھے، جو اب شیخ سراج سوختہ کے نام سے مشہور ہیں، وہ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری کے خلیفہ تھے حافظ قرآن

تھے۔ قادر شاہ جو سلطان فیروز شاہ کے پوتوں میں سے تھا وہ شیخ سراج کا مرید تھا، جب حضرت سیدنا مدار اعظم رضی اللہ عنہ، کے کشف و کرامات اور خرق عادات کا شہرہ شہر میں ہونے لگا اور آپ کی روحانی عظمت کے چرچے ہونے لگے تو قادر شاہ کو بھی یہ سن کر ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس نے اپنے پیر و مرشد حضرت سراج الدین سے اپنی خواہش کا اظہار کیا اور حضرت سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ سے ملنے کی اجازت چاہی، حضرت سراج الدین نے ان کو آپ سے ملنے کی اجازت نہیں دی۔ ایک دن قادر شاہ اپنے پیر و مرشد سے چھپ کر آپ کی قیام گاہ پر پہنچا دوپہر کا وقت تھا، زوال کا وقت ہونے کی وجہ سے قادر شاہ کو دربان نے اندر جانے سے روکا، قادر شاہ کو یہ بات ناگوار گذری اس نے ہاتھی پر چڑھ کر دیوار کے قریب جا کر آپ کو دیکھنا چاہا لیکن وہ نہ دیکھ سکا دیوار اونچی ہوگئی، قادر شاہ بہت برہم ہوا، اس نے غصہ کی حالت میں آپ سے یہ کہلا بھیجا کہ آپ اس کی سلطنت کے حدود سے فوراً باہر چلے جائیں۔

سیدنا مدار العالمین نے یہ پیغام پاتے ہی کوچ فرمایا اور دریائے جمنا کے پار جا کر قیام کیا آپ تو دریا جمن کے پار چلے گئے لیکن قادر شاہ کے تمام جسم پر آبلے پڑ گئے، علاج و معالجہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اطباء علاج میں ناکام رہے، مجبور ہو کر اس نے اپنے پیر و مرشد شیخ سراج الدین کو تمام واقعات و حالات سے آگاہ کیا انہوں نے اس کو اپنا پیرہن پہنایا، اس پیرہن کی برکت سے قادر شاہ کے درد اور سوزش میں کمی ہوگئی۔

آپ کو بذریعہ کشف یہ معلوم ہوا کہ سراج الدین قہر الٰہی کا مقابلہ کر رہے ہیں حضرت نے غصہ کی حالت میں فرمایا:

"سراج الدین لم لم یحرق، یعنی سراج الدین چرا نسوخت سراج الدین کیوں نہ جلا"۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ سراج الدین کے تمام جسم میں ایسی سوزش پیدا ہوئی کہ وہ زندگی سے مایوس ہوگئے۔ اور اسی حال میں ان کا انتقال ہوگیا۔ اس واقعہ کو افسانہ بنا کر لوگوں نے سلسلۂ عالیہ مداریہ پر انگشت نمائی کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شیخ سراج نے کہا

تھا کہ شاہ مدار نے مجھے جلا دیا میں نے ان کے سلسلے کو جلا دیا، شیخ سراج کے اس بیان کی تصدیق سوائے محرف کتاب سبع سنابل کے کسی اور حوالہ سے نہیں ہوتی۔

موجودہ سبع سنابل کے الحاق وتحریف پر دال چند دلائل

سلسلہ کو سوخت کہنے والے حضرات کا پیش خیمہ سبع سنابل ہے تو سبع سنابل پر تحقیقی نظر ڈالی جائے۔ اور واضح رہے کہ تحقیق عقیدت پسندی کو قبول نہیں کرتی اور تسامحات بڑے بڑے اکابر سے بھی ہوئے ہیں اور ہو سکتے ہیں سبع سنابل کئی جہات سے محرف وملحق ہے:

(۱) ۹۶۳ھ میں کتاب تصنیف ہوئی، پھر تین سو سال بعد ۱۲۹۹ھ کے نسخہ پر اعتماد کر کے شائع ہو رہی ہے۔ کیا کوئی گارنٹی دے سکتا ہے کہ یہ نسخہ صحیح اور متداول ہے؟

(۲) ماضی قریب میں مفتی منیب الرحمٰن صاحب (پاکستان) اس میں ان کے ساتھ علماء کی ایک جماعت شامل ہے اس کتاب سبع سنابل کو محرف مانا ہے، ان حضرات کے الحاق کا مدار عبارت ''چشتی رسول اللہ'' ہے۔ اس عبارت کو حضرت شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے معدن المعانی میں حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ پر افترا اور بہتان گردانا ہے۔

(۳) سید ہاشمی میاں نے سعی آخر میں موجودہ مطبوع کی تحریف مانی اور ثابت کیا ہے جو کہ مناظرہ اجمیر شریف کے فیصل تھے۔

(۴) مدار پاک کے خلفاء کا ذکر اسی دور کی کتابوں میں ہونا جس دور میں حضرت بلگرامی باحیات تھے۔ مثلاً کلمات الصادقین وطبقات شاہجہانی، مؤلفہ صادق کشمیری، تلمیذ محقق علی الاطلاق، اسراریہ کشف صوفیہ، مؤلفہ سید کمال سنبھلی، معاصر ورفیق صادق کشمیری، ثمرات القدس من شجرات الانس، مؤلفہ لال بدخشی معاصر حضرت بلگرامی، گلزار ابرار، مؤلفہ شیخ محمد غوثی مندوی، اخبار الاخیار مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، تحفۃ الابرار، مؤلفہ نور الدین جونپوری، بعہد جہانگیر،

اخبار الاصفیائہ مؤلفہ شیخ عبد الصمد، مجمع الاولیاء مؤلفہ شیخ بدر الدین سرہندی بعہد شاہجہاں، تذکرۂ قطبیہ مؤلفہ شیخ ابو بکر اگروی، بعہد اکبر، بحر ذخار مؤلفہ شیخ وجیہ الدین لکھنوی، مرأۃ مداری مؤلفہ عبد الرحمٰن چشتی وغیرہ۔

کیا یہ سب ہی غیر مستند تھے اور ان سے یہ سوخت والا راز کیسے چھپا رہ گیا جبکہ مذکورہ ساری کتابیں حضرت عبد الواحد بلگرامی کے دور کی ہیں تو الحاق ماننا انسب ہے ورنہ حضرت میر صاحب پر بدگمانی ہوگی۔ اور واضح رہے باقاعدہ ہند میں تذکرہ نگاری کا دور دسویں صدی ہجری ہی تھا۔

(۴) اور حضرت محقق عبد الحق محدث دہلوی نے سوختن والی بات کو نقل کرتے ہوئے اسے بے سند اور بے بنیاد کہا اتنا بڑا محقق جنہیں خود فاضل بریلوی نے محقق علی الاطلاق لکھا ہے انہوں نے اتنی بڑی بات کا ازالہ کر دیا تو پھر کیا شبہ رہ گیا۔

(۵) سبع سنابل سے پہلے کوئی ایک کتاب دکھائے جس میں سلسلہ سوخت والی بات ہو جبکہ حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ کا سن وصال ۸۳۸ھ ہے۔

خود ان کے معاصر تذکروں میں کوئی ایسا نہیں ہے بلکہ جنہوں نے اس عبارت کو نقل کیا ہے مثلاً قصر عارفاں، مرأۃ الاسرار، اخبار الاخیار، وغیرہ مگر سوختن کا کہیں ذکر تک نہیں۔

(۶) سبع سنابل مترجم کا مقدمہ دیکھا جا سکتا ہے کہ صاحب اصح التواریخ جو کہ مارہرہ شریف کے سجادہ نشین تھے۔ ان کے قول کے مطابق ''سبع سنابل'' کا صحیح نسخہ بدایوں گیا اور نہ معلوم اس کا کیا حال ہوا گویا کہ ضائع ہو گیا۔

(۷) سبع سنابل میں لکھا ہے اسی سلسلہ سوخت والے بیان میں کہ حضور علیہ السلام کے منع کرنے کے باوجود مدار پاک نے تلوار نہیں روکی اور نبرد آزما ہو گئے۔ کیا یہ مدار پاک کی توہین نہیں۔ اور پھر حضور علیہ السلام منع کریں اور مدار پاک نہ مانیں۔ ایں چہ بوالعجبی!

(۸) خود میر عبد الواحد بلگرامی علیہ الرحمہ کو سلسلہ مداریہ میں بیعت کرنے کی اجازت

وخلافت حاصل تھی بلکہ آپ نے تو ایک شعر بھی کہا ہے ؎

واحد مدار کار عالم دریں عمر ایک دم است
زاں روئے گفتہ فقیراں کہ دم مدار

تو کیوں ایک مجاز شخص اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارے گا۔

(۹) سبع سنابل کے واقعہ مقبولیت کے اصل راوی حضرت سید صبغۃ اللہ بڑوجی، خود مداریہ سلسلہ میں صاحب مجاز تھے اور آپ سے سلسلہ مداریہ عرب کے متاخر مشائخ میں پہنچا۔ یقیناً ان کے سامنے غیر محرف سبع سنابل تھی۔

(۱۰) نیز سبع سنابل میں بات کو صیغہ مجہول ''گویند'' سے شروع کیا ہے یہ بھی محل نظر ہے؟

(از مفتی ہاشم بدیعی)

خلفائے حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ

از جمال مداریت، مؤلفہ حضور مرشد گرامی بابائے قوم وملت حضرت علامہ حکیم سید محمد ولی شکوہ جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ

- امام العارفین قطب الارشاد حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون رضی اللہ عنہ
- سید الاصفیاء حضرت خواجہ سید ابوتراب فنصور رضی اللہ عنہ
- مخدوم العاشقین حضرت خواجہ سید ابوالحسن طیفور رضی اللہ عنہ

(یہ حضرات کنفس واحدۃ شمار ہوتے ہیں یہی ہرسہ خواجگان جانشین مدار العالمین ہیں)

انہیں ہرسۂ خواجگان کی اولاد مکن پور شریف میں آج بھی آباد ہے۔ حضور سیدنا مدار العالمین کے برادر حقیقی حضرت خواجہ سید محمود الدین حلبی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔

- حضرت خواجہ سید محمد جمال الدین جانمن جنتی رضی اللہ عنہ، جتی نگر ہیلسہ میں مزار ہے۔
- حضرت خواجہ سید احمد بادیار رحمۃ اللہ علیہ، مزار کلوا بن اعظم گڑھ
- حضرت خواجہ قاضی محمود کنتوری رحمۃ اللہ علیہ، مزار شریف کنتور شریف میں ہے۔

- حضرت خواجہ سید ابوالحسن میٹھے مدار رحمۃ اللہ علیہ کنتور شریف
- حضرت قاضی سید مطہر کلہ سرماور، ضلع کانپور
- حضرت خواجہ محمد مداری، احمد آباد
- حضرت شاہ کامل بخاری، لاہور
- قاضی شہاب الدین دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت شہاب الدین مداری قدوائی ہرکالہ آتش رحمۃ اللہ علیہ، بڑا گاؤں
- حضرت مولانا شیخ الیاس رحمۃ اللہ علیہ
- میر شمس الدین حسن غریب، گوجے پور
- حضرت میر رکن الدین حسن عرب، گوجے پور
- حضرت شاہ یٰسین رحمۃ اللہ علیہ، مکن پور شریف
- حضرت خواجہ علی شیر رحمۃ اللہ علیہ، مکن پور شریف
- حضرت شاہ جلالی رحمۃ اللہ علیہ، مکن پور شریف
- حضرت خیر الدین مکن سرباز رحمۃ اللہ علیہ، مکن پور شریف
- حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ علیہ، مکن پور شریف
- حضرت پیر حنیف رحمۃ اللہ علیہ، بلرام پور
- حضرت جلال الدین شاہ دانا رحمۃ اللہ علیہ، بریلی
- حضرت برق دیوانہ رحمۃ اللہ علیہ، بریلی
- حضرت شیخ منہاج رحمۃ اللہ علیہ، بدایوں
- حضرت شاہ جہندہ رحمۃ اللہ علیہ بدایوں

یہ چند اسمائے گرامی بطور نمونہ تذکرہ پیش کر دیئے، تفصیل اکثر کتب سلسلہ میں موجود ہے۔

حضرت خواجہ ابو محمد سید محمد ارغون رضی اللہ عنہ

مقتدائے اولیاء، پیشوائے اصفیاء، شہباز آسمان ولایت و کرامت شہسوار میدان سخاوت وقناعت ہادی راہ شریعت، ساقی جام طریقت، معلم رموز حکمت، واقف اسرار حقیقت، غوص بحر معرفت مورد فیوض الٰہی، پیکر اخلاق مصطفوی، وارث اوصاف مرتضوی، قدوۃ العارفین، عمدۃ الکاملین، رہبر دیں، قبلہ اہل یقیں، قطب العصر، غوث الدہر، سلطان العارفین حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون جعفری مداری حلبی مکن پوری رضی اللہ عنہ، خاندان فاطمی کے روشن چراغ، سلسلۂ عالیہ مداریہ کے سرگروہ، بہت بڑے اور نامور ولی، جامع کمالات صوری ومعنوی بزرگ گذرے ہیں۔ غیر منقسم ہندوستان کے گوشے گوشے میں آپ کے خوارق وکرامات، محاسن وکمالات اور روحانیت ومعرفت کی عام شہرت ومقبولیت ہے۔

حضرت خواجہ ابو تراب سید فنصور رضی اللہ عنہ

ملک الاولیاء، زبدۃ العارفین، منبع علم وحکمت، تاجدار طرقت، معین السالکین، راحت الکاملین، محبوب مدار العالمین حضرت سید ابو تراب فنصور رضی اللہ عنہ۔ آپ زہد وتقویٰ میں بے مثال اور شریعت وطریقت میں امتیازی شان رکھتے تھے۔ حضرت کے خلفاء میں ہر قسم کے لوگ تھے بعض کسی وجہ سے ممتاز تھے، اور بعض کسی وجہ سے مشہور تھے۔

(شاہ مدار ص:۶۲)

حضرت خواجہ ابو الحسن سید طیفور رضی اللہ عنہ

ملک العارفین، امام الواصلین، فخر الاتقیاء، سند الاصفیاء، شہباز ولایت، حضور سیدی خواجہ سید محمد طیفور۔ آپ کو سرکار سرکار مدار پاک طیفور کے لقب سے پکارا کرتے تھے، طیفور ایک قسم کے کبوتر کو کہتے ہیں جس کی پرواز بہت بلند ہوتی ہے۔ آپ مقامات بلند بہت جلد طے

کرلیتے تھے۔ یہ تینوں حضرات سید عبداللہ کے بیٹے نسباً سادات حسینی جعفری سے ہیں۔

ہرسۂ خواجگان کا نسب نامہ

السید الشریف عبداللہ بن سید کبیر الدین، بن سید وجیہ الدین بن سید یٰسین ابن سید محمد بن سید داؤد بن سید محمد بن سید ابراہیم بن سید محمد بن سید اسمٰعیل بن سید محمد بن سید اسحاق ابن سید عبدالرزاق بن سید نظام الدین ابن سید ابوسعید بن سید محمد ابن سید جعفر ابن سید محمود الدین (برادر سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہما)

حضرت سرکار مدار پاک نے اپنی حیات ظاہری میں ان تینوں کو اپنا جانشین اور سجادہ نشین مقرر فرمایا تھا۔ گروہ خادمان مدار انہیں سے بالخصوص وابستہ ہے اگر چہ دیگر ہرسۂ گروہ مداریہ کی سربراہی بھی اصحاب سلسلہ مداریہ کی بطور سجادہ نشین انہیں ہرسۂ خواجگان کی اولاد سے وابستہ ہے اور ہر گروہ اس پر فخر کرتا ہے۔

• • •

حضرت سلطان الشہداء سید سالار غازی رضی اللہ عنہ

اسم گرامی:

سالار مسعود

القاب:

سلطان الشہداء فی الہند، غازی سرکار، بالے میاں وغیرہ۔

والد کا نام:

حضرت سید ساہو سالار غازی

والدہ کا نام:

بی بی ستر معلیٰ۔

سلسلۂ نسب:

آپ کا سلسلۂ نسب بارہویں پشت میں مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے اس لئے آپ کو علوی سادات میں سے جانا جاتا ہے۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے حقیقی بھانجے ہیں۔

ولادت شریف:

آپ قطب وحدت سید بدیع الدین مدار العالمین کی دعا و بشارت سے ۲؍رجب المرجب ۴۰۵ھ کو بوقت صبح صادق اجمیر شریف میں پیدا ہوئے۔ اس وقت آپ کے والد ماجد حضرت سالار ساہو سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کی طرف سے اجمیر کے گورنر مقرر تھے (یہ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ہندوستان آمد سے ۱۸۱؍برس پہلے کا زمانہ ہے) آپ کے والد سالار ساہو نے فرزند کی خوشی میں تین شبانہ روز جشن کا اہتمام فرمایا۔ تمام شہر اجمیر کو مزین و آراستہ کیا اور فقراء و مساکین کو زر و جواہر عطا کیا۔

تعلیم و تربیت:

جب سید سالار کی عمر مبارک چار چال چار مہینے چار دن کی ہوئی تو رسم بسم اللہ خوانی ادا کی گئی۔ والد بزرگوار نے سید ابراہیم بارہ ہزاری کو آپ کا استاد مقرر کیا، اس موقع پر آپ کے والد نے استاد محترم کو چار گھوڑے اور بیش قیمت زر و جواہر بطور نذرانہ پیش کیا۔ استاد محترم کے زیر سایہ آپ نے ۹؍سال میں ظاہری علوم میں کمال حاصل کر لیا۔ جب آپ دس (۱۰) برس کی عمر کو پہنچے تو عبادت و ریاضت کا ذوق اس قدر پروان چڑھ

چکا تھا کہ پوری رات عبادت الٰہی میں گذارتے اور دن میں تلاوتِ قرآن کریم، ذکر وفکر اور درود خوانی میں مشغول رہتے تھے، نماز چاشت پابندی سے ادا فرماتے اور باقی اوقات لوگوں کو پند ونصیحت اور ان کی دینی اصلاح میں صرف کرتے تھے۔

سفینۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ رقمطراز ہیں: کہ آپ سلطان محمود غزنوی کی فوج کے مجاہدین میں تھے۔ اوائل اسلام میں آپ نے ہندوستان میں متعدد فتوحات کا اعزاز حاصل کیا، آپ نے اسی سلسلہ میں شہادت پائی، خوارق وکرامات کا ظہور وفات کے بعد ہوا آپ کے معتقدین کا حلقہ بڑا وسیع ہے۔

(سفینۃ الاولیاء اردو ص: ۱۹۴، گلستان مسعودیہ)

شہادت:

۱۴/رجب المرجب ۴۲۴ھ میں شہادت پائی۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

کشف وکرامات حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ

حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں آپ خود سراپا کرامت تھے۔

شیخ محمد لاہوری کا مشاہدہ

شیخ محمد لاہوری کو حج کرنے کی تمنا دامن گیر تھی، حضرت کو بذریعہ کشف یہ بات معلوم ہوئی آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم ہمارا طواف کرلوگے تو تمہارا حج ہو جائے گا، انہوں نے ایسا ہی کیا، انہوں نے دیکھا کہ حضرت کے بجائے خانۂ کعبہ موجود ہے، اب ان کو اس خیال نے ستایا کہ واقعی ان کا حج ہوا کہ نہیں، سیدنا مدار العالمین ان کے اس خطرہ

سے آگاہ ہوئے آپ نے ان کو طلب فرمایا اور اپنا دست مبارک ان کے چہرہ پر پھیرا آپ کا ان کے چہرہ پر ہاتھ پھیرنا تھا کہ انہوں نے اپنے آپ کو حجاز میں پایا۔ اور انہوں نے یہ سنا کہ حضرت زندہ شاہ مدار فرماتے ہیں کہ حج کا وقت آنے تک وہیں رہو پانچ ماہ وہ مکہ میں رہے، جب حج سے فارغ ہوئے تو خود کو سرکار مدار پاک کی خدمت میں حاضر پایا۔

(گلستان مدار، شاہ مدار، جدید مدار اعظم)

آبِ دہن کی برکت

شیخ الیاس نے حضرت کی خدمت میں آنا جانا بند کیا تو اس کے بعد ان کے بدن پر سفید داغ ہو گئے۔ وہ اس برص کے مرض سے بڑے پریشان تھے، کہ ایک دن ان کو پریشانی کے عالم میں خیال آیا کہ حضرت شاہ مدار رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کی وجہ سے وہ اس بیماری کا شکار ہوئے ہیں، وہ سرکار مدار العالمین کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کے خواستگار ہوئے۔ حضرت نے پانی منگایا ایک بڑے برتن میں اور تھوڑا پانی لیکر اس میں کلی کی اور اس پانی سے انہیں غسل کرایا جس کی برکت سے وہ اچھے ہو گئے اور بیماری کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔

راجہ کے اولاد

گھاٹم پور کے راجہ کے کوئی اولاد نہ تھی، جب حضرت گھاٹم پور پہنچے تو راجہ حضور مدار العالمین سے دعا کا طالب ہوا، حضرت کی دعا سے راجہ کے اولاد ہوئی۔

وضو کے پانی سے برکت

جب سرکار مدار پاک سورت پہنچے تو وہاں آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی بینائی جاتی رہی تھی آپ کو اس نابینا پر رحم آیا، آپ نے وضو کیا اور وضو کا پانی اس نابینا کی آنکھ پر ملا اور اس کے حق میں دعا کی حضرت کی دعا مقبول ہوئی۔ اور اس نابینا کی آنکھوں

میں روشنی آ گئی۔

لوحِ محفوظ کا نوشتہ

حضرت کے تینوں معنوی وصوری فرزند سید محمد ارغون، سید ابو تراب فنصور اور سید ابوالحسن طیفور شادی نہیں کرنا چاہتے تھے۔حضرت ان کو اپنی خدمت میں طلب کیا اور ان سے فرمایا کہ آنکھیں بند کرو جب انہوں نے آنکھیں بند کیں تو ان کو لوح محفوظ نظر آئی جس پر لکھا ہوا تھا کہ ان کی شادی ہو گی۔اور ان کے اولاد ہو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

قوتِ باطنی، دوبارہ زندگی

سید جمال الدین جو جان من جنتی مشہور ہوئے۔حضرت کی دعا سے پیدا ہوئے تھے۔ایک دن وہ کوٹھے سے گرے اور ان کا انتقال ہو گیا۔آپ اتفاق سے اسی دن بغداد واپس تشریف لائے۔سید جمال الدین کی والدہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ کو خبر جانکاہ کی اطلاع دی، سیدنا مدار العالمین کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ بہت رنجیدہ خاطر ہوئے آپنے دعا فرمائی۔ان میں سانس آیا اور لمبی عمر پائی۔

کرامت ہی کرامت ہیں مدار

۱۷/جمادی الاولیٰ ۸۳۸ھ کو اس جہان فانی سے رحلت فرمائی

مادہ تاریخ ساکن بہشت

۸۳۸ھ

تازہ رہے ہمیشہ یہ لشکر مدار کا
جلوہ ہے خاکسار وں میں پروردگار
قادر کی بندگی کو کمربستہ رہے مدام
ستار نام پاک ہے اس کردگار کا

روضۂ مبارک

روضۂ مبارک کی تعمیر آپ کے مرید و خلیفہ حضرت ابراہیم شاہ شرقی والیِ جونپور نے کرائی۔ حضرت قاضی علی شیر خلیفۂ حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ معمار خاص تھے، جو بخارا کے رہنے والے ولی کامل تھے۔ اُن کا شجرۂ نسب حضرت مولیٰ علی تک پہنچتا ہے۔

امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ، حضرت محمد حنفیہ ابو ہاشم عبداللہ، سیدنا محمد یوسف، عبدالمنان، بطل محمد، طاہر، عطاء اللہ، عبداللہ، عبدالحی، اسمٰعیل، اسد اللہ، احمد، ابو سعید، ابراہیم، جعفر، قاضی علی مداری ماوراء النہری رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت قاضی علی شیر رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون رحمۃ اللہ علیہ سے متصل ہے۔

(بیاض قلمی حضرت بخشش الٰہی جعفری رحمۃ اللہ علیہ)

عرس مقدس

سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ کا ۱۷ ر جمادی المدار کو ہر سال بڑے تزک واحتشام سے ہوتا ہے۔

قطب عالم حضرت خواجہ سید ظہیر الدین دادا میاں علیہ الرحمۃ والرضوان

حضور خواجہ سید محمد ارغون جانشین حضور سیدنا مدار العالمین کی نسل پاک سے ہیں۔ آپ صاحب کشف وکرامات، عارف باللہ ولی کامل تھے، آپ کے تصرفات باطنی کا زمانہ قائل ہے۔ آپ نے ہزاروں گم گشتگان بادیۂ ضلالت کو راہِ ہدایت پر لا کر دین متین کے مطابق زندگی گذارنے کا شعور بلیغ عطا کیا۔ یہ ہم اہل بہیڑی پر خصوصی عنایت حضور سیدنا مدار العالمین کی ہے جو یہ چشمہ فیض آپ کی شکل میں جاری ہے اور صبح قیامت جاری رہے گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ.

سلام

رہبر عارفاں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام
محفل اولیا میں ہو تم تاجور
کوئی تم سا جہاں میں نہ آیا نظر
سرور سروراں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام
تم ہو قطب جہاں تم ہو زندہ ولی
جد اعلیٰ تمہارے حیات النبی
زندۂ جاوداں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام
دلکشی تم سے باغِ رسالت میں ہے
نورونکہت ریاضِ ولایت میں ہے
جان ہر گلستاں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

کی حمایت غریبوں کی تم نے سدا
ہم تمہیں سے لگائے ہیں بس آسرا
مونسِ بیکساں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

تم زمانے کے آقا ہو زندہ ولی
رابست ہے قلب احمد سے وابستگی
راز کے رازوں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

فیض پاتا ہے تم سے ہر اک سلسلہ
تم ہو محسن تو پھر کیوں نہ بھیجیں بھلا
اولیائے زماں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

صدر بزمِ ولا نور خیر البشر
سوز بیکس پہ بھی ہو کرم کی نظر
اے شۂ انس وجاں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

منقبت شریف

قطب عالم غوث زماں حضور دادا میاں علیہ الرحمۃ والرضوان

تیری عظمت تیری رفعت ہے سوا دادا میاں — کیسے کر پاؤں گا میں مدحت بھلا دادا میاں
آپ کو تشبیہ کس شئی سے میں دوں دادا میاں — لالہ وگل سا کہوں یا چاند سا دادا میاں
وقت مشکل ہے مدد فرمایئے بہر خدا — ہو رہے ہیں ہم پہ جور ناروا دادا میاں
میں مقدر کا دھنی سمجھوں گا اپنے آپ کو — خواب میں دیدار گر ہو آپ کا دادا میاں
عقل حیراں تھی کہ مشکل کون ٹالیگا میری — عشق بولا کہہ دے تو بے ساختہ دادا میاں
یہ مدار پاک کا فیضان بے شک ہے خلیقؔ
چند ساعت میں قصیدہ لکھ دیا دادا میاں

شجرۂ عالیہ مداریہ

میرے مولا اپنی ذات کبریا کے واسطے — رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کے واسطے
از طفیل حضرت مولا و زہرا اے خدا — مشکلیں حل کر مری مشکل کشا کے واسطے
دور کر رنج و محن یا رب حسن کا واسطہ — اور حسین ابن علی مرتضیٰ کے واسطے
عبدیت کا تو سلیقہ کر عطا رب کریم — شۂ علی اوسط لقب زین العبا کے واسطے
از طفیل باقر و جعفر امام المسلمیں — پنجتن کا عشق دے اپنی رضا کے واسطے
بہر اسمٰعیل مولا بخش دے میری خطاء — اور محمد ہادیٔ راہِ ہدیٰ کے واسطے
بہر اسماعیل احمد اے میرے رب کریم — جذبۂ ایثار دے مجھ نوا کے واسطے
از طفیل حضرت سید ظہیر الدین کے — میرا دل مضبوط کر روز جزا کے واسطے
بخشدے بہاء الدین کا حسن عمل — شہ علی حلبی کے زہد واتقا کے واسطے

صدقے میں محمود دین جو ہیں اخی شرمدار
نسبتیں کردے قوی اپنی رضا کے واسطے

صدقہ میں جعفر سعید و شہ نظام الدین کے
زندگی کا دے سلیقہ مجھ گدا کے واسطے

حضر اسحٰق واسماعیل کا یارب مجھے
صبر واستقلال دے اپنی رضا کے واسطے

حوصلہ دے شاہ ابراہیم اور داؤد کا
شۂ وجیہ الدین پیر باصفا کے واسطے

شاہ عبداللہ کے صدقے میں الٰہی تو مجھے
بخشدے طور عطا اپنی عطا کے واسطے

بخشدے سوز و گداز قلب توارغون کا
حضرت محمود حامد پارسا کے واسطے

شاہ جان اللہ مان اللہ کے صدقہ میں الہ
مکر شیطاں سے بچا پیر ہدیٰ کے واسطے

از طفیل شاہ بھیکا اور غنی کا واسطہ
دل غنی کردے میرا جود وسخا کے واسطے

راہ کی تاریکیوں میں نجم دیں کی ہو ضیا
شاہ درباری میاں کے اتقا کے واسطے

زندگی کے پیچ وخم میں استعانت کرمری
شۂ نظام الدین پیر باصفا کے واسطے

از طفیل عبد سبحاں بخش دے یارب مجھے
نسبت خورشید احمد پارسا کے واسطے

بخش دے وجدان حب مصطفیٰ یارب مجھے
شۂ ظہیر الدین شیخ اتقیا کے واسطے

فضل رحمٰں اور خلیل پارسا کا واسطہ
ہو مدار زندگی تیری رضا کے واسطے

دونوں عالم میں الٰہی سرخروئی کر عطا
شہ وحید الدین حکیم پیشوا کے واسطے

نعمت دارین مجھ کو بخش دے رب کریم
شہ نعیم الدین مداری رہنما کے واسطے

نور الفت سے میرے دل کو خدا معمور کر
شمس الرحمٰں اور نجیم مقتدا کے واسطے

ہو عتیق الرحمٰں کے دامن سے جو بھی منسلک
سرخرو کردے اسے روز جزا کے واسطے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

Www.MadaariMedia.Com

مداریہ کتب خانہ

واٹسپ گروپ

دم مدار بیڑا پار

MADAARI MEDIA

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح

سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں

سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات

سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

الخلیق ٹور اینڈ ٹریولز

ہماری خدمات

حج، عمرہ، بغداد، نجف کربلا

زیارت حرمین شریفین کے لیے ہم سے رابطہ کیجئے، ہم کم خرچ میں
بہترین سہولت فراہم کرتے ہیں، ہوٹل حرم شریف سے اور مسجد
نبوی سے بلکل قریب 3 وقت میں لگژری کھانا، گروپ ہر 10
دن میں روانہ ہوتے ہیں۔

رابطہ کریں

مولانا خلیق احمد مداری 8077363695

مولانا نادر الخلیق مداری 8433491849

Rs. 150/-

پتہ۔ بہیڑی ضلع بریلی

Al-Madar Offset Kanpur
M.: 8795601301